1803

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،19۔فروری 2009

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ جات امداد باہمی، ٹرانسپورٹ اور خصوصی ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

علیحدہ فہرست میں مندرج توجہ دلاؤ نوٹسوں کے سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے زبانی جوابات دیئے جائیں گے۔

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ 2008
(مسودہ قانون نمبر 12 بابت 2008)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ 2008، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ 2008 منظور کیا جائے۔

1805

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا گیارھواں اجلاس

جمعرات،19-فروری2009

(یوم الخمیس،23-صفرالمظفر1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر15منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

لَا يُكَلِّفُ ٱللَّهُ نَفۡسًا إِلَّا وُسۡعَهَاۚ لَهَا مَا كَسَبَتۡ وَعَلَيۡهَا مَا ٱكۡتَسَبَتۡۗ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَآ إِن نَّسِينَآ أَوۡ أَخۡطَأۡنَاۚ رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ عَلَيۡنَآ إِصۡرًا كَمَا حَمَلۡتَهُۥ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِنَاۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِۦۖ وَٱعۡفُ عَنَّا وَٱغۡفِرۡ لَنَا وَٱرۡحَمۡنَآۚ أَنتَ مَوۡلَىٰنَا فَٱنصُرۡنَا عَلَى ٱلۡقَوۡمِ ٱلۡكَٰفِرِينَo

سُوۡرَۃُ البَقَرَۃ آیت 286

خدا کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اچھے کام کرے گا تو اس کو ان کا فائدہ ملے گا۔ برے کرے گا تو اسے اس کا نقصان پہنچے گا۔اے پروردگار!اگر ہم سے بھول یا چوک ہو گئی ہو تو ہم سے مواخذہ نہ کیجیو۔اے پروردگار! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔اے پروردگار!جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھیو اور (اے پروردگار!) ہمارے گناہوں سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب کرo

وما علینا الاالبلاغo

الحاج اختر حسین قریشی نے نعت رسول مقبول ﷺ پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

اج سک متراں دی ودھیری اے
کیوں دلڑی اُداس گھنیری اے
لوں لوں وچ شوق چنگیری اے
اج نیناں لائیاں کیوں جھڑیاں
مکھ چند بدر شعہ ثانی اے
متھے چمکے لاٹ نُورانی اے
کالی زلف تے اکھ مستانی اے
مخمور اکھیں ہن مدبھریاں
ایس صورت نوں میں جان آکھاں
جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی میں شان آکھاں
جس شان توں شاناں سب بنیاں
سبحان اللہ مااجملک
ما احسناک مااکملک
کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء
گستاخ اکھیں کتھے جا لڑیاں

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات امداد باہمی، ٹرانسپورٹ اور سپیشل ایجوکیشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

سوات میں جیو کے نمائندے کا اغوا اور قتل

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جیو کا نمائندہ ہمارا صحافی بھائی جو سوات میں بڑی اچھی ڈیوٹی دے رہا تھا کو اغواء کر کے قتل کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کرے۔ ہم اس کے لئے فاتحہ خوانی کر لیں اور جس بہادری کے ساتھ وہ اپنے فرائض انجام دے رہا تھا ہم اس کو appreciate بھی کریں۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! ان کی ابھی تک تدفین نہیں کی گئی اور غالباً ان کا جنازہ ڈیڑھ بجے ہے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! ابھی ان کا جنازہ نہیں ہوا۔ ان کی تدفین کے بعد ہم فاتحہ کر لیں گے۔ ان کا ہمیں بہت افسوس ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میری کرنل شجاع خانزادہ صاحب، چنیوٹی صاحب اور دیگر صاحبان سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ ایجنڈے کے مطابق ذرا مہربانی فرمایا کریں کیونکہ اس طرح یہ سوالات رہ جاتے ہیں اور ان پر بہت محنت ہوتی ہے۔ محکمہ جات بھی ان سوالات پر محنت کرتے ہیں اور جن صاحبان نے یہ سوالات

دیئے ہوتے ہیں انہوں نے بھی بہت محنت کی ہوتی ہے kindly اس کا خصوصی خیال رکھا کیجئے۔ جتنے پوائنٹ آف آرڈر آپ کم سے کم کر سکتے ہیں کیا کریں اس پر میں آپ کا بڑا شکر گزار ہوں گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرے خیال میں پریس کے حضرات ناراض ہیں کیونکہ وہ باہر چلے گئے ہیں۔ ہمیں پتا کرنا پڑے گا کہ پریس والے کس لئے باہر گئے ہیں؟ ہم ان کے اظہار ہمدردی میں ان کے ساتھ شامل ہونا چاہتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ ہی ہمت کریں لیکن آپ کا سوال بھی پہلا ہے تو میرے خیال میں آپ شروع کر دیں دوسرے صاحبان میں سے کسی کو بھیج دیتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر صحافی حضرات پریس گیلری میں واپس تشریف لائے)

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری اس میں گزارش یہ ہے کہ اظہار ہمدردی کے لئے ہم صحافت کی آزادی پر یقین رکھتے ہیں۔ اس شخص نے ہمیشہ ان علاقوں میں جا کر صحافت کو فروغ دیا ہے اور اپنے فرائض کی انجام دہی کرتے ہوئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا ہے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ اپنے صحافی بھائیوں سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے ایک منٹ کے لئے ہاؤس میں خاموشی اختیار کر لیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: بقول اعجاز شفیع صاحب کے ہاؤس میں ایک منٹ کی خاموشی اختیار کی جائے۔

(اس مرحلہ پر صحافیوں سے بطور اظہار ہمدردی ہاؤس میں
ایک منٹ کی خاموشی اختیار کی گئی)

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسرا، ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بسرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسرا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ صحافی ہمارے بھائی ہیں اور اس وقت جو ہماری پہلی جمہوری حکومت آئی ہے ہم لوگوں نے ان کی

صحافت پر کوئی قدغن نہیں لگائی۔ اس اہم واقعہ کے غم میں ہم برابر کے شریک ہیں۔ ہماری اللہ پاک سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے صحافی بھائی کو جنت میں جگہ دے۔ میں گورنمنٹ کی طرف سے یہ statement دینا چاہتا ہوں کہ ہم صحافی بھائیوں کو اس بات کا یقین دلاتے ہیں کہ جو لوگ ہمارے اس بھائی کے قتل میں ذمہ داران ہوں گے ان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس میں ایک لمحے کی غفلت نہیں کریں گے۔ چونکہ میں سمجھتا ہوں کہ صحافی بھائی ہمارے لئے بہت اہم ہیں۔ صحافی کا قتل اس وقت ہمارے لئے ملکی level پر بہت بڑا سانحہ ہے۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کے قاتلوں کو جلد از جلد گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! مجھے ایک منٹ کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! کل مجھے channel-5 والوں نے اطلاع دی ہے کہ رائیونڈ روڈ پر میموریل ہسپتال کا ہوسٹل ہے اور وہاں پر نرسوں کو ٹریننگ دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: کون سا میموریل ہسپتال؟

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: لالہ زار کالونی رائیونڈ روڈ پر میموریل ہسپتال کا ہوسٹل ہے۔ وہاں پر مسلمان اور Christian لڑکیاں اکٹھی ٹریننگ حاصل کرتی ہیں۔ Christian لڑکیوں نے وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فرضی تصویر لٹکا دی۔ مسلمان لڑکیوں نے کہا کہ ہم نے یہاں کمرے میں نماز پڑھنی ہوتی ہے اس لئے یہ تصویر آپ یہاں نہ لگائیں۔ ان بچیوں نے یہ کیا کہ اس تصویر کو لپیٹ کر Christian لڑکی کی الماری میں رکھ دی۔ اس کے بعد Christian لڑکیوں نے بدلہ لینے کے لئے قرآن پاک کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر جوتوں والے ڈبے میں رکھ دیا جس سے مسلمان بچیوں کی بڑی دل آزاری ہوئی اور انہوں نے احتجاج کیا۔ اب تین دن سے وہ ہڑتال پر ہیں اور ہسپتال کی انتظامیہ ان کو کسی سے بات بھی نہیں کرنے دے رہی۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں لاء منسٹر صاحب آتے ہیں تو ان کے نوٹس میں لاتے ہیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اس معاملے کو کمیٹی میں لے جایا جائے اور آئے روز ان واقعات پر کنٹرول کیا جائے۔

سوالات (محکمہ جات امداد باہمی، ٹرانسپورٹ اور خصوصی تعلیم)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب جب آئیں گے تو پھر ان سے بات کر لیجئے گا۔ پہلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! شیخوپورہ میں ڈکیتی کا ایک واقعہ ہوا تھا اس سلسلے میں، میں نے تین چار دن پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر ایک request کی تھی تو جناب نے فرمایا تھا کہ آپ اس پر توجہ دلاؤ نوٹس جمع کروائیں۔ وہ میں نے جمع کروا دیا تھا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ ماشاء اللہ بہت سمجھدار ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: میری عرض تو سن لیں۔

جناب سپیکر: جب توجہ دلاؤ نوٹس کا ٹائم آئے گا تو میں آپ کی بات کا بڑا اچھی طرح سے جواب دوں گا اور آپ اس کو غور سے بھی سننا۔ اب آپ پہلے اپنے سوال کی طرف چلیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا point بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر: مجھے پتا ہے۔ آپ سوال نمبر پکاریں۔

سید حسن مرتضیٰ: سوال نمبر 70۔

جناب سپیکر: یہ پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

سید حسن مرتضیٰ: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

پنجاب کوآپریٹو بنک کا قیام، سالانہ آمدن،
اخراجات و دیگر معاملات کی تفصیلات

*70- سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب کوآپریٹو بنک کب قائم ہوا تھا، اس کے آرڈر کی کاپی فراہم کریں؟

(ب) بنک کی سالانہ آمدن اور اخراجات کی تفصیل بیان کریں نیز اس کی آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ حکومت یہ بنک، پنجاب بنک میں ضم / الحاق کرنا چاہتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

(د) اس وقت اس بنک کے ملازمین کی تعداد کیا ہے اگر اس بنک کو پنجاب بنک میں ضم کیا جا رہا ہے تو اس کے ملازمین کا مستقبل کیا ہوگا؟

(ہ) اس بنک کے ملازمین کی سنیارٹی کس طرح ہوگی، کیا سنیارٹی joint ہوگی یا علیحدہ علیحدہ؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) اس سلسلہ میں عرض ہے کہ پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ ایک کارپوریٹ باڈی ہے جو کہ کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 کے تحت رجسٹرڈ ہے، آرڈر کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بنک کی سابقہ تین سال کی سالانہ آمدن اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

مالی سال	آمدن	اخراجات
2005-06	1079.790	923.727
2006–07	1603.582	1473.318
2007–08	1340.212	1218.676

بنک کی آمدن کے ذرائع درج ذیل ہیں:-

1- آمدن بذریعہ قرضہ جات مارک اپ

2- آمدن بذریعہ ڈپازٹ منافع

3- آمدن بذریعہ بنک وسروس چارجز

4- متفرق آمدن جس میں یوٹیلٹی بلوں کی وصولی کی کمیشن، جائیداد کا کرایہ وغیرہ شامل ہیں۔

(ج) سٹیٹ بنک آف پاکستان کے مسلسل اصرار اور ہدایات کی روشنی میں بنک ہذا کو بنک آف پنجاب میں ضم کرنے کا بنیادی فیصلہ مورخہ 05-04-2007 کو سابق چیف سیکرٹری پنجاب کی سربراہی میں کیا گیا تاہم اس سلسلہ میں مزید اطلاع دی جاتی ہے کہ حکومت پنجاب نے بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر FD(W&M)7-4/2008-09 مورخہ 28-07-2008 ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جس کا مقصد بنک ہذا کو بنک آف پنجاب میں ضم کرنے کے مسئلہ کو حل کرنا ہے۔ کمیٹی نے بنک ہذا کے مستقبل کے لئے مختلف ترجیحات کا جائزہ لے کر اپنی میٹنگ مورخہ 30-10-2008 میں درج ذیل سفارشات کی ہیں:-

a) PPCBL would be revamped in the larger interest of the small farmers.

b) Professional study from experts would be conducted to identify the requirements, support and cost involved in the revamping process. TORs of the study may be formulated separately after the approval of Chief Minister, Punjab.

c) The Government of the Punjab would bear the restructuring cost of the PPCBL' if any.

d) Finance Department will request the State Bank of Pakistan not to take any supervisory action during the period in which Government of the Punjab/ PPCBL will be paying back the

outstanding installments of loan advanced by the SBP to PPCBL. This is to ensure to avoid any further complications as well as to facilitate the studies and restructuring process.

(د) اس وقت بنک ملازمین کی تعداد 1492 ہے بقیہ بمطابق جز(ج)۔

(ہ) جواب بمطابق جز(ج) ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب شیر علی خان: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شیر علی خان: یہاں آمدن اور اخراجات کے figures میں یہ نہیں بتایا گیا کہ ہزار ہیں، لاکھ ہیں یا کروڑ ہیں اس کا اندراج نہیں ہے اور اگر یہ ملین میں ہیں تو یہاں جو proposals دی گئی ہیں تو اس کے اندر (d) میں لکھا گیا ہے کہ:

The Government of the Punjab/PPCBL will be paying back the outstanding installments of loan advanced by SBP to PPCBL..

اگر اتنا منافع 06-2005 میں 156 ملین، 07-2006 میں 130 ملین اور 08-2007 میں 121 ملین کا تھا تو یہ installment کیوں pay back نہیں کی گئی؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت و امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! 06-2005 میں بچت 15 کروڑ 60 لاکھ ہے اور 07-2006 میں 13 کروڑ اور 08-2007 میں 12 کروڑ 15 لاکھ روپے ہے۔ سٹیٹ بنک کا قرضہ 8 بلین روپے ہے۔ وہ بلین میں ہے اور منافع کروڑوں میں ہے۔ اس میں باقی اخراجات بھی ہیں بنک کے ملازمین کی تنخواہیں بھی ہیں۔ اس وقت بچت تھوڑی ہے۔

جناب سپیکر: مجھے بھی پتا چلنا چاہئے۔

وزیر زراعت / امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سٹیٹ بنک کا loan آٹھ ارب روپے کا ہے اور بچت بڑی تھوڑی ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! سوال یہ تھا کہ یہ profit میں کس طرح آیا کہ 5 بلین انہوں نے سٹیٹ بنک کا دینا ہے تو یہ ان کی profit &loss statement میں کیوں show نہیں کیا گیا؟ اس آمدن اور خرچ کے حساب میں 06-2005 میں 156 ملین 07-2006 میں 130 ملین اور 08-2007 میں 121 ملین کا منافع ہوا ہے۔ یہ تو خسارہ ہونا چاہئے تھا اور اس میں پانچ بلین show ہونا چاہئے تھا وہ کیوں show نہیں کیا گیا؟ کیونکہ یہاں لکھا ہوا ہے کہ:

> Outstanding installments of loan advanced by S.B.P would be paid by PPCBL and the Government of the Punjab.

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت / امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پہلے فیڈرل کوآپریٹو بنک تھا لیکن اب براہ راست صوبائی آپریٹو بنک سٹیٹ بنک سے قرض لیتا ہے۔ ان کی credit line ہے جس کے تحت قسطیں بھی ادا ہوتی رہتی ہیں لیکن ان کا یہ internal profit ہے جو بنک کے اپنے اخراجات ہیں، internal profit income ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف T.O.Rs کا بتائیں یہ کیا ہے؟ دوسرا جز (ہ) میں لکھا ہے کہ جواب بمطابق جز (ج) ہے۔ جز (ہ) میں سوال اور ہے تو اس بارے میں بتادیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت / امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):: جناب سپیکر! T.O.Rs کا مطلب terms of reference ہے۔ جز (ہ) کے بارے میں عرض کرتا ہوں کہ Provincial Cooperative Bank کی credit line State Bank of Pakistan ہے تو سٹیٹ بنک نے 2007-08

میں وہ credit line discontinue کر دی ہے جس کی وجہ سے سٹیٹ بنک نے conditions لگائی تھیں کہ یہ بنک sustainable نہیں ہے یا تو اسے پنجاب بنک میں ضم کر دیا جائے یا پھر micro financing کے لئے انتظام کیا جائے یا پھر اس کی restructuring کر کے liquidation کی طرف لے جایا جائے یعنی بنک کو تحلیل کر دیا جائے۔ یہ پچھلی گورنمنٹ میں ہوا تھا اور انہوں نے یہ شرائط عائد کی تھیں کہ آٹھ ملین ادا کیا جائے تو اس وقت یہ فیصلہ ہو گیا تھا کہ اسے پنجاب میں ضم کر دیا جائے لیکن موجودہ حکومت میں وزیر خزانہ کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنی اور تاریخیں لکھی ہوئی ہیں کہ یہ 2007-4-5 کو چیف سیکرٹری پنجاب کی سربراہی میں ایک میٹنگ کی گئی جس میں فیصلہ کیا گیا تھا کہ اس کو ضم کر دیا جائے لیکن بعد میں پھر 30-10-2008 کو دوبارہ کمیٹی بنی اور اس میں یہ جائزہ لیا گیا اور ہم نے اس کمیٹی میں بڑا stand لیا کہ اسے ضم نہیں کرنا چاہئے کیونکہ Provincial Cooperative Bank یہ خاص طور پر micro finance کے لئے ہے اور یہ چھوٹے کاشتکاروں کو قرضے دیتا ہے اس لئے اسے چلنا چاہئے۔ کمیٹی میں ہم نے اپنی بہت ہی مضبوط قسم کی observations بھی دیں جس کی وجہ سے کمیٹی نے سفارشات بھیجی ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ اس کی regranting کی جائے، بنک کو liquidation کی طرف لے جایا جائے، اس کی تحلیل کی جائے اور نہ ہی اسے پنجاب بنک میں ضم کیا جائے بلکہ اسے قائم رہنا چاہئے اور قائم رکھنے کے لئے regranting کی جائے۔ اس کی سمری وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس بھیجی گئی ہے اور وہاں پر یہ فیصلہ ہوا ہے کہ regranting میں ان کا independent چیف ایگزیکٹو ہونا چاہئے جو banking sector سے ہو تاکہ یہ بنک اچھے انداز سے چل سکے۔ چونکہ اس کی liquidation نہیں ہوئی اور یہ ضم نہیں ہوا تو اس لئے ملازمین کا معاملہ ختم ہو گیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہاں انہوں نے یہ جواب دیا ہے کہ اس کا فیصلہ ہو چکا ہے کہ اسے پنجاب بنک میں ضم کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت /امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!اس حکومت کے آنے سے پہلے یہ فیصلہ کیا گیا تھا لیکن وزیر اعلیٰ پنجاب نے اب دوبارہ اس پر غور کیا اور کمیٹی بنائی جس نے اپنی سفارشات میں کہا ہے کہ اسے پنجاب بنک میں ضم نہ کیا جائے۔ چونکہ یہ کاشتکاروں کے مفاد میں ہے اس لئے فیصلہ کیا گیا۔۔۔

جناب سپیکر: بات پیچھے سے چلی آ رہی ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ پیچھے سے پڑھا جائے کیونکہ پچھلی گورنمنٹ نے یہ تجویز کیا تھا۔

وزیر زراعت /امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!سٹیٹ بنک کے گورنر ڈاکٹر شمشاد نے پرویز الٰہی سابق وزیر اعلیٰ کو خط میں تین options لکھیں کہ اسے پنجاب بنک میں ضم کر دیا جائے۔ اگر یہ نہیں کرتے تو پھر اسے liquidation کی طرف لے جایا جائے، اسے تحلیل کر دیا جائے۔ اس کی micro finance کی window پنجاب بنک کرے گا لیکن۔۔۔

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ اسے ضم کر رہے ہیں؟

وزیر زراعت /امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!ہم اسے ضم نہیں کر رہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! وہ بتا رہے ہیں کہ ہم اسے ضم نہیں کر رہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!سابقہ حکومت نے جو فیصلہ کیا تھا اس کا کیا بنا، کیا اسے set aside کر دیا ہے یا نہیں؟ کیونکہ کمیٹی کی رپورٹ پر تو یہ نہیں ہو سکتا کہ کمیٹی نے رپورٹ کر دی ہے یا کمیٹی کی میٹنگ ہو گئی ہے تو وہ فیصلہ ختم تو نہیں ہو گیا۔ جب تک وہ فیصلہ stand کرتا ہے، جب وہ فیصلہ ہوا تھا تو اس میں ملازمین کا بھی تو کچھ کیا ہو گا تو ان ملازمین کا کیا بنا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت /امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): وہ چیف سیکرٹری صاحب کی سربراہی میں ایک میٹنگ ہوئی تھی اور کمیٹی نے گورنمنٹ کو سفارش بھیجی تھی اور بعد میں حکومت تبدیل ہو گئی۔ جب

وہ رپورٹ وزیر اعلیٰ کے پاس گئی تو پھر وزیر اعلیٰ نے دوبارہ کمیٹی بنائی جس میں تمام bankers ہیں، اس میں پنجاب بنک کے متعلقہ لوگ ہیں۔ Provincial Cooperative Bank کے لوگ بھی اس میٹنگ میں آئے اور از سر نو discuss کیا گیا تو حتمی طور پر ضم کرنے کا فیصلہ مکمل نہیں ہو سکا۔ اب وہ تبدیل ہو گیا ہے اور اب یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اسے ضم کیا جائے اور نہ اسے ختم کیا بلکہ اس کی revamping کی جائے اور نئے طریقے سے چلایا جائے۔ ضم کرنے کا فیصلہ نہیں ہوا تھا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: میرے سوال کا نمبر 697 ہے۔ اس کا جواب پڑھا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں معذور بچوں کو پک اینڈ ڈراپ کی سہولت فراہم کرنے کا مسئلہ

*697: میاں نصیر احمد: کیا وزیر خصوصی تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور میں حکومت کی طرف سے mentally retarded سپیشل بچوں کو سکول پک اینڈ ڈراپ کی سہولت دی جاتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بعض بچوں کو پک اینڈ ڈراپ کی سہولت میسر نہیں جس بناپر سپیشل بچے سکول نہیں جا سکتے نیز اس وقت لاہور کے کس کس علاقے میں سپیشل بچوں کو پک اینڈ ڈراپ کی سہولت حاصل ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) اگر درج بالا سوالات کے جوابات اثبات میں ہیں تو کیا حکومت صوبائی دارالحکومت لاہور میں بالخصوص اور پورے پنجاب میں بالعموم سپیشل بچوں کو پک اینڈ ڈراپ کی سہولت دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر رکھتی ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست نہیں۔ محکمہ سپیشل ایجوکیشن کی کوشش ہے کہ سکول جانے والے تمام خصوصی بچوں کو پک اینڈ ڈراپ کی سہولت مہیا کرے۔ اس وقت لاہور میں خصوصی بچوں کے پک اینڈ ڈراپ کے لئے جو بسیں فراہم کی گئی ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب نے 34200000 کی رقم برائے پک اینڈ ڈراپ مہیا کر دی گئی ہے۔ اب پورے پنجاب میں پک اینڈ ڈراپ کا کوئی مسئلہ نہ ہے۔ بجٹ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

میاں نصیر احمد: جو ہمیں بتایا گیا ہے کہ پورے پنجاب میں سپیشل بچے mentally retarded بچوں کے بارے میں محکمہ کے پاس proper data موجود نہیں ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ڈیپارٹمنٹ کے پاس اس data کو اکٹھا کرنے کی سہولت موجود ہے، اگر سہولت موجود نہیں تو ڈیپارٹمنٹ ان بچوں کے لئے funds کی allocation کس طرح کرتا ہے اور ان کو facilitate کرنے کے لئے جو بجٹ مختص کیا جاتا ہے وہ کس behalf پر کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، چنڑ صاحب!

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس وقت پورے پنجاب میں mentally retarded بچوں کے صرف تین سکول ہیں۔ ایک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور، دوسرا سرگودھا اور تیسرا ملتان میں ہے۔

جناب سپیکر: جو انہوں نے سوال پوچھا ہے اس کا جواب دیں۔

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! وہ میں بتا رہا ہوں۔ ان بچوں کی تعداد لاہور میں 150 بچے بچیاں پڑھتی ہیں، سرگودھا میں 80 اور ملتان میں 70 بچے پڑھتے ہیں۔ انہوں نے پوچھا ہے کہ ان کو funds کس طرح allocate کئے جاتے ہیں؟ ہم ضلعی حکومت کو funds دے دیتے ہیں اور ضلعی حکومت ان تینوں سکولوں میں وہ funds تقسیم کر دیتی ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ جو پنجاب کے چھوٹے اضلاع ہیں جہاں پر mentally retarded بچوں کے لئے سہولیات میسر نہیں ہیں وہ بچے جو routine کے ہسپتالوں میں جاتے ہیں کیونکہ وہاں پر لوگوں میں یہ شعور اور تعلیم نہیں ہے کہ mentally retarded بچوں کو کہاں لے کر جانا چاہئے اور ان کے لئے کس طرح کی سہولیات میسر ہونی چاہیئں۔ میں نے ان سے صرف یہ پوچھا ہے کہ کیا ان کا data مختلف اضلاع سے اکٹھا کرنے کا ان کے پاس کوئی mechanism ہے؟ جو بچے already سکول جا رہے ہیں میں ان کی بات نہیں کر رہا ہوں میں چھوٹے اضلاع کی بھی ساتھ بات کر رہا ہوں کہ یہ ان سے data کی input کیسے لیتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! ہمارا ہر ضلع اور تحصیل level میں ایک سنٹر ہے جسے flow learner centre کہتے ہیں۔ وہاں پر mentally retarded بچے جاتے ہیں، blind بھی جاتے ہیں، deaf بھی جاتے ہیں اور ان کے data کے لئے 1998 کی census نہیں ہوئیں۔ ہم نے motivate کرنے کے لئے پٹواری کے ذمے لگایا ہے، ریونیو کے ذمے لگایا ہے کہ data collect کریں اور بتائیں کہ کس تحصیل میں، کس ضلع میں کتنے بچے disable ہیں؟

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں صرف ایک چیز سمجھنا چاہ رہا ہوں کہ منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ پٹواریوں کے ذریعے data اکٹھا کیا جاتا ہے وہ کس طرح ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! ہر حلقے کے پٹواری کے ذمے یہ لگایا ہے کہ جس طرح آپ گرداوری کرتے ہیں اسی طرح اپنے حلقے میں پتا کریں کہ کتنے بچے disable ہیں، blind کتنے ہیں، deaf and de-facto کتنے ہیں اور mentally retarded کتنے ہیں؟ 1998 کے بعد survey نہیں ہوا۔ اب ہم دوبارہ کوشش کر رہے ہیں کہ through پٹواری اور ریونیو آفیسر ہم

ہر تحصیل میں یہ collect کریں کہ کتنے بچے disable ہیں؟ ہمارا ہر تحصیل اور ضلع میں ایک سنٹر ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں نے یہ سوال پوچھنا تھا کہ سابقہ حکومت نے سپیشل سکولوں میں جو اقدامات کئے تھے تو کیا انہوں نے اس سے آگے بڑھ کر کوئی اقدامات کئے ہیں، ٹرانسپورٹ میں بھی اور اس کے علاوہ کوئی چیزیں add up کی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، چنڑ صاحب!

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! ٹرانسپورٹ کے لئے ہم نے ہر ضلع کو 22 لاکھ روپے دیا ہے اور وہ ضلعی حکومت کو پہنچ چکا ہے۔ D.C.O اس کا انچارج اور چیئر مین ہے وہی بسیں خریدے گا اس میں ایک Purchase Committee ہو گی۔ جہاں تک انہوں نے سکول کا کہا ہے تو اس وقت، میں سابقہ حکومت کی تو بات نہیں کرتا، اس وقت تو اخبار اور ٹیلیویژن میں صرف اشتہار آتے تھے۔ ہماری حکومت نے، ہمارے چیف منسٹر نے ان بچوں کے لئے 2-ارب روپے مختص کئے ہیں ہمارے اس وقت پانچ کالج چل رہے ہیں۔ ایک کالج بہاولپور میں چل رہا ہے۔ ہم اس وقت چھ سکول upgrade کر رہے ہیں انہیں مڈل سے ہائی کر رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے سوال کرتی ہوں کہ امتحان میں نقل کرنے والے اور بچوں سے موبائل چھیننے والے بچوں کو دو سال کی سزا دی جاتی ہے۔ اس سزا کو آیا وہ ختم کر سکتے ہیں یا نہیں، اگر نہیں تو کیوں؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ یہ سوال کون سے منسٹر صاحب سے پوچھ رہی ہیں؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! ایجوکیشن منسٹر صاحب سے۔

جناب سپیکر: آپ کو پتا ہے کہ کون ایجوکیشن منسٹر ہیں؟ آپ تشریف رکھیں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، راؤ صاحب!

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں خصوصی بچوں کی کتنی تعداد ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! پچھلے دور میں 15 ہزار بچے زیر تعلیم تھے اور جب سے ہماری حکومت آئی ہے ہم نے والدین کو motivate کیا ہے تو اس وقت 17 ہزار بچے زیر تعلیم ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا بھی ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ جو disable بچے ہیں ان کے کچھ N.G.Os نے بھی سکول بنائے ہوئے ہیں۔ ان کے لئے کیا ان کا محکمہ ٹرانسپورٹ کی سہولت، کوئی wheel chair یا کوئی ایسی activities جس سے وہ بچے ہماری طرح ہمارے ساتھ چل سکیں، ان کے لئے کیا strategy بنائی ہے، جو N.G.Os نے سکول بنائے ہیں ان کو حکومت کیا funds دیتی ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! پہلی بات تو یہ ہے کہ I think you are part of the Government آپ ذرا خیال کیجئے بڑی مہربانی کسی اور کو موقع دیں جن کا حق ہے۔ ان کے سوال کا جواب دے کر اس کو بس اب ختم کریں۔

محترمہ سکینہ شاہین: جناب سپیکر! میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، پوچھیں!

محترمہ سکینہ شاہین: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھوں گی کہ وہ والدین جن کے بچے disable ہیں اور وہاں پر سکول ہوتے ہوئے وہ ان کو سکول نہیں بھیجتے کیا ان کے لئے کوئی قانون سازی کی جارہی ہے، وہ اپنے بچوں کو کوڑا سمجھ کر گھر میں ڈالے رکھتے ہیں اس کے لئے حکومت کیا اقدام کر رہی ہے؟ میرے علاقے میں بے شمار ایسے بچے ہیں جو کہ معذور ہوتے ہوئے بھی، ہمارے قریب ایک پرائیویٹ سکول بھی ہے وہاں بہت available facility ہے اس کے باوجود والدین اپنے بچوں کو سکول نہیں بھیجتے، کیا ان والدین کے لئے کوئی قانون سازی یا ان کے لئے ہدایات دینے کا پروگرام ہے؟

جناب سپیکر: یہ کیا کریں گے، جن والدین کو اپنے بچوں کا خود ہی احساس نہ ہو تو مجھے بتائیں یہ کیا کریں گے؟

محترمہ سکینہ شاہین: جناب سپیکر! ان بچوں کو کم از کم کوئی awareness دینی چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(ب) کا جواب محکمے کی طرف سے غلط آیا ہوا ہے کیونکہ پوچھا یہ گیا ہے کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ بعض بچوں کو pick and drop کی سہولت مہیا نہیں ہے جس بنا پر سپیشل بچے سکول نہیں جاسکتے نیز اس وقت لاہور کے کس کس علاقے میں سپیشل بچوں کو pick and drop کی سہولت حاصل ہے؟ جو محکمے نے جواب بھیجا ہے انہوں نے بسوں کی detail بھیج دی ہے علاقے کے بارے میں بالکل نہیں لکھا کہ کس کس علاقے میں یہ سہولت ہے۔ میری اطلاع کے مطابق دو موریہ پل اور شمالی علاقہ جات جس میں تاج پورہ، شاد باغ، وسن پور، عامر روڈ اور اس کی ملحقہ آبادیوں میں یہ mentally retarded بچوں کو بسوں کی سہولت نہیں پہنچا رہے اس کے حوالے سے آپ دیکھئے، میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ علاقہ جات کو اس جواب میں کیوں نہیں mention کیا گیا اور اس سلسلے میں وہ محکمے سے کس طرح بازپرس کریں گے؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اسی شاداب سنٹر میں جو mentally retarded بچے ہیں ان کی تعداد 150 ہے تو ان کے لئے دو بسیں اور ایک ویگن اپنے روٹ پر چلتی ہے جو کہ بچوں کو لے بھی آتی ہے اور گھر بھی چھوڑ آتی ہے۔ ایک مزید بس لینے کے لئے ہم نے بائیس لاکھ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو دے دیا ہے وہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی ان ذہنی مریض بچوں کے لئے سکول میں آ جائے گی۔ میرا خیال ہے کہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ ان بچوں کو ہم pick and drop نہ کرتے ہوں۔ ہم ان بچوں کو facilitate کرنا چاہتے ہیں۔ ہماری حکومت کی priority یہ ہے کہ ان کو ہم معاشرے کا ایک مفید فرد بنائیں بلکہ میں معزز ایوان سے گزارش کروں گا کہ parents کو motivate کریں کہ وہ اپنے ایسے بچوں کو سکول میں داخل کروائیں تاکہ وہ مزید اٹھنا، بیٹھنا، بولنا سیکھ جائیں اور ہم ان بچوں کو skilled کر رہے ہیں جو mentally retarded ہیں تاکہ یہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! اس سوال کے جواب جز (ج) میں لکھا ہوا ہے کہ پنجاب کے لئے تین کروڑ بتالیس لاکھ روپے کے فنڈز برائے pick and drop مہیا کر دیئے گئے ہیں اور پورے پنجاب میں pick and drop کا کوئی مسئلہ نہ ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ میں نے جو علاقہ جات بتائے ہیں وہاں پر ابھی تک تو رسائی نہیں ہے تو پورے پنجاب میں یہ کیسے ممکن ہے؟ یہ جواب آیا ہے کہ پورے پنجاب کو facilitate کر دیا گیا ہے، How can it be possible? جبکہ ان علاقہ جات کی نشاندہی میں نے کی ہے۔ میں آپ کے توسط سے معزز وزیر سے پوچھنا چاہوں گی کہ محکمے کے غلط جوابات پر کیوں نہیں ایکشن لیا جاتا؟ یہ سب کو نظر آ رہا ہے، آپ خود بھی اپنی ریسرچ کر سکتے ہیں کہ میں نے یہاں پر جو علاقہ جات بتائے ہیں وہاں پر کوئی ایسی سروسز نہیں ہے اور وہاں کے جو سپیشل بچے ہیں وہ بڑی تعداد میں ہیں اور وہاں پر کوئی awareness programme بھی نہیں ہے۔ میری بہن نے جو سوال کیا تھا وہ یہ تھا کہ لوگوں میں awareness پیدا کرنا بھی حکومت کی ذمہ داری ہے کیونکہ لوگ aware نہیں ہیں۔ اس حوالے سے کوئی پروگرام زیر غور ہے؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اس میں پہلے بھی میں عرض کر چکا ہوں کہ ہم نے ہر ڈسٹرکٹ کو بسوں کی خرید کے لئے پیسے دے دیئے ہیں، ہر ڈسٹرکٹ کو بائیس لاکھ روپیہ فی بس کے حساب سے پیسے دے دیئے ہیں۔ لاہور کے لئے ہم مزید چار بسیں خرید رہے ہیں اور اس کے لئے ڈسرکٹ گورنمنٹ کو D.C.O through اٹھاسی لاکھ روپیہ دے دیا ہے۔ اب جہاں تک یہ روٹ کی بات کر رہے ہیں مجھے یہ بتائیں کہ کس روٹ پر ان بچوں کو نہیں لیا جاتا؟ میں ابھی پتا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ جو کہہ رہے ہیں، دو موریہ پُل اور کون کون سے؟

محترمہ آمنہ الفت: شمالی علاقہ جات۔

جناب سپیکر: لاہور کے شمالی علاقہ جات۔

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں نے کہا ہے کہ ایسے بچوں کی تعداد 150 ہے اور ہمارے پاس دو بسیں، ایک ویگن ہے۔ اس طرح کوئی بچہ رہ نہیں جاتا۔

جناب سپیکر: چلیں، شاباش۔ جی، شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! کوئی تو proper جواب آنا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ بھی تو گول مول سوال کر رہی ہیں ناں۔ how it be possible? They have made it possible. پھر آپ اور کیا جواب چاہتے ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: کوئی supervision کی جائے، کوئی کمیٹی بنائی جائے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ ہم through پٹواری یعنی کہ منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ہماری تعداد 37 ہزار یا پتا نہیں ڈبل بتا دی ہے کہ پچھلے سالوں سے ہم نے کر

لی ہے تو یہ کونسا mechanism ہے ؟ کون سے پٹواری ہیں کہ جو پٹواری مہم چلا رہے ہیں، اکیسویں صدی میں پٹواری کلچر ابھی بھی ان کے گلے میں اٹکا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ سوال کریں۔ ضمنی سوال کریں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پٹواریوں نے کیسے ان کی تعداد ڈبل کر دی ہے، یہ اس کی ہاؤس میں کوئی تفصیل بتائیں گے کہ جو انھوں نے figure بتائی ہے اس کو کیسے پٹواریوں نے ڈبل کیا ہے، قلم سے کیا ہے یا حقیقت میں کیا ہے ؟

جناب سپیکر: بتائیں جی، کیسے ڈبل کیا ہے اور کب سے کیا ہے ؟

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا تھا کہ پچھلی حکومت جب تھی تو اس وقت یہ 15 ہزار طلباء تھے، اب اس وقت 17 ہزار طلباء زیر تعلیم ہیں اور پٹواری اپنے حلقہ اور اپنے علاقے میں بڑا اہم role ادا کرتے ہیں، جہاں وہ گرداوری کرتے ہیں وہاں یہ بھی پتا کرتے ہیں کہ کتنے بچے disable ہیں، ہم نے ان کے ذمہ یہ لگایا ہے، یہ ان کی ذمہ داری نہیں ہے لیکن ہمارے ڈیپارٹمنٹ نے یہ سوچا ہے کہ ہم معلومات کر لیں کہ کتنے بچے disable ہیں؟ ان کے لئے اب collection کر رہے ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد انہیں وہ figure بتا دیں گے۔ باقی جو میری بہن نے کہا ہے کہ وہاں بس نہیں جاتی، یہ میرے پاس آ جائیں اور مجھے بتا دیں، میں ابھی محکمے کو کہتا ہوں تو وہاں پر بھی بس چلی جائے گی۔

جناب سپیکر: چلیں، جی۔ اگلا سوال۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اب بھی یہ اگر پٹواریوں کی figure پر یقین کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس سے بڑی نالائقی، نااہلی حکومت کی اور نہیں ہو سکتی، میں پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ یہ سارے اس میں غنڈے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: اگر پٹواری 15 ہزار کی figure کو 37 ہزار بنا سکتے ہیں تو میڈیا کو اور سیکرٹریوں کو اور یہ ساری جو بیوروکریسی ہے اس کو ختم کر کے پٹواری کلچر کو ہی فروغ دینا چاہئے۔ یہ غلط ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس پٹواری کلچر کا یہ کہہ رہے ہیں کہ پٹواری بہت اہم ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: کیا غلط ہے، کیا غلط ہے؟ I am sorry. No, no.۔ (قطع کلامیاں)

میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں یہ جاننا چاہوں گا کہ سپیشل بچوں، سپیشل سکول کی pick and drop کے بیچ میں یہ پٹواری کہاں سے آ گیا؟ ایہہ پٹواری کتھوں آ گیا؟ یہ عجیب بات ہے کہ آپ ایسے irrelevant بیانات کی بھی اجازت دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کسی کی بھی کسی بھی کام پر ڈیوٹی لگائی جا سکتی ہے۔ یہ بات چھوڑیں۔ (قطع کلامیاں)

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں اعجاز شفیع سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب پٹواری۔۔۔

جناب سپیکر: ان سے کچھ بھی نہ پوچھیں۔

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! جب پٹواری ان کے نام زمین کرواتا تھا تب وہ نیک تھا پھر وہ اچھے کردار کا مالک تھا۔ جب وہ مونس الٰہی کے ذمے 20 مربعے انتقال کرتا تھا پھر وہ ٹھیک تھا اب وہ بدکردار ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، یہ بات چھوڑیں۔ جی، محترمہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! On her behalf.

جناب سپیکر: on her behalf. سوال کا نمبر بولئے۔

جناب حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! on her behalf سوال نمبر 984

جناب سپیکر: جی، نہیں۔آپ سے پہلے وہ ادھر آ گئی ہیں۔خاتون کھڑی ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! سوال نمبر 984 ہے۔(معزز رکن نے سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 984 دریافت کیا)

جناب سپیکر: اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ آمنہ الفت: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

موٹر وہیکل آرڈیننس پر عملدر آمد کرنے کا مسئلہ

*984: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) دسمبر 2007 سے آج تک صوبہ بھر میں موٹر وہیکل آرڈیننس نمبر 19 آف 1965 کے تحت موٹر وہیکل کی فرنٹ سیٹ پر سفر کرنے اور سیٹ بیلٹ باندھنے کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف کتنے چالان کئے جا چکے ہیں اور اس مد میں حکومت کو کتنی آمدنی حاصل ہو چکی ہے؟

(ب) کیا حکومت سمجھتی ہے کہ لاہور کے علاوہ دیگر اضلاع میں مذکورہ بالا آرڈیننس پر سختی سے عملدر آمد کرانے کی ضرورت نہ ہے، اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ سوال چونکہ ٹریفک پولیس سے متعلقہ تھا اس لئے ان سے رابطہ کر کے اس کا جواب حاصل کیا گیا ہے جو درج ذیل ہے کہ "8۔جون 2007 میں پنجاب موٹر وہیکل (ترمیمی) آرڈیننس 2007 میں دفعہ B۔89 کو ایزاد کیا گیا، جس میں صراحت کی گئی ہے کہ جو شخص گورنمنٹ کی تجویز شدہ روڈ (بابت باندھے سیٹ بیلٹ) گاڑی، ٹیکسی، لائٹ ٹرانسپورٹ، ہیوی ٹرانسپورٹ چلائے گا وہ سیٹ بیلٹ ضرور باندھے گا۔

چونکہ اس سلسلے میں ابھی تک ایسی روڈ ہائے کا کوئی نوٹیفکیشن جاری نہ ہوا ہے اس لئے اس ضمن میں کوئی چالان یا جرمانہ نہ کیا گیا ہے جو نہی سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ یہ نوٹیفکیشن جاری کر دے گی تو اس پر کارروائی شروع کر دی جائے گی۔

(ب) چونکہ مذکورہ بالا آرڈیننس لوگوں کی جان کی حفاظت کے لئے بنایا گیا ہے اس لئے اس پر ہر ضلع میں مؤثر عملدرآمد ہونا چاہئے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اگر میں پڑھ دوں تو اس کا جواب ادھر سے proper آ جائے گا۔ میں ایک سیکنڈ میں پڑھ دیتی ہوں۔ دسمبر 2007 سے 2008 تک صوبہ بھر میں موٹر وہیکل آرڈیننس نمبر 19 آف 1965 کے تحت موٹر وہیکل کی فرنٹ سیٹ پر سفر کرنے اور سیٹ بیلٹ باندھنے کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف کتنے چالان کئے جا چکے ہیں اور اس مد میں حکومت کو کتنی آمدنی حاصل ہو چکی ہے؟ اس کا جواب تو آ گیا ہے لیکن کیا یہ قانون آج بھی ہر ایک پر لاگو ہے اور اس کے اوپر کتنی restrictions ہیں، اس پر کتنی پابندی کروائی جا رہی ہے اور جن گاڑیوں میں سیٹ بیلٹ کی سہولت نہیں ہے ان کے لئے کیا پروگرام بنایا گیا ہے، کیا ان کو سیٹ بیلٹس لگوا کے دی جائیں گی یا ان کے لئے قانون relax ہے، اس حوالے سے clear کیا جائے کہ آئندہ اس حوالے سے کیا قانون بنایا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ٹرانسپورٹ! ماشاءاللہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! اس میں ایسے ہے کہ 2007 میں (b)89 جو آرٹیکل تھا پنجاب موٹر وہیکلز آرڈیننس میں amendment کی گئی تھی اور اس میں یہ کہا گیا تھا کہ اگر اجازت ہو تو میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، جی پڑھیں۔

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR TRANSPORT (Mr. Muhammad Khurram Gulfam): A person, who is driving a motor car, motor cab, light transport vehicle or a heavy transport vehicle on a notified road, shall fasten a seat belt.

اس کے ساتھ provisions دی ہوئی ہیں اور یہ پورے صوبہ پنجاب پر لاگو ہوتا ہے لیکن اس میں ان کے دور حکومت میں جو amendment کی گئی اس میں یہ کیا گیا تھا کہ صوبہ بھر میں roads notify کئے جائیں گے تو وہ ایک بہت hectic task تھا اور وہ پورا ہو چکا ہے اور جو D.I.G ٹریفک ہے انہوں نے اس ضمن میں ہوم ڈیپارٹمنٹ کو ایک لیٹر بھی بھیجا ہے کہ ہم نے یہ یہ roads mention کئے ہیں اور اس پر آپ implement کروائیں تو اس میں جب ہوم ڈیپارٹمنٹ notify کر دے گا تو اس پر implementation شروع ہو جائے گی اور اس میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ:

> It is further requested that direction may be issued to the manufacturers of the four wheelers to provide seat belt facilities in the new vehicles sent for sale in the market

ان میں car manufacturers کو بھی یہ کہا گیا ہے کہ وہ اس میں سیٹ بیلٹس لگوائیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! جو چھوٹے علاقہ جات ہیں وہاں پر تو زیادہ تر رکشے چلتے ہیں یا چنگ چی چل رہے ہوتے ہیں تو اس میں تو سیٹ بیلٹ لگانے کے لئے میرے خیال میں کوئی proper جگہ بھی بنی ہوئی نہیں ہوتی۔ اس کے لئے حکومت کے پاس کوئی تجاویز زیر غور ہیں کہ ان لوگوں کی سیٹ بیلٹ کہاں باندھی جائے گی اور دوسری بات یہ کہ جز (ب) کا جواب ہے بلکہ دعا ہے کہ لکھا ہے "چونکہ مذکورہ بالا آرڈیننس لوگوں کی جان کی حفاظت کے لئے بنایا گیا ہے اس لئے اس پر ہر ضلع میں مؤثر عملدرآمد ہونا چاہئے، کیا یہ ہونا چاہئے؟ جواب ہے اور یہ تو جواب نہیں بنتا؟ یہ تو خواہش ہے اور یہ تو نیک جذبات ہیں اور محکمہ جواب دیا کرے kindly اس چیز کو آپ ذرا کروائیے۔

جناب سپیکر: جی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! محترمہ نے جو پہلی بات کی ہے اس میں محترمہ نے چنگ چی رکشوں کا ذکر کیا ہے۔ یہ میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ

2007 میں جو یہ amendment کی گئی تھی اور اس میں جو provision دی ہوئی ہے وہ میں پڑھ دیتا ہوں The provision of sub section (1) shall not apply if the vehicles of two or three wheels vehicles اس میں common sense کی بات ہے کہ موٹر سائیکل میں seat belt آ سکتی ہے؟

جناب سپیکر: شاباش، شاباش!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! دوسری بات جو میں نے کی ہے کہ اس ضلع میں مؤثر عملدرآمد ہونا چاہئے ۔ میں نے اس میں عرض کی ہے کہ سارا survey کرنے کے بعد ڈی آئی جی ٹریفک نے ہوم ڈیپارٹمنٹ کو 19 جنوری کو یہ لیٹر لکھا ہے کہ notify کر دیں تو جب وہ notify ہو جائے. تو اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ:

> All the roads in the cities of Lahore, Rawalpindi, Faisalabad, Multan, and Gujranwala are metropolitan cities and all inter cities roads in the Province shall be made mandatorily and notified accordingly.

محترمہ خدیجہ عمر: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا ضمنی سوال ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں نے یہ پوچھنا ہے کہ جن علاقوں میں یہ restriction ہے تو ان کو minimum اور maximum کتنا fine ہے؟

جناب سپیکر: جی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! دو سو روپے، اس میں، میں ایک اور add کرتا چلوں کہ یہ بھی کہا گیا تھا کہ یہ implement ہونے سے پہلے اس پر ایک awareness campaign چلائی جائے گی جو کہ لاہور میں پندرہ دن کے لئے چلائی گئی ہے اب

انشاءاللہ notified ہو جائے گا تو اس پر عملدرآمد ہو گا اور راولپنڈی میں چلا کر اس پر عملدرآمد ہو بھی رہا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ پوچھنا ہے کہ کس rule کے تحت ہے اور یہ campaign کب چلائی گئی تھی؟

جناب سپیکر: جی،

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): یہ Rule 89(B) کے تحت چلائی گئی اور میں نے پہلے ہی بتایا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: جی،

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ ترمیمی آرڈیننس 8۔جون 2008 کو پاس ہوا اور آج تک اس کا نوٹیفکیشن نہیں ہوا تو یہ کیوں نہیں ہوا اور کب تک ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: جی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! میں نے شروع میں گزارش کی تھی کہ اس میں ایک sentence add کر دیا گیا تھا کہ on notified road یعنی اب صوبہ بھر کے روڈ کی ہم پہلے جا کر سروے کرواتے تھے اور ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ all the roads ہوتا اور اس میں پھر بعد میں exemptions create کر لیتے لیکن سارے روڈ کا پہلے انہوں نے سروے کیا تو ان کے پاس سروے سارا تیار ہو گیا ہے۔ اب ہوم ڈیپارٹمنٹ سے نوٹیفکیشن انشاءاللہ تعالیٰ جلدی ہو جائے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! دو سال ہو گئے ہیں لیکن یہ دو سال میں بھی کہہ رہے ہیں کہ جلدی ہو جائے گا تو یہاں پر جتنے بھی قانون بنتے ہیں ان پر عملدرآمد نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: نہیں، شاہ جی! آپ ایسی بات نہ کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں کہ آپ دیکھیں سگریٹ نوشی پر پابندی ہے اور آپ دیکھ لیں کہ اسمبلی کی لابی میں بیٹھ ایم پی ایز سگریٹ پی رہے ہوتے ہیں تو اس لئے جو قانون بھی بنے ہیں تو اس پر کم از کم عملدرآمد بھی ہونا چاہئے اور اس پر implement ہونا چاہئے۔ یہاں دو سال تک نوٹیفکیشن نہیں ہوتے۔ یہ انتہائی شرم کی بات ہے اور اس پر بھی کہہ رہے ہیں کہ جلدی ہو جائے گا۔ پتا نہیں ایک گورنمنٹ نے بنایا تھا اور دوسری کا دور ہے اور بنتے بنتے تیسری آ جائے گی۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس میں کافی ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔ جی، next question

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ سگریٹ کی ڈبی پر لکھا ہوتا ہے smoking is bad for health اس کے باوجود بھی وہ پیتے ہیں۔ اب ہماری لابی میں اگر smoking area ہے تو وہاں پر لکھ دیا جائے کہ non smokers کو وہاں نہیں بیٹھنا چاہئے اسے کسی دوسری جگہ بیٹھنا چاہئے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جو لوگ اس ہاؤس میں بیٹھ کر چیونگم یا ببل گم وغیرہ کھاتے ہیں ان کو بھی سوچنا چاہئے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! seat belt سے کہیں زیادہ۔۔۔

جناب سپیکر: وہ معاملہ ختم ہو گیا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ختم نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جی، نہیں وہ سوال ختم ہوا۔

میاں محمد رفیق: سوال ختم ہو گیا ہو گا لیکن پوائنٹ آف آرڈر ختم نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جی!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! seat belt سے کہیں زیادہ ٹرانسپورٹر کے مسافروں کے خلاف عمومی رویے ہیں۔ زیادہ کرایہ وصول کرنا، بھیڑ بکریوں کی طرح ان کو سفر کرانا اور دھکا مار کر باہر کر دینا۔ میں خود اس کا victim ہوں اور میں نے ایک تحریک استحقاق جمع کروائی تھی۔ پچھلے اجلاس میں میں حاضر نہیں تھا، میں حج پر گیا ہوا تھا اور میری اس تحریک استحقاق کا کیا ہوا؟ وہ ایوان میں پیش کی جائے آج چونکہ ٹرانسپورٹ کے متعلق سوال وجواب ہیں۔ یہ بڑا valid point of order ہے۔

جناب سپیکر: جب آپ حاضر ہی نہیں ہوئے تو وہ kill ہو گئی ہو گی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! kill ہو گئی ہے تو میں تو چھٹی پر تھا۔ اب اس کو زندہ کیا جائے اور آپ کہیں زندہ ہو جاؤ۔

جناب سپیکر: اللہ آپ کی زندگی رکھے۔ آپ بعد میں مجھے مل لیں۔ جی، ڈاکٹر زمرد یاسمین صاحبہ! آپ اپنا سوال نمبر بولئے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! question No:1044 ہے اور اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ایسوسی ایشن آف کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز پنجاب کے ارکان کے تحفظات

*1044: ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایسوسی ایشن آف کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز پنجاب کے ارکان نے رجسٹرار کوآپریٹو کی طرف سے جاری کردہ شق نمبر 19 کے نفاذ پر تحفظات کا اظہار کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ شق ترقیاتی کاموں میں رکاوٹ اور روزمرہ معاملات میں تاخیر کا باعث ہے؟

(ج) مذکورہ شق کے مندرجات اور تفصیلات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(د) کیا حکومت مفاد عامہ کے پیش نظر مذکورہ شق کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے۔

(ب) اس ضمن میں حتمی رائے دینا مناسب نہ ہے کیونکہ یہ معاملہ زیر غور ہے۔

(ج) مذکورہ شق یعنی دفعہ 19 کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925 کی ذیلی دفعہ 2 کے تحت کوئی ممبر اپنی حصہ داری یا انجمن کے سرمایہ یا جائیداد میں مفاد یا اس کا کوئی حصہ اس وقت تک منتقل نہیں کر سکتا جب تک کہ:-

(i) اس نے حصہ داری یا مفاد کو کم از کم ایک سال تک حاصل نہ کر رکھا ہو۔

(ii) منتقلی یا بار انجمن یا انجمن کے کسی ممبر یا اس شخص کے نام جس کی ممبری کی درخواست انجمن نے منظور کر لی ہو، نہ کیا گیا۔

مذکورہ بالا شق کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ 1925ء کا حصہ ہے اور اس میں ترمیم کا اختیار صوبائی اسمبلی کے پاس ہے۔

(د) محکمہ اس وقت اس شق کے مختلف قانونی پہلوؤں کا جائزہ لے رہا ہے جس میں ہاؤسنگ سوسائٹیوں پر اس کے اطلاق کے اثرات کا جائزہ لینا بھی شامل ہے۔ فی الحال ایک عدالتی حکم کے ذریعے رجسٹرار کوآپریٹوز کی ہدایات کو معطل کیا گیا ہے اور ہاؤسنگ سوسائٹیوں کے ممبران حسب سابق اپنی جائیداد کا لین دین کر سکتے ہیں۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! اس کے جواب سے میں مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: مطمئن ہیں۔ چلیں! ماشاء اللہ۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی!

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! بہاولپور میں ایک کوآپریٹو سوسائٹی کے under ایک woolen factory ہے جو عرصہ دراز سے بند ہے حالانکہ وہاں میٹریل بھی موجود ہے اور اس کی مشینری کو زنگ لگ رہا ہے۔

جناب سپیکر: وہ اس محکمہ کی ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! اسی محکمہ کی ہے اور اتنی costly زمین ہے کہ وہ شہر کے درمیان میں موجود ہے اور وہ فیکٹری پہلے بھی میں نے pursue کیا تھا کہ اس کو چالو کیا جائے کیونکہ چولستان سے اس کے لئے بھیڑ بکریوں کی woolen آتی ہے وہاں کام ہوتا تھا اس سے کافی روزگار پیدا ہوتا تھا اور وہاں کے لوگ اس سے فیض یاب ہوتے تھے تو kindly ہمارے منسٹر صاحب اس کو دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت و امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! بھائی حکم کر رہے ہیں تو انشاء اللہ اسے دیکھ لیتے ہیں۔ اگر مسئلہ ہے تو مدد کریں گے اور جو سوال آیا ہے اس کے تو متعلقہ نہیں ہے لیکن جیسا وہ فرما رہے ہیں ان کے اس مسئلہ کو take up کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کی پراپرٹی ہے اس کا کچھ خیال کریں۔

وزیر زراعت و امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! بتایا تو ہے کہ اس کی انکوائری کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ next question محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔ تشریف فرما ہیں؟۔۔۔ نہیں ہیں لہذا یہ dispose of کیا جاتا ہے۔ جی، next question سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ کا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! سوال نمبر 1002، on her behalf (معزز رکن نے سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 1002 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی،on her behalf Q. No.1002 اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

محترمہ آمنہ الفت: جی!

بہتر ٹرانسپورٹ سسٹم متعارف کروانے کا مسئلہ

*1002: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حکومت نے صوبہ بھر میں تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی اور بے ہنگم ٹریفک، آلودگی اور تیل کی ہوشربا قیمتوں کے پیش نظر system mass transit کے لئے کوئی ٹھوس منصوبہ بندی کی ہے؟

(ب) کیا حکومت public transport کا معیار بہتر بنانے کے لئے مؤثر حکمت عملی اپنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا حکومت subway یا metro کی طرز کے transport سسٹم متعارف کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو اب تک، اس سلسلہ میں کیا پیشرفت ہو چکی ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور شہر کی تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر لوگوں کو ٹرانسپورٹ کے جو مسائل درپیش ہیں ان کو حل کرنے کے لئے پنجاب حکومت نے لاہور میں ریپڈ ماس ٹرانزٹ ٹرین چلانے کا منصوبہ بنایا جس کے پہلے مرحلے میں فیزیبلٹی سٹڈی اور دوسرے مرحلے میں ریفرینس ڈیزائن کی رپورٹس غیر ملکی فرموں M/S MVA Asia ہانگ کانگ اور M/S Systra France نے تیار کی ہیں جبکہ منصوبے کا اگلا مرحلہ ریفرنس ڈیزائن کی تکنیکی جانچ پڑتال کے بعد شروع کیا جائے گا۔

(ب) جی ہاں! موجودہ حکومت public transport کے معیار میں بہتری لانے کے لئے ترجیحی بنیادوں پر کوشاں ہے اور اس سلسلے میں تمام شعبہ ہائے زندگی کے تجربہ کار افراد پر مشتمل ایک task force قائم کی گئی ہے اس task force سفارشات کے نتیجے

میں لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کا قیام عمل میں آ چکا ہے جو کہ لاہور میں اربن ٹرانسپورٹ سسٹم کو فعال اور منظم بنانے کے لئے عملی اقدامات کرے گی۔

(ج) فی الوقت LRMTS کے علاوہ کوئی اور منصوبہ محکمہ میں زیر غور نہ ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس سوال کا جز (الف) ہے کہ "کیا حکومت نے صوبہ بھر میں تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی اور بے ہنگم ٹریفک، آلودگی اور تیل کی ہوشربا قیمتوں کے پیش نظر mass transit system کے لئے کوئی ٹھوس منصوبہ بندی کی ہے؟ میرا ضمنی سوال ہے کہ اس سلسلے کو بہتر بنانے کے لئے کوئی ٹھوس منصوبہ بندی کی ہے کیونکہ آج کل ٹریفک بہت برے طریقے سے stuck ہوتا ہے اور خاص طور پر جس وقت C.M صاحب کا convoy گزرتا ہے اس وقت ٹریفک پورے ایک underpass سے دوسرے underpass تک اکثر اوقات آدھا آدھا گھنٹہ بلاک رہتا ہے۔ وہاں پر اس قسم کے مسائل بہت زیادہ ہیں اور لوگ بیمار ہو رہے ہیں تو اس سلسلے میں منسٹر صاحب ذرا فرما دیں کہ کوئی further plan اس کو کنٹرول کرنے کے لئے زیر غور ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! ویسے تو یہ سوال ماس ٹرانزٹ سسٹم سے relevant تھا لیکن overall ٹریفک کی صورت بہتر بنانے کے لئے ہماری حکومت اقدامات کر رہی ہے۔ کل جو یہاں اسمبلی سے اربن ٹرانسپورٹ سسٹم کے نام سے بل پاس ہوا ہے وہ اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی تاکہ ہم لاہور میں پبلک ٹرانسپورٹ سسٹم کو بہتر کر سکیں۔ جو بسیں سٹاپ کے علاوہ رک جاتی ہیں ہم اس میں strict ہو جائیں اور اس پر کوئی follow rules کریں۔ ماس ٹرانزٹ سسٹم (mass tranist system) بھی اسی لئے ہے تاکہ لوگ پبلک ٹرانسپورٹ استعمال کریں۔ اگر ہم اچھی اور معیاری ٹرانسپورٹ مہیا کریں گے تو لوگ اپنی گاڑیاں، موٹر سائیکل اور سائیکل وغیرہ چھوڑ کر اسی ٹرانسپورٹ پر سفر کریں گے تو پھر definitely اس پر بوجھ کم پڑے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں معزز پارلیمانی سیکرٹری سے کہنا چاہوں گی کہ یہ ایک بڑا سنجیدہ مسئلہ ہے اور بعض جگہوں پر بہتر منصوبہ بندی سے ٹریفک کنٹرول کی جا سکتی ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ وہاں proper منصوبہ بندی نہیں ہے۔ آپ یتیم خانہ چوک میں دیکھیں کہ وہاں بسوں کے اڈے

بنے ہوئے ہیں اور بہت دیر کے لئے ٹریفک stuck ہو جاتی ہے۔پھر وہاں ارد گرد کچے فٹ پاتھ ہیں اس لئے وہاں گرد بھی بہت زیادہ اٹھتی ہے چونکہ وہاں سے بہت بڑی بڑی بسیں گزرتی ہیں۔ایسی جگہوں پر فٹ پاتھ کو wall to wall پکا بنا دیا جائے تاکہ کم از کم وہ گرد تو نہ اٹھے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ضمنی سوال کریں۔تجاویز بعد میں دے دینا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! سوالات سے مسائل اجاگر ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔انھوں نے سن لیا ہے۔جی، محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ! ضمنی سوال پر ہیں۔

محترمہ عائشہ جاوید: شکریہ۔جناب سپیکر! I think concerned Minister is out تو کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب دے سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: یقیناً وہ part of the Government ہیں اور وہ یہ office hold کر رہے ہیں۔

محترمہ عائشہ جاوید: We welcome میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ rapid mass transit system کب تک شروع کرنے کا ارادہ ہے؟ کیا ابھی تک یہ feasibility process سے گزر رہا ہے یا گزر چکا ہے اور کب تک شروع کرنے کا ارادہ ہے؟ اور انھوں نے اس کے لئے کوئی awareness programme ترتیب دیا ہے؟ چونکہ یہ تھوڑا سا complicated programme ہے۔

جناب سپیکر: یہ پیسوں کی بات ہے۔جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ 2005 میں اس کی feasibility تیار کروائی تھی۔جواب میں بھی موجود ہے کہ ہانگ کانگ کی فرم MVA Asia نے اس کی feasibility تیار کی تھی۔کیا اس کی لاگت وغیرہ بھی بتا دوں؟

محترمہ عائشہ جاوید: یہ بتا دیں کہ یہ کب تک شروع کریں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): پھر فرانس کی Systra company نے اس کا reference design تیار کیا اور اسے feasible قرار دیا۔اس میں کچھ

conditions ہوتی ہیں انھوں نے ان conditions کے مطابق سارے لاہور کی ٹرانسپورٹ اور مسافروں کو دیکھ کر اور ان کا جائزہ لینے کے بعد اسے feasible قرار دیا اور اس کا سارا structure design کر دیا- اب اس کا اگلا step انجینئرنگ کی طرف آ جائے گا اور ہم ملٹی نیشنل فرم سے انجینئرنگ کی خدمات حاصل کریں گے- انشاء اللہ ہم internationally media میں add دینے والے ہیں تاکہ اس میں کوئی further step لیا جا سکے- واقعی یہ ایک تو بہت costly ہے جب یہ شروع کیا گیا تھا تو اس وقت یہ پراجیکٹ 6 بلین ڈالر کا تھا اور اس کے چار routes بتائے گئے تھے ان میں سے ایک روٹ کو green line کہہ کر اس پر اس کی ساری feasibility رپورٹس تیار کرائی ہیں- یہ بہت بڑا پراجیکٹ ہے، process سے گزر رہا ہے جیسے جیسے اس کے process ہوتے جائیں گے انشاء اللہ جلدی شروع ہوگا- اس پر کام رکا نہیں ہے-

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب! یہاں کوئی یقین دہانی کرا سکتے ہیں کہ اندازاً یہ کب تک شروع ہو پائے گا چونکہ یہ 2005 سے ہماری حکومت کے دور سے ہی چل رہا ہے لیکن ابھی تک پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکا لہذا یہ کوئی exact time frame دے سکتے ہیں کہ کب تک یہ شروع کریں گے؟ میں completion کی بات نہیں کر رہی-

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر- جناب سپیکر! صحافی بھائی بائیکاٹ کر کے باہر چلے گئے ہیں- issue یہ ہے کہ ایس پی ٹریفک سٹی سردار آصف نے شاید یہ تہیہ کیا ہوا ہے کہ اس نے ہمارے جتنے صحافی بھائی جو صحافت کی آزادی پر یقین رکھتے ہیں، جو اس ملک میں ایک اہم کردار ادا کر رہے ہیں ان کے اور ان کی فیملیوں کے ساتھ ہتک آمیز رویہ اختیار کرنا ہے بلکہ اس نے ہمارے ایک ایم پی اے کے ساتھ بھی اسی قسم کا رویہ اختیار کیا- اگر ہم پولیس کو غنڈہ گردی اور پولیس گردی کا اتنا اختیار دے دیں گے تو جہاں ہمارے صحافی بھائی اور پارلیمنٹیرین محفوظ نہیں ہیں تو اس شہر اور اس صوبہ میں عام شہریوں کے ساتھ کیا رویہ ہوگا؟ ایس پی جو بغیر وردی اتنی غنڈہ گردی اور harassment create کر رہا ہے اس کے خلاف ہمارے صحافی بھائی پریس گیلری سے بائیکاٹ کر کے چلے گئے ہیں-

جناب سپیکر: حسن مرتضیٰ شاہ صاحب کدھر گئے ہیں؟

جناب محمد اعجاز شفیع: لاء منسٹر صاحب اپنی سٹیٹمنٹ دیں کہ حکومت کیا چاہتی ہے؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! ایک ذمہ دار پولیس افسر کے لئے غنڈہ گردی کا لفظ استعمال کرنا ناجائز اور نامناسب ہے۔اگر اس نے کوئی زیادتی کی ہے تو زیادتی کی بات کی جائے۔پولیس کا ایک ایس پی جو گریڈ 18 کا آفیسر ہے اگر آپ اس کے بارے میں غنڈہ گردی کے الفاظ استعمال کریں تو میں اس کی مذمت کرتا ہوں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! ماشاء اللہ رانا صاحب پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ میں گزارش کروں گا کہ ایک شخص بغیر وردی اس قسم کی حرکات کر رہا ہے۔اگر ایک سویلین کرے تو وہ غنڈہ گردی ہے اور اگر ایک وردی والا کرے تو غنڈہ گردی کا لفظ استعمال کرنے سے اس کی شان خراب ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی افسوسناک اور شرمناک واقعہ ہے کہ نہ صرف ہمارے صحافی بھائیوں کے ساتھ بلکہ ان کی فیملیوں کے ساتھ اس قسم کی حرکات کی جاتی ہیں اور وہ شخص تو ہمارے پارلیمنٹیرین کے ساتھ بھی یہی حرکات کر رہا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم اعجاز شفیع صاحب نے بڑی لمبی چوڑی بات کی ہے لیکن جہاں تک میں سمجھا ہوں کہ جس بات سے انھیں انتہائی شرم محسوس ہوئی اس کا انھوں نے ذکر نہیں کیا کہ واقعہ کیا ہوا ہے؟ جو یہ پارلیمنٹیرین کے حوالے سے بات کر رہے ہیں میں اس سلسلے میں گزارش کرتا ہوں کہ محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ نے ایک تحریک استحقاق جمع کرائی تھی اور مجھے بھی بتایا تھا کہ میں نے متعلقہ ایس پی ٹریفک آصف کو ٹیلی فون کیا تو اس نے کہا کہ آپ اپنے بندوں کو بھیج دیں تو میں ان سے بات کر کے معاملہ طے کروا دیتا ہوں۔ان کا گلہ یہ تھا کہ میرے بندے وہاں پر گئے ہیں لیکن انھیں وہاں پر properly accommodate نہیں کیا گیا۔میں نے کل ایس پی ٹریفک کو بلوایا تھا اور محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ سے بھی درخواست کی تھی کہ آپ بھی آ جائیں اور ان بندوں کو بھی لے آئیں جن کو آپ نے بھیجا تھا اور ایس پی نے ان کے ساتھ misbehave کیا۔ یہ میرے آفس میں بیٹھے ہیں اور وہاں پر جو معاملہ سامنے آیا وہ یہ تھا کہ سیکرٹری آر ٹی اے نے کچھ روٹس پر ویگنیں چلنے پر پابندی لگا دی ہے۔جب میں نے ساری بات سنی تو

میں نے کہا کہ اس میں ایس پی ٹریفک کا تو کوئی role نہیں ہے بلکہ یہ پالیسی تو سیکرٹری آر ٹی اے نے بنائی ہے۔اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس پالیسی میں کوئی زیادتی ہے یا غلط بنی ہے تو پھر ہم سیکرٹری آر ٹی اے کے ساتھ بیٹھ کر بات کرتے ہیں اور جس حد تک آپ کی بات reasonable ہے ان سے کہتے ہیں کہ وہ اسے accede کریں۔اس پر آج کا ٹائم مقرر ہوا تھا اس کے بعد میں نے محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ سے پوچھا اور ان بندوں سے بھی پوچھا کہ اگر کل سیکرٹری آر ٹی اے کو بلوا کر آپ کا یہ روٹ کا معاملہ طے ہو جائے تو پھر آپ کا ایس پی صاحب سے تو کوئی گلہ نہیں ہے تو انھوں نے کہا کہ کوئی گلہ نہیں ہے۔ٹھیک ہے ہم گئے تھے تھوڑی بہت بات ہوئی تو ایس پی نے کہا کہ آپ میرے پاس آئے تھے تو کیا میں نے آپ کو بٹھایا نہیں،آپ کو چائے نہیں پلائی؟ لیکن انھوں نے کہا کہ آپ نے ہماری بات تو مانی نہیں تو آگے سے ایس پی کا جواب تھا کہ یہ بات تو سیکرٹری آر ٹی اے یا سیکرٹری ٹرانسپورٹ مان سکتا ہے، میں نہیں مان سکتا۔

جناب سپیکر! جہاں تک صحافی بھائیوں کا تعلق ہے بعض صحافی بھائی مجھے آج صبح ملے بھی ہیں لیکن حقیقتاً مجھے اس واقعہ کا پتا نہیں ہے کہ انھوں نے کس بات پر واک آؤٹ کیا ہے؟ کیا اس ایس پی سے متعلقہ ہے یا کوئی اور معاملہ ہے لیکن وہ جو بھی ہے آپ یہاں ہاؤس سے کوئی دو معزز ممبران بھیجیں بلکہ اعجاز شفیع صاحب کو بھی ساتھ بھیجیں وہ صحافی بھائیوں کو جو یقین دہانی کروانا چاہیں کرائیں اور آکر مجھے اور گورنمنٹ کو بھی حکم کریں اور وہ جو بات مناسب سمجھتے ہیں صحافی بھائیوں کے ساتھ بیٹھ جائیں یا پھر مجھے شامل کرنا چاہیں تو پھر اجلاس کے بعد بیٹھ جاتے ہیں تو ان کا اس بارے میں جو بھی مطالبہ ہو گا یا انھیں جو بھی تکلیف پہنچی ہے تو انشاء اللہ اس کا سو فی صد ازالہ ہوگا۔اس میں کوئی دوسری رائے ہی نہیں کہ کوئی پولیس آفیسر، کوئی سرکاری ملازم صحافیوں کے ساتھ یا معزز اراکین اسمبلی کے ساتھ کسی قسم کا misbehave کرے۔

جناب سپیکر: رانا محمد افضل صاحب اور اعجاز شفیع صاحب آپ دونوں حضرات صحافی بھائیوں کے پاس جائیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں درخواست کروں کہ "غنڈہ گردی" کا لفظ جو پولیس کے بارے میں، ایس پی کے بارے میں کہا گیا ہے وہ کارروائی سے حذف کیا جائے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: نہیں، جناب سپیکر! میں نے categorically بتایا ہے کہ سردار آصف، ایس پی ہمارے صحافی بھائیوں کے خلاف ایک خصوصی مہم چلا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ذمہ دار لوگ ہیں وہ کبھی غلط بات نہیں کرتے۔ میں یہ بات پوری ذمہ داری کے ساتھ ہاؤس میں کہہ رہا ہوں۔

MR. SPEAKER: Mr. Ejaz Shafi! You should behave like a good Parliamentarian. You are a good man.

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اگر پولیس کا رویہ ہمارے صحافی بھائیوں کے ساتھ غنڈہ گردی والا ہو تو پھر وہ کیا کریں؟

جناب سپیکر: کوئی بھی آدمی جو کہ ایک معزز شہری ہے اگر اس کو آپ غنڈہ کہیں گے تو کیا یہ مناسب ہو گا؟

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! جو کالی وردی پہن کر ان صحافی بھائیوں کے ساتھ یا ہمارے ساتھ اس طرح کا رویہ اختیار کرے گا تو ان کو پھر کیا کہا جائے گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میرا خیال ہے کہ اعجاز شفیع صاحب نے یہ نہیں کہا کہ وہ ایس پی غنڈہ ہے۔ بلکہ انھوں نے یہ کہا کہ انھوں نے ہمارے ممبران اور صحافیوں کے ساتھ غنڈہ گردی کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی ذات کے اوپر بات نہیں ہے، یہ ان کے ایک عمل کے اوپر بات ہے۔ صحافی بھائیوں سے بات کر کے اس کو certain کر لیں اگر ان کی طرف سے کوئی تجاوز ہوا ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کا ازالہ کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! آپ دونوں حضرات جائیں۔ کیا آپ کے ساتھ کسی اور کو بھی شامل کرنا چاہئے؟ میرا خیال ہے کہ دو خواتین بھی جائیں۔ ایک خاتون ممبر حکومتی بنچوں کی طرف سے اور ایک اپوزیشن بنچوں کی طرف سے جائے گی۔ اپوزیشن کی طرف سے آمنہ الفت صاحبہ جائیں گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!صحافی ہمارے بھائی ہیں لیکن یہ آپ نے ان کے لئے ایک مسئلہ بنا دیا ہے۔ بھائی تو ان کی طرف جا رہے ہیں، جب بہنوں کو بھیجیں گے تو پھر انھیں ہر قیمت پر واپس آنا پڑے گا۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے، اچھی بات ہے۔ جی، اگلاء سوال۔

محترمہ عائشہ جاوید:جناب سپیکر!ابھی تک میرے سوال کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر:انھوں نے کہا ہے کہ اس پر کام ہو رہا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید:میں نے پوچھا ہے کہ کام کب شروع ہو گا، میں نے پوچھا ہے کہ یہ پراجیکٹ کب شروع ہو گا؟

جناب سپیکر:وہ ابھی اس کو finalize کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام):جناب سپیکر! I am sorry میں اس وقت اس کے لئے کوئی time limit نہیں دے سکتا کیونکہ اس کے اوپر ابھی feasibility report آئی ہے۔ ابھی اس بارے میں کافی مراحل طے ہونے والے ہیں۔Asian Development Bank نے اس کی funding کرنی ہے، کچھ حصہ پنجاب حکومت سے جانا ہے۔یہ کسی گاؤں یا شہر کی عام سڑک نہیں ہے کہ میں بتا دوں کہ کل شروع ہو جائے گی۔یہ ایک بہت بڑا پراجیکٹ ہے۔اس طرح سے اس بارے میں یقین دہانی نہیں کروائی جا سکتی۔

جناب سپیکر:اگلا سوال جناب خالد جاوید اصغر گھرال صاحب کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔ یہ dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔۔۔تشریف فرما نہیں ہیں۔ یہ بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! On his behalf Q. No. 1339 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز رکن نے سردار خالد سلیم بھٹی کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر1339 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور جڑانوالہ روڈ براستہ شرقپور موڑ کھنڈا پر چوبیس گھنٹے بس سروس چلانے کا مسئلہ

*1339: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور جڑانوالہ روڈ براستہ شرق پور موڑ کھنڈا پر رات 9 بجے کے بعد پبلک ٹرانسپورٹ بند ہو جاتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ روٹ پر کسی کمپنی کی بسیں نہیں چلتیں اور نہ ہی کوئی پرائیویٹ اچھی بسیں چلتی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ رات 9 بجے کے بعد یا ٹرکوں، ٹرالیوں پر سفر کرنا پڑتا ہے یا پھر اگلے دن سفر کرتے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایمرجنسی کی صورت میں رات کو کوئی بھی بس وغیرہ نہیں ملتی؟

(ہ) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک پر دن رات بسیں چلانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ بات درست ہے کہ لاہور جڑانوالہ روڈ براستہ شرقپور شریف موڑ کھنڈا پر رات 9 بجے کے بعد پبلک ٹرانسپورٹ بند ہو جاتی ہے مگر اس امر میں محکمہ ہذا کی کوئی غفلت شامل نہ ہے کیونکہ اس روٹ پر تقریباً 175 پبلک ٹرانسپورٹ گاڑیاں چلتی ہیں جو کہ سواریوں کی ضرورت کے مطابق دن کے اوقات میں آمدورفت کی سہولت بہم پہنچاتی رہتی ہیں۔

یہ درست ہے کہ اس روٹ پر رات کے وقت کوئی بس یا ویگن نہیں چلتی جس کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ روڈ بہت زیادہ ناہموار ہے جس کی وجہ سے رات کے وقت حادثات کا امکان ہوتا ہے اور اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اس روٹ پر رات کے وقت بسا اوقات ڈکیتیاں ہونے کی شکایات ہوتی رہتی ہیں اس وجہ سے ٹرانسپورٹرز اور سواریاں رات کے وقت سفر کرنے سے گریزاں ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ اس روٹ پر ہر قسم کی پرائیویٹ ٹرانسپورٹ مثلاً ویگن، بس، منی بس اور ایئر کنڈیشنڈ بس سروس کی سہولت میسر ہے جبکہ موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 کی رو سے آزادانہ روٹ پرمٹ کے اجرائی کی پالیسی کی بناء پر کسی مخصوص کمپنی کو روٹ پرمٹ جاری نہ کئے جا سکتے ہیں جبکہ انفرادی طور پر روٹ پرمٹ کے حامل ٹرانسپورٹرز انتظامی سہولت کی خاطر مختلف گروپ تشکیل دے کر اپنی اپنی ٹرانسپورٹ چلا رہے ہیں۔

(ج) یہ بات کسی حد تک درست ہے اور اس کی وجہ جز(الف) میں بیان کی گئی ہے۔

(د) یہ بات بھی کسی حد تک درست ہے۔

(ہ) جیسا کہ جز(ب) میں بیان کیا گیا ہے کہ اس روٹ پر پہلے ہی کافی تعداد میں پبلک ٹرانسپورٹ موجود ہے جو کہ آزادانہ پالیسی کے تحت رواں دواں ہے جبکہ محکمہ ہذا کی طرف سے ایسی کوئی قدغن نہ ہے جس کے تحت ٹرانسپورٹرز رات کے وقت گاڑیاں نہ چلا سکتے ہیں۔اگر معقول تعداد میں مسافروں کی دستیابی ہو اور دیہی علاقوں میں رات کے سفر کو محفوظ بنانے کے لئے یقینی اقدامات کئے جائیں تو ٹرانسپورٹر حضرات رات گئے تک بسیں اور ویگنیں چلانے پر لازمی طور پر رضامند ہو جائینگے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! لاہور جڑانوالہ روڈ براستہ شرقپور اب dual carriage ہو چکی ہے کیا حکومت پنجاب مستقبل قریب میں اس پر چوبیس گھنٹے ٹرانسپورٹ چلانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: کہاں تک 24 گھنٹے ٹرانسپورٹ چلانے کا پوچھ رہے ہیں؟

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): یہ جڑانوالہ، موڑ کھنڈا، منڈی فیض آباد، شرق پور تک مختلف routes ہیں۔ کچھ ویگنیں شرقپور تک چلتی ہیں، کچھ ویگنیں منڈی فیض آباد ضلع ننکانہ تک چلتی ہیں۔ کچھ موڑ کھنڈا، کچھ جڑانوالہ اور کچھ روٹ فیصل آباد تک بھی جاتا ہے۔ جواب میں روڈ ڈکیتی کی وارداتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ بات بالکل درست ہے کہ وہاں پر روڈ ڈکیتی کی وجہ سے رات ٹرانسپورٹ نہیں چلتی۔ کیا حکومت مستقبل قریب میں ان روڈ ڈکیتیوں کو روکنے کے لئے کوئی پٹرولنگ چیک پوسٹ یا روڈ گشت میں اضافہ کرنا چاہتی ہے تاکہ یہاں بھی چوبیس گھنٹے ٹرانسپورٹ میسر آ سکے۔ یہ علاقہ بھی پاکستان کا حصہ ہے، بالکل لاہور کے قریب ہے۔ اس علاقے کے لوگوں کا بھی حق ہے کہ یہ آزادی کے ساتھ، محفوظ طریقے سے سفر کر سکیں۔ حکومت اس بارے میں کیا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ منڈا صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں کہ ہماری پنجاب حکومت کے آتے ہی وہاں پر ان کے لئے dual carriage کا اعلان ہوا ہے۔ اس پر کام بھی شروع ہو گیا ہے۔ بڑی اچھی بات ہے، ہمیں بھی خوشی ہے۔ جہاں تک چوبیس گھنٹے بس چلانے والی بات ہے تو اس میں گزارش یہ ہے کہ محکمہ ٹرانسپورٹ جب کسی کو روٹ پرمٹ دیتا ہے تو اس میں گھنٹے specify نہیں کئے جاتے۔ وہ روٹ پرمٹ چوبیس گھنٹوں کے لئے ہی ہوتا ہے۔ اب آگے وہاں کے جو حالات ہیں، جو circumstances ہیں، مسافروں کی تعداد کو دیکھتے ہوئے ٹرانسپورٹر اپنی ٹرانسپورٹ چلاتے ہیں۔ اب رات کے بارہ ایک بجے مسافر بہت کم ہو جاتے ہیں۔ جب مسافر کم ہوں گے تو ظاہری بات ہے کہ وہاں پر ٹرانسپورٹ بھی کم ہو جائے گی، obviously انھوں نے خالی بسیں تو نہیں چلانی۔ جب وہاں پر نئی سڑک بن جائے گی، وہاں پر ترقی آئے گی تو پھر رات کا سفر بڑھ جائے گا اور لوگ رات کو بھی لاہور آنا شروع کر دیں گے اور پھر میرا خیال ہے کہ ٹریفک بھی رات کو چلے گی۔ میں منڈا صاحب سے گزارش کروں گا کہ یہ ان کا علاقہ ہے، مہربانی کریں اور وہاں پر ڈکیتیاں کم کروانے میں تھوڑی مدد کریں کیونکہ یہ anti cattle

theft کی ٹاسک فورس کے چیئرمین بھی ہیں۔ رات کو جو لوگ مویشی چوری کے لئے سڑکوں پر نکلتے ہیں ان کی بھی ذرا روک تھام کریں۔ شکریہ

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اس حوالے سے ایک اور ضمنی سوال کروں گا کہ شرقپور شریف سے جو ویگنیں لاہور آتی ہیں، لاہور میں ان کے کھڑے ہونے کے لئے سیکرٹری ٹرانسپورٹ اور آر ٹی اے سیکرٹری صاحب نے آج تک کوئی اڈا منظور نہیں کیا جبکہ ٹرانسپورٹروں کی طرف سے بے شمار مرتبہ درخواستیں آئی ہیں اور pending ہیں تو ان ویگنوں کے لئے لاہور میں کوئی اڈا دینے کے احکامات صادر فرمائے جائیں۔

جناب سپیکر: ان کی اس جائز درخواست پر غور کیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (جناب محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! یہ اصل سوال سے ہٹ کر بات کی گئی ہے۔ میرے علم میں یہ بات ہے، انشاء اللہ ان کی متعلقہ حکام سے میٹنگ کروائیں گے اور یہ مسئلہ حل کروا دیں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال راؤ کاشف رحیم خان صاحب کا ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 1411، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ میں انسپکٹروں کی بھرتی کا مسئلہ و دیگر تفصیلات

*1411: **راؤ کاشف رحیم خان:** کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اگست 2007 کو محکمہ کوآپریٹو میں انسپکٹروں کی بھرتی کے لئے تحریری امتحان لیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ نومبر 2007 میں 250 امیدواران کو ٹیسٹ/انٹرویو کے لئے کال کیا گیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ بھرتی ڈائریکٹ کوٹا کے لئے تھی جبکہ محکمانہ امیدواران نے یہ بھرتی رکوانے کا stay لے لیا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ جولائی 2008 سے stay ختم ہو چکا ہے اور محکمہ بھرتی کے لئے دوبارہ امتحان لینا چاہتا ہے؟

(ہ) کیا حکومت ٹیسٹ انٹرویو میں پاس پہلے سے درخواست دہندگان کو بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیرامداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں، درست ہے۔

(ب) جی ہاں، درست ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ محکمہ امداد باہمی میں کچھ سب انسپکٹرز جو کہ پروموٹی کوٹا کے تحت پروموٹ ہوئے تھے انہوں نے لاہور ہائی کورٹ سے stay لے لیا۔ بعدازاں کورٹ نے مورخہ 2008۔07۔02 کو stay ختم کر دیا اور کیس کو اس بنیاد پر خارج کر دیا کہ محکمہ ہذا نے مورخہ 2008۔06۔18 کی ڈی پی سی میٹنگ میں 162 انسپکٹران کو ریگولر کر دیا۔

(د) یہ درست ہے کہ لاہور ہائی کورٹ نے مورخہ 2008۔07۔02 کو stay ختم کر دیا۔ چونکہ اس وقت بھرتی پر پابندی ہے اس لئے جیسے ہی بھرتی پر پابندی ختم ہو گی تو نئی پالیسی کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

(ہ) محکمہ امداد باہمی میں انسپکٹران بھرتی کے خواہشمند درخواست دہندگان جنہوں نے ٹیسٹ پاس کر لیا ہے اور ان کا انٹرویو لینا باقی ہے۔ چونکہ حکومت پنجاب کی طرف سے بھرتی پر پابندی ہے جیسے ہی بھرتی پر پابندی ختم ہو گی حکومت پنجاب کی نئی پالیسی کے تحت 40 اسامیاں جو کہ ڈائریکٹ کوٹا برائے انسپکٹر ہیں نئی بھرتی پالیسی کے مطابق پُر کی جائیں گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انسپکٹروں کی بھرتی پر پابندی کب ختم ہو گی؟

وزیر زراعت /امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! حکومت پنجاب جلد ہی بھرتی پر پابندی اٹھا رہی ہے۔ جونہی پابندی ختم کی جائے گی انسپکٹروں کے انٹرویو شروع کر دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ وقفہ سوالات ختم ہوا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ (ملک محمد خرم گلفام): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر زراعت /امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، بقیہ سوالات اور ان کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع لاہور میں محکمہ کے سکولوں و کالجوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1903: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ ہذا کے سکول اور کالج کہاں کہاں واقع ہیں ان کے نام اور جگہ کی تفصیل بیان کریں؟

(ب) حکومت ان سکولوں اور کالجوں میں زیر تعلیم بچوں کو کیا سہولیات فراہم کر رہی ہے؟

(ج) لاہور کے سکولوں اور کالجوں کے سال 07-2006 اور 08-2007 کے اخراجات بیان کریں؟

(د) لاہور میں محکمہ ہذا مزید سکول، کالج اور دیگر ادارے کہاں کہاں اور کب تک کھولنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر خصوصی تعلیم (محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ ہذا کے زیر انتظام چودہ سکولز اور چار کالجز کام کر رہے ہیں، جن کے نام اور جگہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان سکولوں اور کالجوں میں زیر تعلیم ہر بچے کو حکومت کی طرف سے بنیادی سہولیات فراہم کی جارہی ہیں جن کی تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) لاہور کے سکولوں اور کالجوں کے سال 07-2006 اور 08-2007 کے اخراجات کی تفصیل (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) لاہور میں ادارہ جات ضرورت کے مطابق ہیں اور فی الحال حکومت نئے ادارے کھولنے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

کوآپریٹو متاثرین کی تعداد اور ان کی رقوم کی ادائیگی کا مسئلہ

*1141: **جناب خالد جاوید اصغر گھرال:** کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کوآپریٹو متاثرین کی کل تعداد کیا ہے، ان کی کل کتنی رقم فنانس کارپوریشنوں کے پاس جمع تھی، اس رقم میں سے کتنی انہیں واپس کر دی گئی ہے اور کتنی تاحال واجب الادا ہے، کتنے افراد تاحال کوئی رقم وصول نہیں کر سکے؟

(ب) ایسی کتنی کوآپریٹو فنانس کارپوریشنیں ہیں جن سے کوئی نقد رقوم یا assets وصول نہیں ہوئے، ان کارپوریشنوں سے متعلق متاثرین کی تعداد کیا ہے، ان کے متاثرین کو کیسے ادائیگی ہو گی، متاثرین کو رقوم واپس کرنے کا کیا طریقہ ہے اور کتنے عرصہ میں تمام متاثرین کو رقوم واپس کی جا سکیں گی؟

(ج) آئندہ کے لئے کیا اقدامات تجویز کئے گئے ہیں کہ کوآپریٹو کارپوریشنیں لوگوں کی رقوم اس طرح غبن نہ کر سکیں؟

(د) ابھی تک کتنے کورٹ کیس پینڈنگ ہیں اور کیا ان کی پیروی تندہی سے کی جا رہی ہے؟

(ہ) کوآپریٹو ایک صوبائی معاملہ ہے، ریکوری نیب کے ذریعے ہو رہی ہے نیب کن شرائط اور ایگریمنٹ کے تحت ریکوری کرتے ہیں کتنے فیصد پر ریکوری ہوتی ہے؟

(و) کیا حکومت ایسا کوئی انتظام کرنے یا قانون نافذ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کہ کوآپریٹو کے غریب متاثرین کو 100 فیصد ریکوری ان کی دہلیز پر پہنچے اور نیب یا اور کوئی ادارہ کوئی کٹوتی نہ کرے؟

وزیر خصوصی تعلیم (محمد اقبال چنڑ):

(الف) کواپرٹیو متاثرین کی کل تعداد 266,413 ہے جن کی کل رقم 13254.03 ملین روپے تھی۔ اس میں سے 235,067 متاثرین کو 8408.85 ملین روپے کی کل و جزوی ادائیگی کی جا چکی ہے اور 31346 متاثرین کو کوئی ادائیگی نہ ہوئی ہے۔

(ب) ایسی کارپوریشنوں کی تعداد 38 ہے اور ان کارپوریشنز کے متاثرین کی تعداد 1999 ہے اور جن کے کلیم کی مالیت 182791963 روپے ہے اور ان متاثرین کو ہیڈ آفس فنڈ سے ادائیگی کی جاری ہے۔ جتنی جلدی متاثرین اپنے کلیمز کی وصولی کے لیے بورڈ سے رابطہ کریں گے۔ اتنی ہی جلدی ادائیگی مکمل کر لی جائیگی۔

(ج) کواپرٹیو فنانس کارپوریشن کی رجسٹریشن پر مکمل پابندی ہے۔

(د) مختلف عدالتوں میں زیر سماعت مقدمات کی تعداد 426 ہے اور PCBL کی طرف سے مقرر کردہ وکلا صاحبان اور PCBL کا نمائندہ پوری تندہی سے پیروی کر رہے ہیں۔

(ہ) نیب PCBL کی ریکوری بغیر کسی شرائط اور بغیر کسی فیصد کے کر رہا ہے۔

(و) PCBL تمام متاثرین کو ان کے کلیم کی ادائیگی اپنے ہیڈ آفس واقع مال ویو پلازہ نیلا گنبد بنک سکوائر، لاہور میں کر رہا ہے۔ متاثرین کو ان کے کلیم کی ادائیگی روزانہ کی بنیاد پر کی جا رہی ہے۔

ڈائریکٹر سپیشل ایجوکیشن کے زیر کنٹرول سکولوں و کالجوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1904: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈائریکٹر سپیشل ایجوکیشن کے ماتحت کل کتنے سکول اور کالج ہیں؟

(ب) لاہور میں واقع سکولوں اور کالجوں کے سربراہوں کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل بتائیں؟

(ج) لاہور کے سکولوں اور کالجوں میں خالی اسامیوں کی تفصیل اور عہدہ گریڈ وار بتائیں؟

(د) یکم جنوری 2008 سے آج تک لاہور محکمہ سپیشل ایجوکیشن میں بھرتی ہونے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، ڈومیسائل پتا جات اور تعلیمی قابلیت بیان کریں؟

(ہ) کنگ محل کالج گلبرک کتنے رقبہ پر مشتمل ہے اور اس میں کہاں تک تعلیم دی جاتی ہے؟

(و) اس کالج کے سال 07-2006 اور 08-2007 کے اخراجات بیان کریں؟

(ز) اس کالج میں زیر تعلیم بچوں کے لئے کہاں کہاں ہوسٹل ہیں؟

وزیر خصوصی تعلیم (محمد اقبال چنڑ):

(الف) ڈائریکٹر سپیشل ایجوکیشن کے ماتحت پانچ کالج، اکاون سکول اور ایک سو بارہ سینٹر کام کر رہے ہیں۔

(ب) لاہور میں واقع سکولوں اور کالجوں کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) لاہور کے سکولوں اور کالجوں میں خالی اسامیوں کی تفصیل، عہدہ اور گریڈ وار (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) یکم جنوری 2008 سے آج تک لاہور محکمہ سپیشل ایجوکیشن میں بھرتی ہونے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، ڈومیسائل، پتاجات اور تعلیمی قابلیت (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) گورنمنٹ ڈگری کالج آف سپیشل ایجوکیشن سپیشل ہاؤس (کنک محل) کا کل رقبہ 47200 مربع فٹ ہے اور اس کالج میں بی اے تک تعلیم دی جاتی ہے۔

(و) اس کالج کے سال 07-2006 اور 08-2007 کے اخراجات مندرجہ ذیل ہیں:۔

سال	2006-07	12194294 روپے
سال	2007-08	15495444 روپے
میزان		27689738 روپے

(ز) اس کالج میں زیر تعلیم بچوں کے لئے ہوسٹل کی سہولت مندرجہ ذیل اداروں میں ہے۔

1- گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ فار دی بلائینڈ شیرانوالہ گیٹ لاہور (بلائینڈ طلبا)
2- گورنمنٹ ڈگری کالج سپیشل ایجوکیشن گلبرگ لاہور (ڈیف طلبا)
3- گورنمنٹ ٹیچرز ٹریننگ کالج آف ڈیف سپیشل ہاؤس گلبرگ لاہور (طالبات)

سواں کیمپ راولپنڈی، گونگے بہرے بچوں کے سکول کی اپ گریڈیشن کا مسئلہ

*2209: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر خصوصی تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سواں کیمپ راولپنڈی میں واقع گونگے اور بہرے بچوں کے لئے سرکاری سکول ابھی تک مڈل سکول کے طور پر کام کر رہا ہے، جملہ تقاضے پورے کرنے کے باوجود اپ گریڈ نہیں کیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ چند سال پہلے اپ گریڈیشن کے تحت ثانوی کلاسیں شروع کی گئی تھیں لیکن سکول ہذا کے طالب علم میٹرک کے امتحانات میں بطور پرائیویٹ شریک ہوتے ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت صورتحال کو ٹھیک کرنے اور سپیشل بچوں اوران کے والدین کے مسائل کم کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھارہی ہے؟

وزیر خصوصی تعلیم (محمد اقبال چنڑ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ گورنمنٹ سکول برائے گونگے، بہرے (سواں کیمپ) راولپنڈی ابھی تک مڈل سکول کے طور پر کام کر رہا ہے ضلعی حکومت راولپنڈی نے سکول کو اپ گریڈ کرنے کے لئے نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہے۔ جس کی (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) مزید یہ کہ فنڈز کی فراہمی کے لئے محکمہ سپیشل ایجوکیشن نے کیس پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کو بذریعہ چٹھی نمبر SO(B&D)3-6/2007 مورخہ 29-1-2008 کو ارسال کیا کہ وہ محکمہ خزانہ کو فنڈز جاری کرنے کے لئے ہدایات جاری کریں (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) جس پر محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نے اعتراضات لگائے (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) ان اعتراضات کو دور کر کے کیس دوبارہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کو بذریعہ چٹھی نمبر SO(B&D)3-6/2007 مورخہ 18-4-2008 کو بھیجا جا چکا ہے (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) ثانوی کلاسیں والدین کے پرزور اصرار اور ضلعی حکومت کے نوٹیفکیشن کے بعد شروع کی گئی ہیں تاہم راولپنڈی تعلیمی بورڈ اس وقت تک بچوں کے امتحانات ریگولر نہیں لیتا جب تک اس کی منظوری صوبائی حکومت سے نہ ہو جائے اور محکمہ سپیشل ایجوکیشن یہ منظوری حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

(ج) سپیشل ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ، پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ سکولوں کی اپ گریڈیشن کے سلسلہ میں رابطہ میں ہے اور جلد ہی اس کو مکمل کر لیا جائے گا۔

لاہور میں بسوں ویگنوں کے غیر قانونی اڈوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1479: جناب وسیم قادر: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بسوں اور ویگنوں کے بے شمار غیر قانونی اڈے لاہور میں ہیں یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ غیر قانونی اڈے روزانہ ہر ویگن سے کم از کم تین سو روپیہ وصول کر کے محکمہ ٹرانسپورٹ اور ٹریفک پولیس کے بدعنوان اہلکاران کو پہنچاتے ہیں تاکہ اڈے برقرار رہیں؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت غیر قانونی اڈوں کو جلد از جلد ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ ضلع لاہور کی حدود میں 11 عدد ڈی کلاس سٹینڈ باقاعدہ طور پر DRTA لاہور سے منظور شدہ ہیں جبکہ 2 عدد اڈاجات سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے زیر انصرام چل رہے ہیں۔ دیگر کسی بھی جگہ پر غیر قانونی اڈوں کی موجودگی نہ پائی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) جیسا کہ جز (الف) اور (ب) میں بیان کیا جا چکا ہے کہ لاہور شہر میں کوئی بھی غیر قانونی اڈا موجود نہیں ہے اس لئے فی الحال ایسی کسی کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

کوآپریٹو بنک کے حاصل شدہ فنڈز کی تقسیم کا طریق کار

*1849: حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ کوآپریٹو فیڈرل بنک برائے کوآپریٹو سے قرضہ حاصل کرتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ محکمہ فیڈرل بنک سے تو قرضہ کم شرح مارک اپ پر حاصل کرتا ہے اور تقسیم زیادہ مارک اپ پر کرتا ہے، دونوں شرح مارک اپ تحریر کریں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ محکمہ حاصل شدہ فنڈ (قرضہ) کو ضلع وار تقسیم کرنے میں بھی تفریق کرتا ہے؟

(د) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ اسی شرح مارک اپ پر قرضہ دینے اور ضلع وار تقسیم برابر کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز یہ بھی بتایا جائے کہ قرضہ کی تقسیم آبادی کے لحاظ سے کی جاتی ہے یا رقبہ کے لحاظ سے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ 2001 تک فیڈرل بنک برائے کوآپریٹوز سے قرضہ حاصل کرتا رہا ہے۔ 2001 میں فیڈرل بنک فار کوآپریٹوز کے زیر انصرام کر دیا گیا ہے۔

(ب) 2001 میں فیڈرل بنک برائے کوآپریٹوز کے زیر انصرام آجانے کے بعد پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ کو فنڈز کی فراہمی کا متبادل انتظام بذریعہ سٹیٹ بنک آف پاکستان کیا گیا۔ سٹیٹ بنک آف پاکستان پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کو قرضہ جات بشرح 6 ماہ کے اوسط G.O.P T.Bills ریٹ پر فراہم کرتا رہا ہے۔ P.P.C.BL جس شرح مارک اپ پر قرضہ حاصل کرتا رہا ہے اس میں اپنے انتظامی اخراجات / کاسٹ آف فنڈز شامل کر کے مجاز اتھارٹی سے منظوری کے بعد قرضہ جات پر شرح مارک اپ کا تعین کرتا رہا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	SBP سے جس شرح پر فنڈز حاصل کئے۔	PPCBL جس شرح مارک اپ پر قرضہ جات جاری کرتا رہا ہے۔ فصلی قرضہ جات	درمیانی مدت کے قرضہ جات
2001-02	8.3047%	14%	14%
2002–03	6.3985%	14% 9% خریف 2003	14%
2003–04	1.2116 TO 1.8418%	9%	12%
2004–05	2.6164 To 7.8234%	9%	12%
2005–06	7.9677 To 8.2910 %	9%	12%
2006–07	8.4669 To 8.9017	12%	15%
2007–08	SBP سے فنڈز حاصل نہیں ہوئے۔	14%	16%

30-06-2007 کے بعد سٹیٹ بنک آف پاکستان نے پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ کو فنڈز کی فراہمی بند رکھی ہے۔

(ج) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ فنڈز کی تقسیم ضلع وار کرتا ہے جس میں کسی قسم کی تفریق نہیں کی جاتی محض کاشتکاران / مقروضان کی طلب اور سابقہ قرضہ کی وصولی کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔

(د) چونکہ پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ فنڈز کی تقسیم بذریعہ کوآپریٹو سوسائٹیز کرتا ہے۔اس لئے متعلقہ ضلع کی قرضہ حاصل کرنے والی انجمن ہائے کی تعداد اور مقروضان / کاشتکاران کی تعداد کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔جس ضلع میں کاشتکاران کو فنڈز کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اس ضلع کی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے فنڈز مختص کر دیئے جاتے ہیں۔اس سلسلہ میں آبادی یا رقبے کا لحاظ نہیں رکھا جاتا نیز شرح مارک اپ میں کمی اس صورت میں کی جاسکتی ہے کہ P.P.C.B.L کو کم شرح مارک اپ پر فنڈز میسر ہوں۔

لاہور میں بس اور ویگن ڈرائیوروں وکنڈیکٹروں کے خلاف موصول ہونے والی درخواستیں و دیگر تفصیلات

*1498: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 2002 تا 2005 لاہور میں عوام کی طرف سے بسوں اور ویگن ڈرائیوروں اور کنڈیکٹروں کے خلاف کتنی درخواستیں موصول ہوئیں انکی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ عرصہ کے دوران موصول ہونے والی چند درخواستوں پر عملدرآمد ہو چکا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ عرصہ کے دوران موصول ہونے والی متعدد درخواستیں زیرالتواء ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ان ڈرائیور اور کنڈیکٹر حضرات کے خلاف کب تک کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) سال 2002 تا 2005 کے درمیان بسوں اور ویگنوں کے ڈرائیور اور کنڈیکٹروں کے خلاف 46 درخواستیں موصول ہوئیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ ان میں سے 35 درخواستوں پر عملدرآمد ہو چکا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے چونکہ 46 میں سے صرف 11 درخواستیں زیر التواء ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ ان زیر التواء درخواستوں پر بھی آئندہ دو سے تین ہفتوں میں عملدرآمد کروا دیا جائے گا۔

(د) بسوں / ویگنوں کے ڈرائیوروں اور کنڈیکٹروں کے خلاف وقتاً فوقتاً موصول ہونی والی درخواستوں پر فوری طور پر کارروائی کی جاتی ہے جیسا کہ جزو (ب) میں بیان کیا جا چکا ہے۔

رجسٹرار کوآپریٹو کے تحت بھرتی سے متعلقہ تفصیل

*1850: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر امداد باہمی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) رجسٹرار کوآپریٹو لاہور کے ماتحت یکم جنوری 2007 سے آج تک جتنے افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، ڈومیسائل، پتاجات، تعلیمی قابلیت اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر مذکورہ بھرتی سے قبل اخبارات میں اشتہارات پرنٹ ہوئے تو ان اشتہارات کی نقل مع نام، اخبار اور تاریخ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اگر مذکورہ بھرتی کے لئے کوئی ریکروٹمنٹ کمیٹی اور میرٹ کمیٹی بنائی گئی تو اس کی تفصیل نیز کمیٹیوں میں شامل افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) دفتر رجسٹرار کوآپریٹوز، پنجاب لاہور اور صوبائی ماتحت دفاتر میں یکم جنوری 2007 سے آج تک حکومت پنجاب کی ہدایت پر کل 61 افراد کو بھرتی کیا گیا جس کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ بھرتی سے قبل جن اخبارات میں اشتہار دیئے گئے ان کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) دفتر رجسٹرار کوآپریٹوز اور صوبائی ماتحت دفاتر میں مذکورہ بھرتی کے لئے ریکروٹمنٹ کمیٹیاں بنائی گئیں جن کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع قصور میں ٹرانسپورٹ کی سہولیات فراہم کرنے کا مسئلہ

*1499: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) موجودہ حکومت ضلع قصور میں عوام کو ٹرانسپورٹ کی زیادہ سے زیادہ سہولت پہنچانے کے ضمن میں کیا اقدامات اٹھا رہی ہے ؟

(ب) کیا حکومت ضلع قصور میں سی این جی پبلک ٹرانسپورٹ بسیں چلانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب اور کس کس روٹ پر تفصیل فراہم کی جائے ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع قصور میں عوام کو ہر قسم کی ٹرانسپورٹ سہولیات میسر ہیں اور بمطابق ریکارڈ دفتر D.R.T.A قصور، اس وقت 227 ویگنیں، 110 بسیں اور 766 منی بسیں مختلف شہروں کے لئے چل رہی ہیں جبکہ قصور سے لاہور کے لئے ایک H.O.V روٹ مختص کیا گیا ہے جس پر پنجاب حکومت نئی H.O.V بسیں چلانے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس روٹ پر C.N.G بس سروس کو priority دی جائے گی۔

(ب) جی ہاں جیسا کہ جز (الف) میں بیان کیا گیا ہے۔

فیصل آباد کسانوں کو قرضہ فراہم کرنے والی کوآپریٹو کریڈٹ سوسائیٹیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2111: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اس وقت ضلع فیصل آباد میں کسانوں کو قرضہ فراہم کرنے کے لئے کتنی کوآپریٹو کریڈٹ سوسائیٹیاں کام کر رہی ہیں، ان کی تفصیل وار تعداد کیا ہے؟

(ب) سال 2006 سے تا حال ان سوسائیٹیز کے ذریعے سالانہ کتنی رقوم کسانوں کو بطور قرضہ فراہم کی گئیں، تحصیل وار تفصیل بتائی جائے؟

(ج) یہ قرضہ جات کس شرح سود پر فراہم کئے گئے ہیں اور ان کی وصولی کا کیا طریق کار ہے، تفصیلاً ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع فیصل آباد میں اس وقت جتنی کوآپریٹو سوسائٹیز کسانوں کو قرضہ فراہم کر رہی ہیں ان کی تعداد 1525 ہے جن کی تحصیل وار تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام تحصیل	تعداد کوآپریٹو سوسائٹیز
1	فیصل آباد	655
2	جڑانوالہ	204
3	سمندری	666
	میزان	1525

(ب) سال 2006 سے تا حال (12-12-2008) ان کوآپریٹو سوسائٹیز کے ذریعے کسانوں کو مختلف مدات میں جتنی رقوم بطور قرضہ فراہم کی گئی ہے ان کی تفصیل سال وار و تحصیل وار درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام تحصیل	رقم قرضہ		
		01-07-2008 تا 30-06-2007	01-07-2007 تا 30-06-2008	01-07-2008 تا 12-12-2008
1	فیصل آباد	134535625	120716780	14121100

2	جڑانوالہ	48461660	45966500	6412500
3	سمندری	139555052	136712970	33875000
	میزان:-	3225552337	303396250	54408600

(ج) یہ قرضہ جات دوران سال 07-2006 و 08-2007، 14 فیصد تا 16 فیصد سالانہ شرح مارک اپ پر مختلف مدات میں حسب ذیل شرائط پر جاری کئے گئے ہیں:-

1- فصلی قرضہ جات برائے خرید کھاد بیج و زرعی ادویات وغیرہ۔

دو لاکھ تک قرضہ شخصی ضمانت اور دو لاکھ سے زائد قرضہ زرعی زمین کی کفالت پر فراہم کیا گیا ہے نیز فصلی قرضہ صرف ممبران انجمن ہائے کو ہی فراہم کیا جاتا ہے۔اس قرضہ کی وصولی آٹھ ماہ کے اندر فصل ربیع یا خریف کی برداشت پر کی جاتی ہے۔ موجودہ شرح مارک اپ بروقت ادائیگی کی صورت میں 14 فیصد سالانہ ہے۔

2- درمیانی مدت کے قرضہ جات برائے خرید ٹریکٹر و زرعی آلات

درمیانی مدت کے قرضہ جات برائے خرید ٹریکٹر و زرعی آلات وغیرہ 5 سال کی مدت کے لئے جاری کئے گئے ہیں۔اس کی وصولی 10 مساوی ششماہی اقساط میں کی جاتی ہے۔ موجودہ شرح مارک اپ 16 فیصد سالانہ ہے۔

3- لائیو سٹاک ریوالونگ کریڈٹ

اس سکیم کے ذریعے قرضہ 3 سال کی مدت کے لئے فراہم کیا گیا ہے کاغذات تین سال کے لئے کارآمد ہوتے ہیں۔ سال میں ایک مرتبہ جملہ قرضہ اصل زر مع مارک اپ جمع کروانا لازمی ہوتا ہے۔ مقروض اپنی مرضی اور ضرورت کے مطابق جب چاہے قرضہ جمع کروا سکتا ہے اور نکلوا سکتا ہے۔ موجودہ شرح مارک اپ 13 فیصد سالانہ ہے۔

4- ریوالونگ کریڈٹ فصلی قرضہ جات
ریوالونگ کریڈٹ فصلی قرضہ جات تین سال کی مدت کے لئے جاری کیا گیا ہے-
سال میں ایک مرتبہ جملہ قرضہ اصل زر مع مارک اپ جمع کروانا لازمی ہوتا ہے-
مقروض اپنی مرضی اور ضرورت کے مطابق جب چاہے قرضہ جمع کروا سکتا ہے
اور نکلوا سکتا ہے- موجودہ شرح مارک اپ 14 فیصد سالانہ ہے-

5- لائیو سٹاک پراجیکٹ فنانس
لائیو سٹاک پراجیکٹ فنانس سکیم کے تحت قرضہ پانچ سال کی مدت کے لئے
جاری کیا گیا ہے اور وصولی 10 مساوی ششماہی اقساط میں کی جاتی ہے- جس پر
شرح مارک 13 فیصد سالانہ ہے- تاہم سٹیٹ بنک آف پاکستان کی جانب سے
فنڈز کی عدم فراہمی کی بنا پر یہ سکیم فی الحال بند ہے-

6- قرضہ برائے وومن کوآپریٹو سوسائٹیز
وومن کوآپریٹو سوسائٹیز کو قرضہ 3 سال کی مدت کے لئے جاری کیا گیا ہے اور
وصولی 36 ماہانہ مساوی اقساط میں کی جاتی ہے- موجودہ شرح مارک اپ 11
فیصد سالانہ ہے-

لاہور شہر میں خواتین کے لئے ٹرانسپورٹ کی فراہمی

*1518: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں خواتین کی سہولت کے لئے کوئی پبلک ٹرانسپورٹ نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پبلک ٹرانسپورٹ میں خواتین کی تعداد کے تناسب سے سیٹیں نہیں ہوتیں جس کی وجہ سے سفری سہولیات میں مشکلات پیش آ رہی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ دور دراز علاقوں میں جانیوالی خواتین کے لئے کوئی الگ ٹرانسپورٹ نہ ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت خواتین کی ٹرانسپورٹ کی سہولت بہتر کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست نہ ہے۔ لاہور شہر میں چلنے والی اربن بسوں میں خواتین کے لئے علیٰحدہ کمپارٹمنٹ موجود ہیں جن میں خواتین کے لئے نشستیں مخصوص رکھی گئی ہیں۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) میں بیان کیا گیا ہے کہ خواتین کے لئے ہر بس میں الگ نشستیں مخصوص ہیں البتہ خواتین کی تعداد کی تناسب سے کمی بیشی ہو سکتی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ خواتین کے لئے الگ ٹرانسپورٹ نہ ہے لیکن خواتین کے لئے مخصوص نشستیں ضرور ہیں۔

(د) پچھلے دو سالوں میں پبلک ٹرانسپورٹ گاڑیوں کی قیمتوں میں اضافہ کی وجہ سے ان کی تعداد میں اضافہ نہیں ہوا ہے جس کی وجہ سے شہروں میں ٹرانسپورٹ کی کمی محسوس ہو رہی ہے مگر موجودہ حکومت صوبہ کے بڑے شہروں لاہور گوجرانوالہ، راولپنڈی، فیصل آباد اور ملتان میں نئی سی این جی بسیں چلانے کے لئے کوشاں ہے جو کہ جلد لاہور کی سڑکوں پر رواں دواں ہوں گی اور ان میں خواتین کے لئے مخصوص نشستوں کی تعداد میں اضافہ بھی کیا جائے گا۔

ضلع سرگودھا میں رجسٹرڈ کوآپریٹو سوسائٹیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2165: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں کتنی کوآپریٹو سوسائٹیاں رجسٹرڈ ہیں؟

(ب) کوآپریٹو سوسائٹی رجسٹرڈ کروانے کا طریق کار کیا ہے اور ان کو کون رجسٹرڈ کرتا ہے؟

(ج) یکم جنوری 2007 سے آج تک اس ضلع کی سوسائٹیز کو کتنی رقم قرض دی گئی ہے، تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(د) کتنی اور کون کون سی کوآپریٹو سوسائیٹیز defaulter ہیں؟
(ہ) کیا حکومت ڈیفالٹر سوسائیٹیز کا قرض معاف کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سرگودھا میں کل رجسٹرڈ کوآپریٹو سوسائٹیز کی تعداد 1302 ہے۔

(ب) کسی موضع دیہہ یا چک کے چھوٹے کاشتکار جن کی تعداد کم از کم 30 ہو اور جو 15 کلومیٹر کے اندر کے رہائشی ہوں اور C.N.I.C رکھتے ہوں 100 روپیہ داخلہ فیس اور 500 روپے بطور ممبر شپ فیس فی کس کے حساب سے ادا کر کے سوسائٹی رجسٹرڈ کرانے کے لئے درخواست دے سکتے ہیں۔ جس سوسائٹی کا سرمایہ حصص 10000 روپے ہو اس کو اسسٹنٹ رجسٹرار صاحب اور جبکہ 10000 روپے سے زائد اور پانچ لاکھ سے کم سرمایہ حصص والی سوسائٹی کو سرکل رجسٹرار صاحب اس سے اوپر جناب رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز لاہور رجسٹرڈ کرنے کے مجاز ہیں۔

(ج) یکم جنوری 2007 سے آج تک ضلع سرگودھا کی کوآپریٹو سوسائٹیز کو بطور قرض دی جانے والی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	تفصیل قرضہ	کل رقم	تعداد انجمن ہائے	تعداد و مقروضان
1	فصلی قرضہ	250791076/-	376	3296
2	فصلی قرضہ ریوالونگ سکیم	28944034/-	140	1281
3	لائیوسٹاک ریوالونگ سکیم	9257307/-	08	12
4	لائیوسٹاک پراجیکٹ سکیم	3437224/-	08	08
	میزان	292429641/-	532	4597

(د) ضلع سرگودھا میں 26-12-2008 تک ڈیفالٹر سوسائٹیز کی تعداد 45 ہے تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کسی نادہندہ انجمن / ڈیفالٹر سوسائٹی کو رقم قرضہ معاف نہیں کر سکتا کیونکہ بنک ہذا سٹیٹ بنک آف پاکستان سے مذکورہ رقم بطور قرض حاصل کرتا ہے

جس کی واپسی ایک سال کے بعد سٹیٹ بنک آف پاکستان کو مع سروس چارجز کرنی ہوتی ہے۔

لاہور سے میرپور آزاد کشمیر چلنے والی ٹرانسپورٹ کی تفصیلات

*1549: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور سے میرپور آزاد کشمیر چلنے والی کتنی کمپنیوں کو حکومت پنجاب کی طرف سے روٹ پرمٹ جاری کئے گئے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) پنجاب اور میرپور آزاد کشمیر سے چلنے والی گاڑیوں کو کس روٹ پالیسی کے تحت پرمٹ جاری کیا جاتا ہے؟

(ج) پنجاب میرپور آزاد کشمیر کے روٹ پر چلنے والی گاڑیوں کی تعداد مع مالکان کے نام کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان روٹس پر چلنے والی بسیں زیادہ تر پرائیویٹ ہیں اور اپنی من مرضی کے ریٹ مقرر کئے ہوئے ہیں؟

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بغیر پرمٹ اور روٹس چلنے والی گاڑیوں کو بند کرنے اور مالکان کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور تا میرپور (آزاد کشمیر) روٹ پر (26) مختلف گاڑیوں کو روٹ پرمٹ جاری کئے گئے ہیں تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تمام صوبوں کے درمیان چلنے والی ٹرانسپورٹ کو روٹ جاری کرنے کے لئے روٹ پالیسی بڑی واضح ہے اسی کے تحت پنجاب پراونشل ٹرانسپورٹ اتھارٹی (P.T.A) اور میرپور آزاد کشمیر، پراونشل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کے چیئرمینوں کی باہمی مشاورت سے فاصلہ کی بنیاد پر روٹ پرمٹوں کی تعداد متعین کی جاتی ہے۔

(ج) مذکورہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) صوبہ پنجاب یا دیگر صوبوں میں کسی بھی روٹ پر سرکاری پبلک ٹرانسپورٹ نہیں چل رہی ہے صوبہ پنجاب اور دوسرے صوبوں میں صرف پرائیویٹ سیکٹر میں پبلک ٹرانسپورٹ چل رہی ہے۔ حکومت پنجاب نے نان اے سی پبلک ٹرانسپورٹ گاڑیوں کی شرح کرایہ مقرر کی ہوئی ہے جبکہ اے سی گاڑیوں کے کرایوں کو صوبائی کابینہ کے فیصلہ نومبر 2000 کے مطابق مارکیٹ کے اتار چڑھاؤ پر منحصر کر دیا گیا ہے۔ مذکورہ روٹ پر نان اے سی بسوں کی جانب سے زائد کرایہ وصولی کی کوئی شکایت محکمہ کو موصول نہ ہوئی ہے۔ البتہ محکمہ کا فیلڈ سٹاف اس سلسلہ میں پبلک ٹرانسپورٹ گاڑیوں کے خلاف ضابطہ کے مطابق کارروائی جاری رکھے ہوئے ہیں اور متعلقہ ٹریفک پولیس کو بھی حکومت کی طرف سے ایسی شکایتوں کے خلاف کارروائی جاری رکھنے کی ہدایت ہے۔

(ہ) بغیر روٹ پرمٹ چلنے والی گاڑیوں کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کرتے ہوئے متعلقہ تھانہ میں بند کیا جاتا ہے اور یہ عمل باقاعدگی سے جاری ہے۔ موجودہ مالی سال 2008 کے پہلے چار ماہ جولائی تا اکتوبر میں 951 گاڑیاں متعلقہ تھانہ میں بند کی گئیں۔ اس مد میں ان گاڑیوں کو مبلغ۔/814800 روپے جرمانہ کیا گیا ہے۔

ضلع سرگودھا میں پراونشل کوآپریٹو بنکوں کی تعداد

*2166: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر امداد باہمی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں پراونشل کوآپریٹو بنک کی کتنی برانچیں کس کس جگہ کام کر رہی ہیں؟

(ب) یہ بنک کن کن افراد کو کس کس مقصد کے لئے قرض فراہم کرتا ہے؟

(ج) یکم جنوری 2007 سے آج تک ان بنکوں سے کتنے افراد کو ٹریکٹر اور زرعی آلات کی خرید کے لئے قرضہ دیا گیا اور کس شرح سود پر دیا گیا ہے؟

(د) ان بنکس سے یکم جنوری 2007 سے آج تک کتنے افراد کو کھیتی باڑی کے لئے قرض دیا گیا ہے؟

وزیر امداد باہمی (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع سرگودھا میں اس وقت پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کی چھ برانچیں سرگودھا، شاہ پور، ساہیوال ضلع سرگودھا، بھلوال، کوٹ مومن اور بھیرہ میں کام کر رہی ہیں۔

(ب) بنک ہذا عموماً ممبران انجمن ہائے امداد باہمی کو ان کی زرعی ضروریات پورا کرنے کے لئے برائے خرید کھاد، بیج و زرعی ادویات فصلی قرضہ جات فراہم کرتا ہے۔اس کے علاوہ ٹریکٹر و زرعی آلات وغیرہ خریدنے کے لئے درمیانی مدت کے قرضہ جات کا اجرا کیا جاتا ہے۔نیز برائے خرید بھینس گائے بھیڑ بکری وغیرہ لائیو سٹاک کے قرضہ جات کے ساتھ ساتھ طلائی زیورات کے عوض زرعی مداخل خریدنے کے لئے قرضہ جات فراہم کئے جاتے ہیں۔ لیکن سٹیٹ بنک آف پاکستان کی طرف سے مالی سال 08-2007 میں فنڈز کی فراہمی منقطع ہونے کی وجہ سے بنک ہذا اب صرف فصلی قرض جات اور طلائی زیورات کے عوض محدود پیمانے پر قرضہ جات فراہم کر رہا ہے جبکہ بھیڑ بکریوں کی خرید کے لئے پہلے سے حاصل شدہ قرض کی رقم کی واپسی پر اتنی ہی رقم دوبارہ بطور قرض جاری کر رہا ہے۔

(ج) سٹیٹ بنک آف پاکستان کی طرف سے فنڈز کی فراہمی منقطع ہونے کی وجہ سے یکم جنوری 2007 سے آج تک ضلع سرگودھا میں کوئی ٹریکٹر و زرعی آلات کا قرضہ جاری نہ ہو سکا ہے تاہم مذکورہ قرضہ کی سالانہ شرح مارک اپ 16 فیصد ہے۔

(د) ضلع سرگودھا کی برانچوں کے ذریعے یکم جنوری 2007 سے آج تک تقریباً 4597 لوگوں / کاشتکاروں کو قرضہ کی سہولت فراہم کی گئی ہے۔

پبلک ٹرانسپورٹ کو فٹنس سرٹیفکیٹ فراہم کرنے کے لئے ٹیسٹنگ لیبارٹری کا قیام

*1577: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی دارالحکومت سمیت پنجاب بھر میں چلنے والی پبلک ٹرانسپورٹ کو فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کرنے والی اتھارٹی محکمہ ٹرانسپورٹ پنجاب کے پاس کوئی جدید ٹیسٹنگ لیبارٹری نہیں ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ کے بعض اہلکار چند سو روپوں کے عوض فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کر رہے ہیں ایسے اہلکاروں کے خلاف محکمہ نے کیا کارروائی کی ہے تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور سمیت پنجاب میں کھٹارہ پرانی اور زہریلا دھواں دینے والی بسیں، مزدا کوچز اور ویگنیں سر عام دندناتی پھر رہی ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ چھ برس قبل یونیورسٹی آف انجینئرنگ لاہور کے تعاون سے جدید ٹیسٹنگ لیبارٹری قائم کرنے کا منصوبہ بنایا گیا تھا جو محکمہ ٹرانسپورٹ کی روایتی سستی اور غفلت کے باعث فلاپ ہو چکا ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ انجینئرنگ یونیورسٹی انتظامیہ نے مجوزہ ٹیسٹنگ لیبارٹری کے لئے آلات اور جگہ بھی یونیورسٹی میں مہیا کر دی تھی، مگر اب محکمہ ٹرانسپورٹ کی عدم دلچسپی کے باعث اب انجینئرنگ یونیورسٹی نے ٹیسٹنگ لیبارٹری قائم کرنے سے معذرت کر لی ہے؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ کھٹارہ، پرانی اور زہریلا دھواں چھوڑنے والی بسوں سے ماحول میں آلودگی پھیل رہی ہے جو عوام کے لئے بیماریوں کا باعث بن رہی ہے؟

(ز) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت انجینئرنگ یونیورسٹی میں یا کسی اور جگہ ٹیسٹنگ لیب مہیا کرنے کے لئے تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) جی ہاں! یہ بات درست ہے کہ فی الوقت پنجاب کے کسی بھی ضلع میں کوئی جدید ٹیسٹنگ لیبارٹری نہ ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے بلکہ M.V.E گاڑیوں کی فزیکل انسپکشن کرنے کے بعد فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کرتا ہے۔

(ج) یہ بات کسی حد تک درست ہے تاہم محکمہ ٹرانسپورٹ کا عملہ محکمہ ماحولیات کے عملے سے مل کر دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے خاتمے کے لئے کوشاں ہے۔

(د) یہ بات اس حد تک درست ہے کہ یونیورسٹی آف انجینئرنگ لاہور نے جدید ٹیسٹنگ سٹیشن بنانے کے منصوبے کی ابتداء کی تھی تاہم بعض تکنیکی وجوہات کی بناء پر منصوبہ پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔

(ہ) جز(د) میں کی گئی وضاحت کی روشنی میں جز(ہ) کے جواب کی ضرورت نہ ہے۔

(و) یہ بات درست ہے کہ زہریلا دھواں عوام کی صحت کے لئے انتہائی مضر ہے ۔ محکمہ ٹرانسپورٹ کے اہلکار محکمہ ماحولیات کے عملے کے ساتھ مل کر دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے خلاف ضروری کارروائی کرتے رہتے ہیں۔

(ز) ایسا کوئی منصوبہ انجینئرنگ یونیورسٹی کے تعاون سے زیر غور نہ ہے تاہم محکمہ جلد ایک جدید ٹیسٹنگ لیبارٹری پائلٹ پراجیکٹ کے طور پر شروع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

ریلوے سٹیشن لاہور گاڑیوں کو اڈا فراہم کرنے کا مسئلہ و دیگر تفصیلات

*1661: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ریلوے سٹیشن لاہور پر سال 2002 تا سال 2007 کے دوران کتنی گاڑیوں کو اڈا فراہم کیا گیا، سال وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ریلوے سٹیشن لاہور پر سال 2002 تا سال 2007 کے دوران کتنا ٹیکس وصول ہوا، سال وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) ریلوے سٹیشن لاہور پر سال 2002 تا سال 2007 کے دوران کن کن گاڑیوں پر ٹیکس حاصل کیا گیا، سال وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) ریلوے سٹیشن لاہور پر کن کن گاڑیوں کو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا، ان کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) لاہور ریلوے سٹیشن پر کسی کو کوئی اڈا الاٹ نہ کیا گیا ہے تاہم لاہور سٹیشن پر موجود bays کی الاٹمنٹ وفراہمی ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن داتا گنج بخش ٹاؤن کی عملداری میں ہے۔

(ب) bus bays سے ٹیکس کی وصولی T.M.A متعلقہ کے ہی دائرہ کار میں آتی ہے۔

(ج) جیسا کہ جز ہائے بالا میں بیان کیا گیا ہے کہ معاملہ زیر غور T.M.A داتا گنج بخش ٹاؤن سے متعلقہ ہے۔

(د) جیسا کہ جز (ج) میں بیان کیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ متعلقہ T.M.A ہی مطلوبہ تفصیلات فراہم کر سکتا ہے۔

فیصل آباد شہر فرنچائزڈ بسوں، ویگنوں کے روٹوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1727: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد شہر میں فرنچائزڈ بسیں کتنے روٹوں پر کتنی کتنی چل رہی ہیں ہر روٹ کی الگ الگ تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) فیصل آباد شہر میں کتنے روٹس پر ویگنیں چل رہی ہیں اور ان کی تعداد کتنی ہے، ہر روٹ کی الگ الگ تفصیل بیان کی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ فرنچائزڈ بسیں اور ویگنیں فیصل آباد شہر کی آبادی کے لحاظ سے کم ہیں؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بسوں اور ویگنوں کی تعداد میں اضافہ کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) عدالت عظمیٰ پاکستان کے حکم مورخہ 2004-10-29 کے تحت فرنچائزڈ اربن ٹرانسپورٹ کی شق A-9 موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 کو آئین پاکستان سے متصادم قرار دیتے ہوئے کالعدم قرار دے دیا گیا۔ بعد موٹر وہیکلز (ترمیمی) آرڈیننس 1965 کی دفعہ A-45 کے تحت بس کو H.O.V روٹوں پر روٹ پرمٹ جاری کئے گئے جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	روٹ نمبر	بسیں جو چل رہی ہیں
1	B-1	24
2	B-2	12
3	B-5	23
4	B-6	23
5	B-8	25
6	B-11	29

(ب)

نمبر شمار	روٹ نمبر	ویگنیں جو چل رہی ہیں
1	9	33
2	10	95
3	13	88
4	17	64
5	19	71
6	20	97
7	22	37

(ج) یہ درست نہ ہے۔

(د) جی ہاں! پبلک ٹرانسپورٹ کی فراہمی کے لئے شہری روٹوں کا سروے وقتاً فوقتاً کیا جاتا ہے اور اگر ضرورت پڑے تو مزید پبلک ٹرانسپورٹ چلائی جاتی ہے۔

لاہور میں گورنمنٹ ٹرانسپورٹ مہیا کرنے کا مسئلہ

*1772: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں سٹیشن سے چھاؤنی تک کون کون سی پبلک ٹرانسپورٹ چلتی ہے اور اسکے روٹ اختیار کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

(ب) لاہور میں چلنے والی پرائیویٹ پبلک ٹرانسپورٹ کے علاوہ گورنمنٹ بھی ٹرانسپورٹ مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور ریلوے سٹیشن سے چھاؤنی کے علاقوں میں آنے جانے کے لئے پبلک ٹرانسپورٹ کے مندرجہ ذیل روٹ منظور شدہ ہیں جن کی مکمل تفصیل درج ذیل ہے۔

سیریل نمبر	روٹ نمبر	روٹ کی تفصیل
1	B-5	ریلوے سٹیشن تا آرے بازار
2	B-2	جنرل بس سٹینڈ تا علامہ اقبال ائرپورٹ
3	B-12	ریلوے سٹیشن تا یوحنا آباد
4	B-15	ریلوے سٹیشن تا باؤ والا
5	B-42	ریلوے سٹیشن الطاف کالونی
6	LOV-108	ریلوے سٹیشن تا نشاط کالونی

(ب) فی الحال ایسی کوئی پالیسی حکومت پنجاب کے زیر غور نہ ہے۔

خواتین کے لئے علیحدہ ٹرانسپورٹ چلانے کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*2157 محترمہ فرح دیبا: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کی جانب سے جاری کردہ لیٹر نمبری 2603 مورخہ 13۔جون 2008 کے تحت محکمہ ہذا کو خواتین کے لئے علیحدہ ٹرانسپورٹ چلانے کے لئے ویو/کومنٹس/فزیبلٹی رپورٹ وزیر اعلیٰ صاحب کو پیش کرنے کا کہا گیا تھا؟

(ب) محکمہ نے ان احکامات کی روشنی میں کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟
ج) کیا محکمہ نے وزیر اعلیٰ کو تجویز اس سلسلہ میں پیش کر دی ہے، اگر ہاں تو تفصیلاً بیان کریں اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) محکمہ ٹرانسپورٹ نے وزیر اعلیٰ پنجاب کے احکامات کی روشنی میں اس مسئلہ پر تفصیلی جائزہ لیا۔ اس وقت اربن ٹرانسپورٹ کے تحت چلنے والی بس میں ایک علیٰحدہ کمپارٹمنٹ مختص ہے جس میں کم از کم 20 خواتین (standing+seating capacity) سفر کر سکتی ہیں۔ محکمہ ٹرانسپورٹ نے سال 2006 میں اربن ٹرانسپورٹ آپریٹرز کی مشاورت سے خواتین کی الگ بس سروس کا آغاز کیا تھا لیکن خواتین مسافروں کی کم تعداد کی وجہ سے یہ سروس کامیاب نہ ہو سکی کیونکہ روایتی طور پر خواتین بمعہ فیملی سفر کرنے کو ترجیح دیتی ہیں۔ دوسری طرف بس آپریٹرز بھی ہر دس منٹ کے بعد خواتین کے لئے علیٰحدہ بسیں نہیں لا سکتے تھے کیونکہ انکو مطلوبہ تعداد میں مسافر خواتین نہیں ملتی تھیں۔

(ج) جیسا کہ جز (ب) میں بتایا گیا ہے کہ مذکورہ رپورٹ وزیر اعلیٰ پنجاب کو پیش کر دی گئی ہے جس کے مطابق فی الحال خواتین کے لئے الگ بس سروس کی تجویز قابل عمل نہیں ہے البتہ کوشش کی جا رہی ہے کہ بسوں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے تاکہ خواتین کو دوران سفر زیادہ سے زیادہ سہولت میسر ہو سکے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: اب ہم Call Attention Notice کو take up کرتے ہیں۔ یہ سوال جناب طاہر اقبال چودھری، محترمہ خدیجہ عمر، جناب محمد اعجاز شفیع کی طرف سے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! اس میں چونکہ اعجاز شفیع صاحب کا نام بھی movers کی لسٹ میں شامل ہے اور آپ نے ہی ان کو پریس سے بات کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ اگر وہ واپس آ جائیں تو اس وقت اس سوال کو take up کر لیا جائے کیونکہ ہو سکتا ہے انہوں نے بھی اس پر ضمنی سوال کرنا ہو۔ دوسرے سوال میں شاید ان کا نام شامل نہیں ہے۔ پہلے اسے take up کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: درست ہے۔ اگلا سوال چودھری محمد ارشد صاحب، محترمہ قمر عامر چودھری صاحبہ، جناب محمد شفیق خان کا ہے۔

جناب محمد شفیق خان: یہ میرا Call Attention Notice ہے۔

انٹرچینج گوجرانوالہ پر ڈکیتی اور چھ افراد کا قتل

176: چودھری محمد ارشد، مسز محترمہ قمر عامر چودھری اور جناب محمد شفیق خان: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایک موقر روزنامہ مورخہ 09-02-16 کی خبر کے مطابق کیا یہ درست ہے کہ شیخوپورہ کے علاقہ دھیر دے موڑ انٹرچینج گوجرانوالہ پر سونے کے تاجر فیاض احمد کے مینجر ندیم بٹ جو سوا پانچ کلو سے زائد سونا لے کر گوجرانوالہ جا رہا تھا کو شیخوپورہ کے نزدیک اندھا دھند فائرنگ کر کے شدید زخمی کر دیا اور تاجر کے گن مین محمد امجد، اصغر علی اور ڈرائیور امجد علی کو ہلاک کر دیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس دوران مذکورہ ڈاکوؤں نے دو ویگنوں پر بھی فائرنگ کی جس سے دو مسافر ہلاک ہو گئے اور ایک بارہ سالہ لڑکا شدید زخمی ہو گیا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ملزموں کو گرفتار کر لیا گیا ہے اگر ہاں اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے کہ شیخوپورہ کے علاقے ڈھیر دے موڑ انٹر چینج گوجرانوالہ پر سونے کے تاجر ندیم بٹ جو سوا پانچ کلو سے زائد سونا لے کر گوجرانوالہ جا رہا تھا کو شیخوپورہ کے نزدیک اندھا دھند فائرنگ کر کے شدید زخمی کر دیا اور تاجر کے گن مین محمد امجد، اصغر علی اور ڈرائیور امجد علی کو ہلاک کر دیا گیا؟ اس وقوعہ کی نسبت سے مقدمہ نمبر 153/2009 مورخہ 2009-2-5 جرم 397/302 ت پ تھانہ صدر شیخوپورہ میں درج ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ اس دوران مذکورہ ڈاکوؤں کی فائرنگ کی زد میں ایک کوچ اور ٹیوٹا ہائی ایس ویگن بھی آ گئی جس سے ان میں سوار چار مسافر ہلاک ہو گئے اور ایک بارہ سالہ لڑکا شدید زخمی ہو گیا۔

(ج) جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تاہم وقوعہ میں ملوث نامعلوم ملزمان تا حال گرفتار نہ ہوئے ہیں۔ نامعلوم ملزموں کے trace گرفتار کرنے کے لئے D.P.O شیخوپورہ نے S.P(Investigation) شیخوپورہ کی زیر نگرانی ایک ٹیم جو مختلف پولیس افسران پر مشتمل ہے، خصوصی ٹیم تشکیل دی ہے جو اپنے مقاصد کے حصول کے لئے دن رات کوشاں ہے اور جلد ہی کامیابی کی توقع ہے۔ مقدمہ کی مفصل رپورٹ بھی میرے پاس ہے۔ اگر اس سے معزز ممبران استفادہ کرنا چاہیں تو اس کی کاپی میں فراہم کر دوں گا۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب والا! یہ میرے ضلع کی بابت سوال ہے۔ ایک اخباری خبر تھی کہ "وزیر اعلیٰ نے D.P.O شیخوپورہ کو سات دن کے اندر اندر ملزمان کی گرفتاری کے لئے ٹائم دے دیا ہے۔" اگر سات دن کے اندر ملزمان گرفتار نہیں ہوتے تو کیا پھر یہ امید رکھنی چاہئے کہ D.P.O شیخوپورہ کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی ہو گی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ اس سلسلے میں جو law and order کی میٹنگ ہوئی تھی تو میں اس میں موجود تھا اور اس میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں

محمد شہباز شریف نے بہت افسوس رنج اورconcernکا اظہار کیا اس کا تفصیلیanalysisکیا۔اس کے بعد موقع پر اب تک پولیس نے جو کارروائی کی تھی اس میں بھی جہاں کہیں کوئی کمی یا کوتاہی رہ گئی تھی اس کی بھی نشاندہی کی گئی۔D.P.Oشیخوپورہ کو یہ کہا گیا کہ وہ سات دن کے اندر اندر اس وقوعہ کو traceکرے اور اس وقوعہ کی authenticاورpositiveبات یہ ہے کہ یہی جو مدعی فریق ہے جن کے ساتھ یہ واردات ہوئی ہے ان کے ساتھ اسی طرح کی تین پہلے بھی وارداتیں ہوئی ہیں کیونکہ یہ سونا لے کر مختلف شہروں میںtravelکرتے ہیں۔وہ ملزمان مختلف مقدمات میں جیلوں میں تھے اور وہ recentlyضمانت پر رہا ہو کر باہر آئے۔اس leadکو جب پولیس نےinvestigateکیا ہے تو بات آگے بڑھی ہے۔یہ مقدمہ بہت جلدtraceہوگا اور ملزمان پکڑے جائیں گے۔اگر سات دن کے اندرpositive progressہو اور یہ نظر آئے کہ معاملہ بڑے بہتر انداز میں آگے بڑھ رہا ہے، اگر اس قسم کی progressدینے میں مقامی پولیس ناکام رہی تو یقیناً ان کے خلاف disciplinary actionلیا جائے گا۔

جناب سپیکر: درست ہے۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ہم آپ کے حکم کے تحت باہر گئے تھے۔میں سب سے پہلے اپنے صحافی بھائیوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ وہ تشریف لے آئے ہیں۔

جناب سپیکر: ان کی مہربانی۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): لیکن ان کا ایک انتہائی سنگین معاملہ ہمارے سامنے آیا ہے۔ایس پی ٹریفک (سٹی) سردار آصف کے بارے میں ان کی بہت سی شکایات ہیں۔ایک نہیں ہے بلکہ بہت سی شکایات ہیں تو اس سلسلے میں آپ نے جو پوری کمیٹی بھیجی تھی اس نے ان سےrequestکی ہے کہ آپ تشریف لے آئیں اور کل صبح دس بجے رانا صاحب کے چیمبر میں ان کو بھی بلا لیا جائے گا اور جن دوستوں کے جوgrievancesہیں وہ بھی آ جائیں گے اس کے علاوہ ان کے صدر اور جنرل سیکرٹری کو بھی ہم نے ٹائم دے دیا ہے، رانا صاحب نے بھی بتایا ہے کہ ان کے علم میں یہ بات پہلے بھی تھی اسی لئے ملاقات کے لئے پروگرام رانا صاحب کے چیمبر میں رکھا ہے۔صبح دس بجے وہاں پر اکٹھے

ہوں گے تاکہ وہاں بیٹھ کر ان کی تمام بات سن کر ان کے grievances کو دور کیا جا سکے۔ چند ایک شکایات جو بڑی genuine ہیں ان کی تلافی بہت ضروری ہے۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنے صحافی بھائیوں کا بھی بے حد مشکور ہوں کہ وہ اپنا بائیکاٹ ختم کر کے واپس تشریف لائے ہیں۔ اس سلسلے میں کمیٹی کے ممبران نے جو کوشش کی ہے میں ان کا بھی بے حد مشکور ہوں اور اگر یہ practicable ہے تو آج اجلاس غالباً دو واڑھائی بجے تک ختم ہو جائے گا اگر یہ حکم کریں تو آج ہی تین بجے میں انہیں اپنے چیمبر میں بلوا لیتا ہوں اور آج ہی ہم اس معاملے کو بیٹھ کر resolve کر لیتے ہیں۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب والا! بڑا بہتر ہے کہ اگر تین بجے کا ٹائم مقرر ہو جاتا ہے لیکن انہیں بھی پھر بتا دیں کہ تین بجے کا وقت مقرر ہو گیا ہے۔ تین بجے آپ کے چیمبر میں حاضر ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب والا! میں پڑھ دیتا ہوں۔

لاہور۔ گرین ٹاؤن میں آٹھ سالہ بچی کا اغوا و قتل

175: جناب طاہر اقبال چودھری، محترمہ خدیجہ عمر اور جناب محمد اعجاز شفیع: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایک مؤقر روزنامہ مورخہ 16-02-09 کی خبر کے مطابق کیا یہ درست ہے کہ گرین ٹاؤن لاہور کے علاقہ باگڑیاں فیز 1 کا رہائشی محنت کش محمد پرویز تندور سے روٹیاں لینے گیا تو اس کی آٹھ سالہ بیٹی سونو بھی اس کے پیچھے بازار آ گئی اور پراسرار طور پر لاپتا ہو گئی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گزشتہ روز چاند ماری گراؤنڈ سے مقتولہ کی نعش ملی جسے زیادتی کے بعد پھندا ڈال کر قتل کیا گیا تھا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا پولیس نے ملزمان کو گرفتار کر کے ان کے خلاف قانونی کارروائی کی ہے، اگر ہاں تو اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر!

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) مسمی محمد پرویز ولد عبدالحمید سکنہ فیروز پارک باگڑیاں روڈ گرین ٹاؤن نے مورخہ 15۔فروری 2009 کو اپنا بیان قلمبند کروایا جس پر مقدمہ نمبر 126/09 مورخہ 15۔فروری 2009 بجرم 364,302 ت۔پ، تھانہ گرین ٹاؤن لاہور درج رجسٹرڈ ہوا۔ اس کے بعد تفتیش بذریعہ محمد ارشد سب انسپکٹر انچارج انوسٹی گیشن گرین ٹاؤن عمل میں لائی گئی۔ دوران تفتیش ابتدائی کارروائی ضابطہ مکمل کر کے مقتولہ ماہم عرف سونو کی نعش بعد از پوسٹمارٹم بغرض کفن دفن حوالے وارثان کی گئی۔ پوسٹمارٹم رپورٹ کالم نمبر 13 مقدمہ ہذا میں دفعہ 376 ت۔پ، ایزاد کی گئی ہے۔ مدعی مقدمہ کے تتمہ بیان پر عثمان ولد باغ علی سکنہ دیپالپور کو نامزد کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر صاحبہ نے بعد از پوسٹمارٹم swabs برائے کیمیکل ایگزامینر و ڈی این اے ٹیسٹ حوالہ پولیس کئے جو برائے تجزیہ دفتر کیمیکل ایگزامینر پنجاب یونیورسٹی لاہور میں جمع کروائے گئے ہیں۔ مقدمہ ہذا میں عثمان ملزم نامزد تتمہ بیان کی گرفتاری کے لئے متعدد جگہ پر raid کئے گئے ہیں اور گردونواح کی بُری شہرت رکھنے والے اشخاص کو بھی پہلے شامل تفتیش کیا گیا ہے۔ تلاش ملزم جاری ہے جلد ملزم کو تلاش کر کے قانونی گرفت میں لاکر قانون اور انصاف کے تقاضے پورے کئے جائیں گے۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! یہ معاملہ بڑی سنگین نوعیت کا ہے اور اس طرح کے واقعات آئے روز پنجاب کے اندر ہوتے رہتے ہیں اور اس واقعہ کو بھی آج چوتھا دن ہے تو اس کے اندر گورنمنٹ کی طرف سے کیا پیش رفت ہوئی ہے؟ یا صرف اس حد تک ہے کہ اگر اس طرح کا واقعہ ہو

جائے اور گورنمنٹ ان کے ورثاء کو تسلی و تشفی دلانے کے لئے ان کی امداد کا کوئی اعلان کر دیتی ہے تاکہ متاثرین اس سے راضی ہو جائیں حالانکہ اس میں سب سے بڑا اہم معاملہ صرف اور صرف یہ ہے کہ وارثان کی مالی امداد کا کوئی اعلان کیا جائے کیونکہ جن کی بچی کو زیادتی کے بعد قتل کر دیا گیا ہے اور ان کے ساتھ جو ظلم کیا گیا ہے تو اس پر یہ مرہم نہیں ہے بلکہ اس کے لئے سب سے ضروری چیز یہ ہے کہ ملزمان کو فوری طور پر گرفتار کیا جائے اور انہیں کڑی سے کڑی اور سخت سے سخت سزا دی جائے تاکہ ہمارے معاشرے کے اندر ایسے ناسور ختم ہوں اور آئندہ کسی کی بچی کے ساتھ اس قسم کی زیادتی اور ظلم نہ ہو۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم طاہر اقبال صاحب کی valid observation اور بالکل درست ہے کہ واقعی اس قسم کے ناسوروں سے معاشرے کو پاک ہونا چاہئے۔ واقعی یہ بہت دلخراش اور ظلم کا واقعہ ہے جو اس معصوم بچی کے ساتھ پیش آیا ہے۔ اس سلسلے میں پولیس نے اب تک جو کارروائی کی ہے اور جو شواہد اکٹھے کئے ہیں، انوسٹی گیشن ایجنسی کو سو فیصد یقین ہے کہ اس وقوعہ کا ملزم یہی ہے جس کا نام عثمان ولد باغ علی ہے۔ یہ مستقل رہنے والا تو دیپالپور کا ہے لیکن اسی مکان میں، جس مکان میں اس مرحومہ بچی کے والدین کرائے پر رہتے ہیں، اسی مکان میں ایک بیٹھک کرائے پرلے کر رہتا تھا۔ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہی ملزم ہے اور اب جو طریقے ہوتے ہیں کہ اس کے عزیزوں کو اور لواحقین کو pressurize کیا گیا ہے اور ان کے باقی رشتہ دار جہاں جہاں رہتے ہیں ان کے ایڈریس لئے گئے ہیں تاکہ اس کو thoroughly پتا کروا کر کہ یہاں کہاں پر چھپا ہوا ہے اس کو پکڑا جائے اور آج جب اس مقدمہ کی ساری بریفنگ میں نے لی ہے تو متعلقہ پولیس سٹیشن اور انوسٹی گیشن کرنے والے صاحبان کو دس دن کا ٹارگٹ دیا ہے کہ دس دن کے اندر اندر یہ ملزم ہر قیمت پر گرفتار ہونا چاہئے۔ اگر دس دن میں متعلقہ تھانہ اور انوسٹی گیشن ایجنسی نے گرفتار نہ کیا تو ان کے خلاف قانون اور ضابطے کے مطابق سخت ترین کارروائی کی جائے گی۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے اور ہماری اطلاعات کے مطابق اجلاس آج یا کل ختم ہو جائے گا تو کیا یہ متعلقہ ممبر کو اس چیز کی رپورٹ بھیجیں گے؟ دس دن کے اندر گرفتار کرنے کا جو ٹارگٹ انہوں نے دیا ہے، جہاں پر ایک جرم سرزد ہو جائے تو پولیس کو trace کرنے میں ٹائم تو چاہئے۔ انہوں نے دس دن کا وقت دیا ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ ہمیں کس طرح اس چیز کا پتا چلے گا کہ واقعی وہ ملزم گرفتار ہو چکا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! دس دن کے اندر یا ملزم گرفتار ہو گا یا پھر جن لوگوں کی گرفتاری کے اوپر ڈیوٹی لگائی ہے ان کے خلاف محکمانہ کارروائی ہو گی اور اگر آپ حکم کریں تو اس سے متعلق جو بھی انفارمیشن ہو گی وہ میں اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کروا دوں گا۔

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میرا بھی ایک توجہ دلاؤ نوٹس تھا وہ نہیں لیا گیا۔ اگر اجازت ہو تو میں پڑھ دوں۔

جناب سپیکر: توجہ دلاؤ نوٹس ہے؟

جناب شیر علی خان: جی ہاں۔ 17 تاریخ کا میں نے جمع کروایا ہے اور عدالت کے اندر دو آدمی قتل ہو گئے ہیں۔ اس سے متعلق ہے۔

جناب سپیکر: آج تو دو ہی آ سکتے تھے۔ وہ select ہو گئے ہیں اور میرا خیال ہے کہ دونوں ہی آپ کے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر! میں نے ایک دن پہلے بھی آپ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ ایک تحریک التوائے کار نمبر 103 تھی۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! ابھی تحریک التوائے کار کی بات نہیں ہو رہی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات تو سن لیجئے کہ یہ جو child abuses کا مسئلہ ہے جس پر ابھی توجہ دلاؤ نوٹس پر بحث بھی سن رہے تھے تو اس کے اوپر ایک تفصیلی تحریک التوائے کار ہے جس کے بارے میں آپ نے مجھے یہ حکم دیا تھا، جس پر آپ نے لیٹر لکھا تھا کہ آپ اس پر resolution لے آئیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کے اندر figures بھی ہیں تو آج جب یہ آئے تو آپ اس کے اوپر توجہ دے لیں کیونکہ روزانہ کسی نہ کسی بچے کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ میں نے اس میں جو گزارش کی ہے وہ آپ سن لیں۔ شکریہ

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر: میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ درخواست محترمہ فوزیہ بہرام ایم پی اے، ڈبلیو۔333 کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ:

> "گزارش ہے کہ مجھے بین الاقوامی خواتین اور دیہی خواتین کے بین الاقوامی فورم کانفرنس انٹر نیشنل ویمن کانفرنس اور انٹر نیشنل کیمونٹی کی میٹنگ کے سلسلے میں پاکستان پیپلز پارٹی اور قومی نمائندگی کے لئے میکسیکو اور پیرس جانا ہے۔ میری غیر موجودگی میں اجلاس شروع ہو گیا ہے جس میں پہلے دن سے حاضر نہ ہو سکی۔ براہ مہربانی 2008-11-14 سے 2008-11-23 تک میری درخواست منظور کی جائے۔"

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

سردار محمد حسین ڈوگر

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست سردار محمد حسین ڈوگر ایم پی اے، پی پی۔179 کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ:

"میں مورخہ 2008-11-28 سے 2009-1-15 تک ادائیگی فریضہ حج کے لئے سعودی عرب جارہا ہوں۔ رخصت منظور فرمادیں۔"

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

ڈاکٹر آمنہ بٹر

سیکرٹری اسمبلی: اگلی application ڈاکٹر آمنہ بٹر ایم پی اے، ڈبلیو۔339 کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ:

"Respected Sir

I have to go out of the country for personal reasons from 28th November 2008 on ward. Therefore I will not be able to attend the remaining session of the Assembly after 27th November 2008."

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب قیصر اقبال سندھو

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست جناب قیصر اقبال سندھو ایم پی اے، پی پی۔99 کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ:

"میں حج پر جانا چاہتا ہوں اس لئے میری ایک ماہ کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

رانا محمد افضل خان

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست رانا محمد افضل خان ایم پی اے پی پی۔66 کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ:

"Sir,

Due to an engagement I could not attend the Assembly Session on 27-11-2008. I may kindly be granted the leave for 27-11-2008."

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ فوزیہ بہرام

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست محترمہ فوزیہ بہرام ایم پی اے، ڈبلیو-333 کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ:

"Sir,

I have to inform you kindly that I, Fouzia Behram met with in a road accident on 27th December 2008 on my way to Larrkana in which I have sustained head injuries and was hospitalized till 26th January 2009 and have been advised complete bed rest for the next few weeks. I shall be unable to attend the current Assembly Session. I shall submit the Medical Certificate when I shall be advised by the Doctor to resume my personal and normal political activities."

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ کرن ڈار

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست محترمہ کرن ڈار ایم پی اے، ڈبلیو-312 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"Sir,

Respectfully, I, MPA, Kiran Dar cannot attend this Assembly Session due to the birth of my daughter

on 2nd Feb, 2009. I want leave till the session off. Kindly accept my leave.”

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

”مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔“

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری محمد ارشد

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست چودھری محمد ارشد ایم پی اے، پی پی۔225 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

“Sir,

It is submitted that I am proceeding to England (UK) due to some private business on 4th of February 2009. So I am reluctant to attend the remaining proceedings of the House of ongoing session. May kindly grant me leave from 4th of February 2009 to 14th February 2009.”

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

”مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔“

(رخصت منظور ہوئی)

میاں محمد رفیق

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست میاں محمد رفیق ایم پی اے، پی پی۔90 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے۔

"زیر دستخطی کو دو نہایت اہم معاملات کی وجہ سے مورخہ 5-فروری 2009 کو مجبوراً صوبائی اسمبلی کے اجلاس سے چھٹی کرنی پڑی تھی۔ ایک عزیز کی منگنی کی رسم تھی اور دوسرے ایک عزیز کی فوتید گی۔

بحالات بالا استدعا ہے کہ مورخہ 5-فروری 2009 کی رخصت منظور فرمائی جائے۔ شکریہ"

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ آصفہ فاروقی

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست محترمہ آصفہ فاروقی ایم پی اے، ڈبلیو-329 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"Sir,

I am unable to attend the session because of my homely engagements kindly grant me leave for two days only for 9 and 10 February 2009."

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

راجہ شوکت عزیز بھٹی

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست راجہ شوکت عزیز بھٹی ایم پی اے، پی پی-4 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"Sir,

It is submitted that I with my family am proceeding to England (U.K) due to some private business on 9th of February 2009. So I am reluctant to attend the remaining proceedings of the House of ongoing session. May kindly grant me leave from 9th of February 2009 till the end of the session."

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

پیر ولائت شاہ کھگہ

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست پیر ولائت شاہ کھگہ ایم پی اے، پی پی۔220 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کی ہے کہ:

"Sir,

It is submitted that I am proceeding to France in connection with my personal business. So I am reluctant to attend the rest of the ongoing session. May kindly grant me leave from 17th to 28th February 2009.I shall be much obliged for this act of kindness."

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب سپیکر: میں ایک گزارش تمام معزز ممبران ہاؤس سے کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے افسوس ہے کہ چند حضرات، میں کسی کا نام نہیں لینا چاہتا کہ ہاؤس میں آکر ٹیلیفون سننا، پان کھانا اور کوئی ایسا کام کرنا جس سے ہاؤس کی تضحیک ہوتی ہو، اگر کوئی صاحب کچھ کھانا پینا چاہتے ہیں تو لابی میں جا سکتے ہیں۔ میری تو مجبوری ہے کہ میں یہاں سے اٹھ نہیں سکتا۔ آپ کے لئے تو یہ ساری آسائشیں موجود ہیں۔ اگر آپ گپ شپ لگانا چاہتے ہیں تو آپ کے پاس لابی ہے۔ آپ مہربانی فرما کر اپنے اس business کی طرف توجہ کیجئے جس کے لئے آپ یہاں آئے ہیں۔ بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے صرف حضرات کا نام لیا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں۔ میں نے معزز ممبران کہا ہے کیونکہ میں نے یہاں ایک دن دوستوں کو دیکھا تھا تو مجھے اچھا نہیں لگا تھا۔

مجالس قائمہ کی ترمیم شدہ فہرست ایوان میں پیش کرنے کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 150(1) کے تحت قائد ایوان، سینئر وزیر اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے اسمبلی کی جن مجالس قائمہ میں ترامیم کی گئی ہیں اور جن کی فہرست ایوان کی میز پر رکھتا ہوں اور یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ان کو ایوان کی طرف سے منتخب تصور کیا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 150(1) کے تحت قائد ایوان، سینئر وزیر اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے اسمبلی کی جن مجالس قائمہ میں ترامیم کی گئی ہیں اور جن کی فہرست ایوان کی میز پر رکھتا ہوں اور یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ان کو ایوان کی طرف سے منتخب تصور کیا جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! سوئی گیس کے بلوں کے حوالے سے وزیر قانون نے فرمایا تھا کہ تین دن میں جواب دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ صاحب اس جدوجہد میں تین دن سے ہیں اور یہ معاملہ بڑا ہی اہم ہے۔ اس وقت تحاریک استحقاق کا وقت ہے، اس کے بعد آپ ان کی قرارداد کو out of turn لے لیں۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: پہلی تحریک استحقاق محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی طرف سے ہے۔ انھوں نے کہا تھا کہ اس کو pending کیا جائے۔ اس کے بعد ملک عباس راں صاحب کی ہے، وہ تشریف نہیں رکھتے اس لئے اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی طرف سے ہے، وہ تشریف نہیں رکھتیں۔ اس لئے یہ بھی dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک محترمہ دیبا مرزا صاحبہ کی طرف سے ہے۔ کیا یہ تحریک استحقاق آپ نے پڑھ دی تھی؟

محترمہ دیبا مرزا: جی، جناب سپیکر! میں نے یہ تحریک استحقاق پڑھ دی تھی۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! آپ نے اس کا جواب 09-2-19 کو دینا تھا۔

ای ڈی او (ایجوکیشن) ننکانہ کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کا جواب ابھی مجھے موصول نہیں ہوا۔ اس لئے آپ اس کو pending کر لیں۔

جناب سپیکر: میں اس کو pending تو کر دیتا ہوں لیکن آپ اس کے جواب سے محترمہ کو آگاہ کر دیجئے گا۔ اگر اس کی طرف توجہ نہ دی جائے تو یہ مناسب نہیں ہو گا۔ آپ نے ان کو مطلع بھی کرنا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کی پابندی کی جائے گی۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! تین دن کا وقفہ تھا۔ اگر اس میں جواب نہیں آیا تو بعد میں بھی نہیں آئے گا۔ اس لئے میری تحریک استحقاق کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے اس پر بھی اعتراض نہیں ہے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ محکمے اور متعلقہ افسر کی کوتاہی ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ محترمہ دیبا مرزا کی تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔

(اذان ظہر)

اب نماز ظہر کے لئے آدھ گھنٹے کا وقفہ کیا جاتا ہے۔ انشاء اللہ ڈیڑھ بجے دوبارہ ملیں گے۔

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے لئے آدھ گھنٹے کے لئے اجلاس کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(نماز ظہر کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 1 بج کر 47 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، تحاریک استحقاق تو ختم ہوئیں۔ شیخ صاحب کی کیا ہے؟

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اجازت ہے۔

جناب سپیکر: جی!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ115اور227اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کرکے سوئی گیس کے ناقابل برداشت 6 گنا بلوں کو فوری طور پر کالعدم قرار دینے کے بارے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ115اور227اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کرکے سوئی گیس کے ناقابل برداشت 6 گنا بلوں کو فوری طور پر کالعدم قرار دینے کے بارے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اسے oppose نہیں کرتا۔یہ اس قرارداد کو پڑھ لیں لیکن میں اس میں دو چیزوں کی نشاندہی کرنے جارہا ہوں لہذا یہ مہربانی کرکے اسے amend کرلیں۔اس میں ایک تو یہ ہے کہ یہ ایوان مرکزی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے یہ مرکزی نہیں بلکہ وفاقی حکومت ہوتی ہے۔جہاں پر بھی ذکر ہے وہ as Federal Government ہے لیکن مرکزی حکومت کے طور پر کہیں ذکر نہیں ہے اس لئے اس طرح کرلیں کہ یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے۔پھر محترم شیخ صاحب نے کہا ہے کہ کارپوریشن کو ہدایت کرے کہ گیس کے نرخوں کو عوام کی برداشت کے قابل بنائے۔برداشت کے قابل بنائے vague سی term رہ جاتی ہے۔یہ بتا

رہے ہیں کہ چھ گنا ہے تو یہ ایک یا دو گنا پر آ جائیں یا جیسے بھی مناسب سمجھتے ہیں۔ لہذا یہ دونوں ambiguities کو دور کر لیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے یہ اپنی قرار داد پیش کریں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اسے amend کر کے پیش کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جیسے رانا صاحب نے فرمایا ہے میں اس میں ابھی ترمیم کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، کریں۔

شیخ علاؤالدین: یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میں ابھی اسے پڑھ رہا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جی، درست ہے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں ایوان کے لئے ایک information دینا چاہتا ہوں کہ ہاؤس کے تمام معزز ممبران جا کر B-122 نیو مسلم ٹاؤن سے بے نظیر سپورٹ پروگرام کے فارم وصول کر سکتے ہیں۔ آج سے وہاں پر عملہ بیٹھا ہوا ہے اور جو بھی معزز ممبر جائے گا اسے فارم ملیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(وزیر قانون و پارلیمانی امور رانا ثناء اللہ خان نے بیٹھے بیٹھے کہا کہ مجھے فارم کون دے گا؟)

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): آپ کو میں فارم لا کر دوں گا۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم پیپلز پارٹی کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انھوں نے بڑا اچھا اقدام کیا ہے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پہلے میری پوری بات سن لیں۔ میں یہ بھی بتا دوں کہ پہلی دفعہ جو پیسے ملیں گے ان میں پچھلے چھ ماہ کے بھی ہوں گے اور اس طرح چھ ہزار روپے ملے گا۔ اس میں مسلم لیگ (ن) پیپلز پارٹی، مسلم لیگ (ق)، خواتین، اقلیتیں سب کو یہ فارم ملیں گے۔

میڈیا اس بات کا گواہ رہے کہ میں خاص طور پر (ق) لیگ والوں کو دعوت دے رہا ہوں کہ اسی سلسلے میں آج چار بجے 90 شاہراہ پر میٹنگ ہے اور پروگرام کی کوآرڈینیٹر فرزانہ راجہ صاحبہ تمام معزز ہاؤس کے ممبران کو وہاں پر بریفنگ دیں گی اور میں تمام معزز ممبران کو دعوت دیتا ہوں کہ یہ چار بجے وہاں 90 شاہراہ پر آئیں اور اس بریفنگ میں سمجھ لیں تاکہ فارم ضائع نہ ہوں۔ پہلے ایم این ایز کے تقریباً تین لاکھ فارم غلط بھرنے کی وجہ سے نادرا نے reject کئے ہیں۔ لہذا اگر یہ بریفنگ میں حصہ لے لیں گے تو میرے خیال میں مزید غلطی نہیں ہو گی۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: اس کی آخری تاریخ کون سی ہے؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جو فارم ملیں گے ان کے ساتھ لفافے ملیں گے جن پر ٹکٹ لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک لفافے میں پانچ سو تک فارم آ سکتے ہیں۔ اس پر پتا بھی لکھا ہوا ہے انھوں نے صرف فارم پر کر کے اور requirement پوری کرنی ہے۔ آپ جتنی جلدی بھیجیں گے اتنا اچھا ہے۔ ہم نے last date کوئی نہیں رکھی۔ جیسے جیسے فارم جا رہے ہیں ان کی انکوائری ہو رہی ہے لیکن آپ کوشش کریں کہ فارم جلد از جلد جائیں تاکہ آپ کے لوگوں کو جلدی پیسے ملنا شروع ہو جائیں۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! ہم شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ آپ کی طرف سے ہو گیا ہے۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! یہ وفاقی حکومت نے فیصلہ کیا ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ صوبائی حکومت بھی پیپلز پارٹی کی تقلید کرتے ہوئے بیت المال سے جو فوڈ سٹیمپ پروگرام ہے وہ بلاتفریق تمام جماعتوں کے ایم پی ایز کو برابری کی سطح پر فارم دیئے جائیں تاکہ جو ہمارے حلقے کے مستحق لوگ ہیں ان تک گورنمنٹ کے اچھے پروگرام کے فوائد پہنچ سکیں۔

تعزیت

رکن اسمبلی ڈاکٹر اختر ملک کے بھائی کی وفات پر دعائے مغفرت

جناب عبدالوحید چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ ہمارے ایک معزز رکن ڈاکٹر اختر ملک صاحب کے بھائی فوت ہو گئے تھے۔ لہذا میری گزارش ہے کہ ان کے لئے فاتحہ خوانی کر لی جائے۔

جناب سپیکر: جی، کون؟

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! ڈاکٹر اختر ملک صاحب ملتان سے پیپلز پارٹی کے رکن صوبائی اسمبلی ہیں ان کے بھائی فوت ہو گئے تھے لہذا میری گزارش ہے کہ ان کے لئے دعائے مغفرت کر لی جائے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ان کے لئے دعائے مغفرت کر لی جائے۔

جناب سپیکر: جی، ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر اختر ملک کے بھائی کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: کلو صاحب! ذرا پیچھے دھیان کریں۔ میں نے ان کو floor دیا ہوا ہے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر!

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

(---جاری)

جناب سپیکر: ابھی میں question put کر رہا ہوں۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور 227 و دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے سوئی گیس کے ناقابل برداشت 6 گنا بلوں کو فوری طور پر کالعدم قرار دینے کے بارے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

قرارداد

وفاقی حکومت سے سوئی گیس کے ناقابل برداشت بلوں کو کالعدم قرار دینے کا مطالبہ

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اب آپ قرارداد پیش کریں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ عوام کو بھیجے گئے سوئی گیس کے ناقابل برداشت چھ گنا بلوں کو فوری طور پر کالعدم قرار دے اور سوئی گیس کارپوریشن کو ہدایت کرے کہ گیس کے سابقہ بلوں میں کسی صورت میں دس فیصد سے زائد اضافہ نہ کرے۔"

جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے اسے amend کرنے کے لئے کہا تھا اس لئے میں نے اسے amend کر کے پیش کیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ amended کاپی مجھے بھی دیتے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ عوام کو بھیجے گئے سوئی گیس کے ناقابل برداشت چھ گنا بلوں کو فوری طور پر کالعدم قرار دے اور سوئی گیس

کارپوریشن کو ہدایت کرے کہ گیس کے سابقہ بلوں میں کسی صورت میں دس
فیصد سے زائد اضافہ نہ کرے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ عوام کو بھیجے گئے سوئی گیس کے
ناقابل برداشت چھ گنا بلوں کو فوری طور پر کالعدم قرار دے اور سوئی گیس
کارپوریشن کو ہدایت کرے کہ گیس کے سابقہ بلوں میں کسی صورت میں دس
فیصد سے زائد اضافہ نہ کرے۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ عوام کو بھیجے گئے سوئی گیس کے
ناقابل برداشت چھ گنا بلوں کو فوری طور پر کالعدم قرار دے اور سوئی گیس
کارپوریشن کو ہدایت کرے کہ گیس کے سابقہ بلوں میں کسی صورت میں دس
فی صد سے زائد اضافہ نہ کرے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

پوائنٹ آف آرڈر

امریکہ کا پشاور نیٹو فورسز کی Logistic Basis کو پنجاب کے علاقہ حسن ابدال ڈسٹرکٹ اٹک میں منتقل کرنا

(---جاری)

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! میں نے کل یہاں NATO forces کے حوالے سے ایک معاملہ کی نشاندہی کی تھی۔ آج اخبارات نے اس کو report کیا ہے۔ اخبار میں میرے متعلق یہ لکھا گیا ہے کہ رانا ثناء اللہ صاحب نے اس کو refute کیا ہے۔ میں اب بھی اس بات پر قائم ہوں کہ فتح جنگ انٹرچینج کے پاس میرے حلقے میں نیٹو کا staging station بنا ہوا

ہے۔رانا صاحب نے کل کہا تھا کہ وہ اس بارے میں آج معلومات لے کر ہاؤس کو آگاہ کریں گے۔ تو وہ ذرا اس کے متعلق بتادیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم شیر علی خان صاحب کا انتہائی مشکور ہوں کہ وہ ایک معاملہ حکومت کے نوٹس میں لائے۔ جس دن انھوں نے یہ بات کی تھی تو اس دن آفیسر گیلری میں ہوم سیکرٹری صاحب بھی موجود تھے تو انھوں نے اس دن categorically کہا تھا کہ اس قسم کا کوئی ڈپو قائم نہیں ہوا تو وفاقی حکومت نے اس حوالے سے کوئی رابطہ کیا ہے، نہ کوئی تجویز دی ہے اور نہ ہی کوئی اس قسم کی تجویز ہمارے زیر غور ہے اور نہ ہی ہم نے اس قسم کے ڈپو کی اجازت دی ہے۔اس دن میں نے اسی کے مطابق شیر علی خان صاحب کی خدمت میں عرض کر دیا تھا لیکن اگلے روز انھوں نے پھر دوبارہ stress کیا کہ نہیں وہاں پر اس قسم کی activity ہے تو پھر میں نے کل اس کو thoroughly check کروایا۔ میں نے ہوم سیکرٹری صاحب سے شیر علی خان صاحب کی بات بھی کروائی ہے۔ انھوں نے اس جگہ کی نشاندہی کی تو اس کے بعد پتا چلا کہ واقعی وہاں پر 12 ایکڑ زمین کسی private owner کی ہے اور اس نے privately ایک private logistic کمپنی کو اس لئے کرایہ پر دی ہوئی ہے کہ جب آپ کے containers or trucks وغیرہ گزریں تو آپ یہاں fuel لینے یا چائے وغیرہ پینے کے سلسلے میں stay کر سکتے ہیں۔ وہاں پر NATO forces کو supply کرنے والے containers رُکتے ہیں۔ وہاں پر کسی چیز کا ڈپو تو بالکل قائم نہیں ہے اور نہ ہی کسی چیز کو store کیا جاتا ہے لیکن اس حد تک بات درست ہے کہ وہ containers وہاں پر رُکتے ہیں۔ میں محترم شیر علی خان صاحب کا مشکور ہوں کہ وہ یہ بات حکومت کے نوٹس میں لائے۔ چونکہ وہ ہماری اجازت، NOC کے بغیر بنایا گیا تھا تو آج صبح ہی حکومت پنجاب نے یہ orders کئے ہیں اور مقامی انتظامیہ کو اس بات کا پابند کیا ہے کہ اس سنٹر کو یا جو بھی وہاں پر installations ہیں ان کو pack up کیا جائے اور اس کو فوری close کر دیا جائے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں رانا صاحب اور حکومت کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے concede کر لیا کہ وہاں واقعی staging station ہے۔ یہ بڑا اچھا اقدام ہے کہ انھوں نے اس کو بند کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ ہمیں بہت خطرہ ہے اگر پنجاب میں اس طرح کے stations بن گئے تو جس طرح سرحد میں دہشت گردی ہو رہی ہے شاید وہ Indus River کے اس side پر بھی آ جائے۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ سیکرٹری صاحبان کو ہدایت کریں کہ وہ ان کو صحیح information دیا کریں۔ Thank you very much.

صوبہ میں نئی تعلیمی پالیسی پر تحریک التوائے کار کے تحت مکمل عملدرآمد کا مطالبہ

جناب سپیکر: جی، بلوچ صاحب!

ملک احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میری ایک پرانی تحریک التوائے کار نمبر 65 ہے۔ یہ پیش ہو چکی ہے، رانا صاحب کے علم میں ہے اور یہ رفاع عامہ کا معاملہ ہے۔ ہزاروں سکول جو بند پڑے ہیں اس تحریک کی وجہ سے کھل جائیں گے۔ وزیر اعلیٰ صاحب کی اس حوالے سے ایک بہت اچھی پالیسی ہے۔ میری گزارش صرف یہ ہے کہ موجودہ پالیسی کے تحت ایجوکیٹروں کی بھرتی کر لیں اس سے پورے پنجاب کے بہت سے سکولوں کا فائدہ ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب نے دو پالیسیاں بنائی تھیں۔ پہلی پالیسی 08-01-23 میں بنی اور دوسری 08-12-29 کو بنائی گئی ہے۔ 08-12-29 والی پالیسی میں یونین کونسل، مقامی گاؤں اور تحصیل کے ممبران بھی شامل ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب کی اس پالیسی سے وہ سکول جو بند پڑے ہیں، خاص طور پر rural areas کے جو سکول بند پڑے ہیں وہ کھل جائیں گے۔ یہ بہت اچھی پالیسی ہے، کرپشن سے بھی پاک ہے۔ یہ آٹھ کروڑ عوام کا مسئلہ ہے اور خاص طور پر دیہات کے وہ سکول جو بیس بیس سال سے بند پڑے ہیں وزیر اعلیٰ صاحب کی اس پالیسی سے وہ کھل جائیں گے۔ اس حوالے سے میری تحریک التوائے کار پیش ہو چکی ہے۔ میرا خیال ہے کہ رانا صاحب نے محکمہ سے بھی

رابطہ کر لیا ہے۔انھوں نے میری بھی میٹنگ کروائی ہے۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ موجودہ نئی پالیسی کو پورے پنجاب کے لئے لاگو کر دیں۔اس سے پنجاب کے عوام کا فائدہ ہوگا اور وہ سکول کھل جائیں گے جو ایک عرصہ سے بند پڑے ہیں۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! احمد خان بلوچ صاحب نے یہ تحریک التوائے کار پیش کی تھی۔اس کے بعد میں نے محکمہ تعلیم کے سیکرٹری صاحب سے discuss کیا اور پھر اس کے بعد اس معاملے کو بلوچ صاحب، ثناء اللہ مستی خیل صاحب اور ملک وارث کلو صاحب کی disposal پر کر دیا۔سیکرٹری صاحبان نے یہاں پر آکر ان معزز ممبران کے ساتھ دو تین بڑی lengthy meetings کی ہیں اور ان معزز ممبران کو پوری طرح سے satisfy کیا گیا۔جب معزز ممبران نے مجھے کہا کہ ہم satisfy ہیں تو تب میں نے سیکرٹری صاحبان کو اپنے دفتر سے جانے دیا۔اب اس میں جو formula طے ہوا ہے اس کے مطابق 26 اضلاع میں سو فیصد وہی پالیسی نافذ ہو گی جو بلوچ صاحب نے کہا ہے یعنی جو بعد والی پالیسی ہے۔باقی آٹھ اضلاع میں کچھ urban areas ہیں۔ ملک وارث کلو صاحب کی یہ تجویز تھی کہ urban areas میں یہ مسائل نہیں ہیں۔یہ مسائل صرف rural areas میں ہیں تو اس بارے میں ہم نے ان سے کہا ہے کہ اس exercise کو دوبارہ کریں اور جس خدشہ کا اظہار ہمارے بھائی کر رہے تھے کہ اس سے ہمارے کچھ سکول خالی رہ جائیں گے اس کو وہ سو فیصد resolve کریں گے۔اسی formula کے مطابق ان صاحبان کی موجودگی میں محکمہ کو direction بھی دے دی گئی تھی۔ میں بعد میں یہ معاملہ وزیراعلیٰ پنجاب، میاں محمد شہباز شریف صاحب کے علم میں لایا اور ان سے discuss کیا۔انھوں نے بھی اس کے ساتھ اتفاق کیا ہے اس لئے اب جس طرح سے ان بھائیوں نے مل بیٹھ کر بات طے کی ہے اسی کے مطابق انشاء اللہ تعالیٰ عملدرآمد ہوگا۔

جناب محمد وارث کلو: جناب سپیکر! وزیراعلیٰ صاحب نے خصوصی مہربانی فرمائی ہے اور وہ issue settle down ہوگیا ہے۔ ہم اس پر ان کے انتہائی شکرگزار ہیں۔

جناب مہدی عباس خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ضلع ملتان میں کافی rural area آتا ہے۔ ابھی پچھلے دنوں وزیر اعلیٰ صاحب شجاع آباد اور تحصیل جلالپور پیر والا میں تشریف لے گئے تھے وہاں بھی یہی problem ہے۔ کلو صاحب کا مسئلہ تو حل ہو گیا ہے۔ ضلع ملتان کے لئے کچھ کیا جائے۔ یہ ان آٹھ اضلاع میں آ گیا ہے۔ میں یہ درخواست کروں گا کہ تمام اضلاع میں ایک جیسی پالیسی اپنائی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے یہ کہا ہے کہ ان آٹھ اضلاع میں جو urban area ہے، جہاں پر اس problem کا سرے سے وجود ہی نہیں ہے تو وہاں پر ہم لوگوں کو کیوں disturb کریں؟ ان میں جو rural areas ہیں، جہاں پر یہ problem exist کرتا ہے تو ان میں اسی پالیسی کے مطابق عمل ہو گا۔

جناب شاہان ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ابھی کچھ دیر پہلے معزز رکن شیر علی خان صاحب نے ایک بات کا تذکرہ کیا تھا۔ میرا بھی اسی ضلع سے تعلق ہے اور میرے ساتھ ملک خرم صاحب بیٹھے ہیں ان کا بھی اسی ضلع سے تعلق ہے۔ ہم شیر علی خان صاحب کی بات کی تائید کرتے ہیں کہ یہ بات بالکل درست ہے۔

دوسرا جو بہت ہی اہمیت کا حامل issue ہے اور میں نے وزیر اعظم صاحب کے بھی کل گوش گزار کیا تھا، انھوں نے بھی اس بات کا نوٹس لیا تھا۔ ہمارا ضلع چونکہ border lines area ہے۔ میں ضلع اٹک کی بات کر رہا ہوں۔ ہمارے پاس تقریباً 8/10 entry and exit points ہیں اور پچھلے کئی سالوں سے یہ کام جاری تھا کہ افغانستان سے افغانی وہاں پر آتے جا رہے تھے۔ اب صورتحال اس وقت یہ ہے کہ افغانی تو بہت زیادہ آ چکے ہیں۔ باجوڑ اور گردونواح سے بھی لاکھوں کی تعداد میں لوگ آ چکے ہیں۔ ان کے پاس اسلحہ بھی آ چکا ہے اور DCO جو کہ competent authority ہے ان کے پاس اس بارے میں کوئی record ہے، ان کے پاس کوئی تفصیلات ہیں اور نہ ہی ان پر کوئی check and balance ہے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اٹک چونکہ ایک sensitive area ہے، آپ کو پتا ہے کہ وہاں پر ammunition depots ہیں

فیکٹریاں ہیں اور سارا کچھ وہاں پر ہے۔اگر خدانخواستہ کسی وجہ سے یہ معاملہ trigger ہو گیا تو لاہور اور اسلام آباد پہنچنے میں ان کو دیر نہیں لگے گی۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے۔

گورنر ہاؤس اور چیف منسٹر سیکرٹریٹ کی چپقلش کی وجہ سے صوبہ کے ترقیاتی منصوبوں میں تاخیر

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے۔ بڑی بے تابی سے پوائنٹ آف آرڈر لے رہے ہیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے رانا صاحب کی توجہ چاہوں گا 18-فروری کا "نیوز" اخبار ہے۔

> Tussle between Governor House and Chief Minister Secretariat has adversely affected all the 17 public sector Universities in Punjab. As no development project could be initiated in these institutions during the current year.

اور ان کا بجٹ 4.4 بلین تھا۔ کتنے دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ یہ صرف ایک سیکٹر ہے اور اسی طرح کے بے شمار سیکٹر ہیں۔ میں اسی پارلیمانی سال نہیں بلکہ نون اور پیپلز پارٹی کا جو آپس میں ازدواجی رشتہ ہوا تھا اس رشتے کی ناچاقیاں اور اس رشتے میں ان کی آپس میں چپقلش کی وجہ سے، چاہئے تو یہ تھا کہ ان کا آپس میں جو بندھن بندھا ہے اس میں عوام کو relief ملتا لیکن اس بندھن کی ناچاقیوں کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ہے۔اگر ان کا آپس میں کوئی تھوڑا سا سلوک ہوتا تو کوئی development بھی ہوتی۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: آپ بھی ادھر آ جائیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہم اس کیچڑ میں نہیں آنا چاہتے۔ ہم اس گند کا حصہ نہیں بننا چاہتے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں عوام نے جو mandate دیا ہے، عوام نے جس مقصد کے لئے ووٹ دیا ہے ہم اپنا وہ کردار ادا کرنا چاہ رہے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ آج جب یہ پارلیمانی سال مکمل ہوا ہے تو میں پر اعتماد اور یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ 1947 کے بعد آج تک کوئی ایسی اسمبلی نہیں ہوگی کہ اپوزیشن کا کردار جس احسن طریقے سے، جمہوری طریقے سے ہم لوگوں نے ادا کیا ہے اس کی مثال شاید پنجاب اسمبلی کے ریکارڈ میں نہیں ہوگی کیونکہ آج تک ہم نے وہ کام نہیں کیا، ہم نے legislation کو پھاڑا ہے، ہم نے ڈیسک بجائے ہیں اور نہ ہی ہم نے نعرے بازی کی ماسوائے ان اقدامات کے جو عوام کے مفاد میں تھے۔ اپوزیشن برائے اپوزیشن نہیں بلکہ اپوزیشن برائے اصلاح کی بات کی ہے اور عوام کی فلاح و بہبود کے لئے حکومت کی اصلاح کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس چیز کا شوق نہیں لیکن ان کا جواز دواجی رشتہ ہے ہماری اب بھی دعا ہے کہ وہ نہ ٹوٹے اور ان کے پانچ سال مکمل ہوں اور یہ پھلیں پھولیں۔

جناب سپیکر: مہربانی کریں، تشریف رکھیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب والا! امید ہے کہ آپ اس بات کا جواب وزیر قانون سے ضرور لیں گے کہ اگر یہ خبر سچ ہے تو ان کی وہ تعلیم دوست پالیسیاں کہاں گئیں اور ان کا وہ نعرہ کہاں گیا جس میں یہ چاہتے تھے کہ پنجاب میں جہالت کا خاتمہ ہوگا اور یہ کہتے تھے کہ ہم نے ایک ایک گھر میں ایک ایک بچے کے ہاتھوں میں کتاب دینی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ ان کو جواب دینے دیں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! محترم اعجاز شفیع صاحب نے جو ڈویلپمنٹ کے پراجیکٹ کے دیر سے شروع ہونے کے متعلق بات کی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی lack of information ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ اس ملک میں بہت عرصہ سے اور درمیان میں کوئی تھوڑا سا عرصہ ایسا آیا جس میں ان چیزوں کا خیال رکھا گیا۔ بہت عرصہ سے یہ جو ٹھیکیداری نظام ہے اور جس طرح سے سرکاری سیکٹر میں عمارتیں بنتی ہیں اور جس طرح سے ڈویلپمنٹ ہوتی ہے وہ

نظام اتنا خراب ہو چکا تھا کہ اب جو commission کی bidding ratio سے لے کر آخر تک جائیں تو وہ تقریباً 26 فیصد بن جاتی ہے۔ ٹھیکیدار جو کام کرتے ہیں آپ سڑکوں کا حال دیکھ لیں، بلڈنگوں کا حال دیکھ لیں۔ اب جو فیصل آباد اور ملتان میں کارڈیالوجی سنٹر بنا ہے آپ انہیں جا کر دیکھیں کہ ابھی انہیں بنے ایک سال نہیں ہوا لیکن عمارتوں کا یہ حال ہے کہ ایسے لگتا ہے جیسے یہ دس سال کی بنی ہوئی ہیں اور ہر چیز وہاں سے اکھڑی ہوئی ہے۔ اب ان اللوں تللوں اور اس commission mafia کو کنٹرول کرنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ ہم اس نظام کی اصلاح کریں۔ اس میں ایسے rules and regulations لے کر آئیں تاکہ اس قسم کی corruption کا راستہ رک سکے۔ اس میں ایک third party validation کا concept لائے ہیں اور اس کے علاوہ ٹھیکیداروں کے خلاف action لیا ہے اور جو black list تھے ان کو black list کیا ہے۔ سالہا سال کا بگڑا ہوا procedure جو ہے، اس میں پچھلے تین چار ماہ میں اتنی محنت ہوئی ہے اتنا کام ہوا ہے کہ اب جا کر یہ معاملہ regulate ہوا ہے اور یہ جو پچھلے تین چار ماہ میں دیر ہوئی ہے آپ آنے والے تین چار ماہ میں دیکھیں گے کہ تمام دیر cover ہو جائے گی اور انشاءاللہ تعالیٰ 30۔جون 2009 تک تمام development fund جو ہے۔۔۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔

جناب سپیکر: اب تشریف رکھیں۔ Let me proceed.(قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): یہ تمام کا تمام فنڈ انشاءاللہ استعمال ہو گا اور یہ لوگوں کی فلاح کے لئے خرچ ہو گا۔ انہوں نے یہ جو بات کی ہے کہ اپوزیشن نے بڑا اچھا کردار ادا کیا ہے۔ ہم بھی یہی چاہتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میں دونوں کو شاباش دیتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب والا! اس بات کو ہم سراہتے ہیں کہ انہوں نے اچھا کردار ادا کیا ہے اور ہم ان سے اچھے کردار کی توقع کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ ان کو اسی کردار پر برقرار رکھے۔ جو کردار انہوں نے پچھلے پانچ سال میں ادا کیا ہے اس بُرے کردار کی طرف یہ دوبارہ نہ لوٹ جائیں۔ باقی جہاں تک ازدواجی رشتے کی بات ہے ہمارے درمیان تو political coalition ہوئی ہے، ازدواجی رشتہ تو آمروں اور ڈکٹیٹروں کے ساتھ لوگوں کا قائم ہوتا ہے وہ ان کا تھا جو بعد میں ختم ہو گیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب والا! یہ اپنے D.G.P.R کو کہیں وہ اس خبر کی تصحیح کروائیں۔

جناب سپیکر: جناب اعجاز شفیع صاحب! اب مہربانی فرمائیں۔

Paddy Commissioner کی جانب سے صوبہ پنجاب میں چاول کی مقررہ قیمت میں کمی کے فیصلے سے کاشتکاروں کو پریشانی کا سامنا

راؤ کاشف رحیم خان: جناب والا! میں ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ پنجاب کے زمینداروں کے ساتھ Paddy Commissioner جو کہ سندھ سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے صوبائی تعصب کا مظاہرہ کرتے ہوئے پنجاب کے زمینداروں کو نقصان پہنچانے کے لئے چاول کی قیمت جو کہ پنجاب میں 3 ہزار روپے فی من تھی اسے کم کر کے 2600 روپے فی من کر دی ہے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ پہلے والی قیمت جو 3 ہزار روپے فی من تھی اسے برقرار رکھا جائے اور Paddy Commissioner کے فیصلے کو معطل کروایا جائے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں مجھے ان کی بات کا جواب لینے دیں۔ پنجاب کے کاشتکاروں کا معاملہ ہے، آپ سنیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ ان کی بات سنیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب والا! وزیر قانون نے جو یہ سب کچھ سنایا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ساری بات غلط ہے۔ D.G.P.R کی طرف سے جو رپورٹ آئی ہے اس میں ایک لفظ بھی نہیں کہا گیا کہ یہ system کی improvement کے لئے ایک سال delay ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ انہوں نے آپ کی بات سن لی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں۔ I will be grateful. Thank you very much. مجھے بات کرنے دیں۔ رانا صاحب! راؤ کاشف رحیم صاحب نے serious قسم کی بات کی ہے۔ آپ اس پر غور کیجئے کہ Paddy Commissioner نے یہاں پنجاب میں جو تین ہزار روپے فی من چاول کی قیمت مقرر تھی اس میں انہوں نے چار سو روپے کی کمی کر دی ہے جبکہ باقی صوبوں میں بقول ان کے ابھی تین ہزار روپے ہے، آخر ایسا کیوں ہوا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کی off hand تو میرے پاس کوئی information نہیں ہے۔ یہ note مجھے دے دیں تو میں انشاء اللہ پتا کر کے بتا دوں گا۔

جناب سپیکر: اس کا آپ نوٹس لیں، بڑا ضروری معاملہ ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! میں آج ہی اس کا پتا کرواتا ہوں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! ایک انتہائی اہم تحریک التوائے کار ہے جس کا نمبر 54 ہے اور یہ کاشتکاروں کے بارے میں ہے تو مہربانی فرما کر مجھے out of turn پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری یہ تجویز ہے کہ میں نے محترم لغاری صاحب سے اجازت لی ہے اور ان سے بات کی ہے کہ آج سرکاری کارروائی میں ہم صرف ایک Bill lay کرنا چاہتے ہیں وہ بل lay ہونے کے بعد جتنے بھی اہم point of orders یا

تحاریک التوائے کار ہیں ان کو لیا جائے اور جب تک بھی اجلاس چلے تو میں اس وقت تک ان سب کا جواب دینے اور بیٹھنے کے لئے تیار ہوں کیونکہ آج آخری دن ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم تو as a gesture of goodwill جو چیز کرنے سے اسمبلی ختم ہو جائے وہ نہیں کر رہے۔ ہم وہ نہیں کر رہے تاکہ ہمارے لوگوں کو بولنے کا موقع مل جائے۔

محترمہ خدیجہ عمر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ خدیجہ عمر: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج کے جنگ اخبار میں خبر ہے کہ پنجاب کے وزراء کے لئے 30 نئی گاڑیوں کی منظوری دے دی گئی ہے۔ نہایت ہی افسوس کہ جب انہوں نے گورنمنٹ سنبھالی تھی تو اس وقت انہوں نے بہت باتیں کی تھیں کہ ہم بلٹ پروف گاڑیوں کو فروخت کر دیں گے اور کوئی نئی گاڑی نہیں خریدی جائے گی۔ 8 کلب کو I.T. یونیورسٹی بنا دیا جائے گا۔ ایک سال ہو گیا ہے اور بلٹ پروف گاڑیاں بھی ان کے استعمال میں ہیں اور آج کی خبر کے مطابق 30 نئی گاڑیاں وزراء کے لئے خریدی جا رہی ہیں۔ یہ بھی بات سامنے آئی ہے کہ پارلیمانی سیکرٹریوں کے لئے بھی گاڑیاں لی جا رہی ہیں۔ انہیں چاہئے کہ جو بھی یہ بات کریں اپنی commitment پر پورا اتریں۔ یہ نہ کریں کہ پہلے کچھ کہتے ہیں اور اس وقت ایک سال بعد ان کی statements ہی تبدیل ہو گئی ہیں۔ یہ نہایت ہی افسوسناک بات ہے۔ یہ پہلے اس پر کیچڑ اچھالتے رہے ہیں کہ انہوں نے خزانے کو ضائع کر دیا ہے۔ اب یہ لوگ خود کیا کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: اس کا جواب لاء منسٹر صاحب legislation کے بعد دیں گے۔

زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل میں تاخیر سے مستحقین کو پریشانی کا سامنا

جناب طاہر اقبال چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! میری بھی ایک تحریک التوائے کار زکوٰۃ کمیٹیوں سے متعلق ہے۔ سترہ ہزار خاندانوں کا مسئلہ ہے اور مستحقین ہیں۔ رانا صاحب نے جو پہلے بات کی ہے تو اعجاز شفیع صاحب اصل میں یہ کہنا چاہ رہے تھے کہ ان دونوں پارٹیوں کے اندرونی معاملات کی وجہ سے بے شمار لوگ پنجاب کے suffer کر رہے ہیں۔ اس میں مستحقین کے یہ سترہ ہزار خاندان ہیں جنہیں گزارہ الاؤنس ملنا تھا جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں وہ گزشتہ آٹھ ماہ سے انتظار میں ہیں۔ پچیس ہزار کمیٹیاں ہیں جو پنجاب کے اندر نہیں بن سکیں اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کے آپس کے معاملات طے نہیں ہو رہے جس وجہ سے یہ معاملہ لٹکا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! محترمہ آمنہ الفت صاحبہ، چودھری طاہر اقبال صاحب جو out of turn تحریک التوائے کار پیش کرنا چاہتے ہیں اور میاں رفیق صاحب بھی out of turn پیش کرنا چاہتے ہیں۔ وارث کلو صاحب بھی پیش کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: ادھر بھی چار ہیں۔ یہ بعد میں کر لیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): یہ بعد میں کر لیں۔ اس کے بعد اگر دو گھنٹے بھی ممبران بیٹھ کر اجلاس کو چلانا چاہیں، تمام پوائنٹ آف آرڈر اور تحاریک التوائے کار پیش کرنا چاہیں تو میں تیار ہوں۔ لغاری صاحب! جو پوائنٹ آف آرڈر آپ نے raise کرنا ہے، جو تحریک آپ نے پڑھنی ہے اس کا جواب میں نے لے کر دینا ہے۔ میں موجود ہوں گا جب تک آپ بیٹھیں گے۔

قواعد کی معطلی کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFARIS (Rana Sana Ullah Khan): I move:

> "That the requirements of rules 28 and 91 (4) and the other relevant rules of the Rules of Procedures of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 be suspended

under rule 234 of the aforementioned rules for introduction of University of the Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill, 2009.''

MR. SPEAKER: The motion is moved:

"That the requirements of rules 28 and 91 (4) and all other relevant rules of the Rules of Procedures of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 be suspended under rule 234 of the aforementioned rules for introduction of University of the Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill, 2009.''

The motion moved and the question is:

"That the requirements of rules 28 and 91 (4) and all other relevant rules of the Rules of Procedures of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 be suspended under rule 234 of the aforementioned rules for introduction of University of the Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill, 2009.''

(The motion was unanimously carried)

مسودہ قانون(ترمیم)یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور مصدرہ2009

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I introduce the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill, 2009.

MR. SPAKER: The University of Health Science, Lahore (Amendment) Bill, 2009 has been introduced in the house under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly

of the Punjab 1997 and his referred to the Standing Committee on Health for report upto 15th March 2009.

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: آپ کی جو تحاریک التوائے کار ہیں اب وہ لیتے ہیں اور اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ جنہیں میں نے پہلے floor دیا تھا وہ پہلے اپنی تحریک پیش کریں۔ جی، کلو صاحب!

ملز مالکان کی جانب سے گنا کے کاشتکاروں کو بروقت ادائیگی نہ کرنا

ملک محمد وارث کلو: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہر سال شوگر ملز مالکان کاشتکاروں سے گنا وصول کر لیتے ہیں اور کاشتکاروں کو گنے کی رقم کی ادائیگی نہیں کرتے۔ ابھی تک پچھلے سالوں کے گنے کی ادائیگی ملز اونرز کی طرف بقایا ہے جبکہ اب پھر نیا سیزن شروع ہو چکا ہے اور ملز اونرز بنکوں سے قرضہ جات منظور کروا کر رکھ لیتے ہیں لیکن شرح سود بچانے کی خاطر کاشتکاروں کو ادائیگی نہیں کرتے۔ لہذا ملز اونرز کو ادائیگی کا پابند بنانے کے لئے کوئی صحیح اور مضبوط لائحہ عمل طے ہونا چاہئے تاکہ غریب کسان کو ریلیف دیا جا سکے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول ہوا ہے کہ crushing year 2007-08 کے دوران پنجاب کی شوگر ملوں نے کل 49۔ارب 50 کروڑ 43 لاکھ 80 ہزار 20 روپے کا گنا خریدا جس میں سے 49۔ارب 47 کروڑ 51 لاکھ 21 ہزار 5 سو 17 روپے کاشتکاروں کو ادا کئے جا چکے ہیں جو کل رقم کا 99.94 فیصد ہے اور اب 2 کروڑ 92 لاکھ 58 ہزار 5 سو 3 روپے کی ادائیگی 11 شوگر ملوں کی طرف بقایا رہ گئی ہے جس کے لئے متعلقہ شوگر ملوں کو باقاعدگی کے ساتھ لکھا جا رہا ہے۔ کسانوں کو بروقت ادائیگی کے سلسلہ میں

وزیر خوراک کی سرکردگی میں ایک کمیٹی بنائی گئی ہے۔ یہ کمیٹی اپنی سفارشات مرتب کر رہی ہے جن کی منظوری کے بعد انھیں قانون کا حصہ بنا دیا جائے گا۔ اس میں جو figures محکمے نے دیئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ figures کافی مناسب ہیں۔ اگر ان figures پر محرک کو کوئی اعتراض ہے تو اس کو verify کروا لیا جائے گا۔ اگر 99.94 فیصد ادائیگی ہو چکی ہے تو میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ باقی کو بھی ہم expedite کروا کر ادائیگی کروا دیں گے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میری استدعا یہ ہے کہ رانا صاحب نے جو figures پیش کئے ہیں وہ بالکل صحیح ہیں۔ مجھے ان پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن اس میں بھی آپ یہ دیکھ لیں کہ ہماری اسمبلی اور حکومت کی طرف سے کاوش ہوئی ہے تب جا کر یہ ادائیگی کی گئی ہے لیکن یہ پچھلے season کی figures ہیں۔ اب تو دوسرا season بھی ختم ہونے کو ہے۔ میں ایک روایت کی بات کر رہا ہوں کہ مل مالکان اپنے قرضہ جات منظور کروا لیتے ہیں تو یہ کسان کو ساتھ ساتھ ادائیگی کیوں نہیں کرتے؟ اگر اس سال جو crushing season چل رہا ہے اس کی ادائیگی رانا صاحب کروائیں گے تو پھر میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ billions میں ہوگی۔ میں یہ استدعا کرتا ہوں کہ اس کا ایک fool proof system ہونا چاہئے جس کے تحت غریب کسان کو اس طرح تنگ نہ کیا جائے۔ مل مالکان بھی ایک مافیا ہیں وہ کسان کا استحصال کرتے ہیں۔ اس استحصال سے کسان کو بچانے کے لئے ایک system ہونا چاہئے جو مستقل ہو تاکہ کسان کو ساتھ ساتھ ادائیگی کروائی جا سکے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ان کا کہنا ہے کہ آپ نے سابقہ season کی بات کی ہے۔ اب موجودہ season کے حوالے سے کیا صورتحال ہے اور اس کے لئے ایک ایسی policy بنائیں کہ ایک مہینے کے اندر اندر کاشتکار کو اس کی رقم مل جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم کلو صاحب نے جو تحریک پیش کی ہے۔ آپ اس کی wording پڑھ لیں کہ ہر سال شوگر مل مالکان کاشتکاروں سے گنا وصول کر لیتے ہیں اور کاشتکاروں کو رقم کی ادائیگی نہیں کرتے۔ ابھی تک پچھلے سالوں کی ادائیگی مل مالکان کی طرف بقایا

ہے۔اس حساب سے انھوں نے جواب بھیج دیا ہے۔اگر یہ current year کی figures چاہتے ہیں تو وہ بھی منگوا لیتے ہیں اور ان کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ بھی منگوا لیں لیکن کلو صاحب اصل میں یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس معاملے کو سنجیدگی سے لیا جائے کیونکہ کاشتکار دھکے کھاتا پھرتا ہے۔ان کو ایک مہینے کے اندر اندر ادائیگی ہونی چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ حکومت کی priority ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح ہوگا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔جی، محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار ہے اس میں اندھوں کی فریاد ہے۔ میں نے یہ تحریک جمعہ کو پیش کی تھی اور یہ کل تک pending تھی۔ اس تحریک میں یہ ہے کہ اندھوں کو ہوسٹل سے نکال دیا گیا ہے۔اگر مقابلہ کرنا ہے تو آنکھوں والے آنکھوں والوں سے کریں۔ یہ آنکھوں کے بجھے ہوئے چراغوں سے مقابلہ کیوں کرتے ہیں کیوں ان بے چاروں کو دکھ دیا گیا ہے، کیوں ان کو ہوسٹل سے نکالا گیا ہے؟ اگر نکالا گیا ہے تو ان کو متبادل جگہ دے کر ان کی حوصلہ افزائی کر دی جائے۔یہ تو بڑے دکھ اور ستم ظریفی کی بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر سپیشل ایجوکیشن!

گورنمنٹ ٹریننگ کالج برائے نابینا اساتذہ کے ہوسٹل پر قبضہ سے رہائشیوں کو پریشانی کا سامنا

(---جاری)

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! یہ سپیشل ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے تحت چلنے والا ادارہ ہے جہاں چاروں قسم یعنی سماعت سے محروم، بصارت سے محروم، جسمانی اور ذہنی معذوری کے بچوں کو پڑھانے کے لئے B.Ed اور M.Ed کے دو خصوصی کورس کروائے جاتے ہیں۔یہاں سے فارغ التحصیل ہونے والوں کو خصوصی تعلیم کے چاروں قسم سماعت سے محروم، بصارت سے

محروم، جسمانی اور ذہنی معذوری کے اداروں میں تعینات کیا جاتا ہے۔ان دونوں کورسوں کے لئے پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے مخصوص نشستوں کی مکمل تعداد 95 ہے۔یہ نشستیں صرف نابینا لوگوں کے لئے مخصوص نہیں ہیں بلکہ جسمانی معذور اور نارمل افراد کے لئے بھی ہیں۔کالج کے سیکنڈ فلور پر قائم ہوسٹل میں تین بڑے کمرے، چھ چھوٹے کمرے، ایک کچن اور ایک ڈائننگ ہال ہے۔ان میں سے ایک چھوٹا کمرہ ہوسٹل وارڈن کے لئے ہے۔ان کمروں میں زیادہ سے زیادہ 22 طلبہ و طالبات رہائش پذیر ہو سکتے ہیں۔یہاں پر طالبات کو رہائش فراہم کی گئی ہے۔کالج کونسل کی وساطت سے ہوسٹل کی نگرانی کی ذمہ داری مسز صفیہ سلطانہ سائیکالوجسٹ کو سونپی گئی ہے اور ان کو رہائش بھی فراہم کی گئی ہے۔وہ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کی assessment کے مطابق باقاعدگی سے ہر ماہ اپنی تنخواہ سے کٹوتی بھی کروا رہی ہیں۔مزید برآں حکومت پنجاب کے سپیشل ایجوکیشن کے ڈیپارٹمنٹ کے ایک اور اہم پراجیکٹ بولتی کتابیں کی ذمہ داری بھی کالج ہذا کو سونپی گئی ہے۔اس سلسلہ میں CDs اور cassettes کی ریکارڈنگ کی ذمہ داری پرنسپل صاحبہ نے مسز صفیہ سلطانہ کو سونپی ہے۔ریکارڈنگ کے سٹوڈیو کی عدم دستیابی کی وجہ سے ریکارڈنگ کا کام شام کے اوقات میں سرانجام دیا جاتا ہے جب ماحول پرسکون اور شور نسبتاً کم ہوتا ہے۔موجودہ تعلیمی سال 09-2008 کے دونوں کورسوں میں صرف ایک طالبعلم نابینا ہے۔کالج enrollment کے مطابق یہاں طالبات کی تعداد طلبہ کی نسبت زیادہ رہی ہے اور یہ طالبات پنجاب کے دور دراز اضلاع سے حصول تعلیم کے لئے آتی ہیں اس لئے ان طالبات کے مسائل کو ترجیح دیتے ہوئے اس ہوسٹل میں ان طالبات کو رہائش فراہم کی جاتی ہے۔اب یہاں صرف Government Training College for Blind کی طالبات اور Government in Service Training College for Disable کی in service خواتین اساتذہ رہائش پذیر ہیں۔ہمارے کالج کے ساتھ Government in Service Training College ہے جس میں خصوصی اداروں کے مرد اور خواتین اساتذہ کو refresher courses کروائے جاتے ہیں۔ان اساتذہ کو بھی ہمارے کالج کے ہوسٹل میں رہائش فراہم کی جاتی رہی ہے۔چونکہ کالج کا کوئی اپنا ہوسٹل نہیں ہے اس لئے ہمارے کالج کے ہوسٹل میں اتنی جگہ موجود نہ ہے کہ دونوں کالجوں کے اساتذہ اور طلباء کو اکٹھا رکھا جا سکے۔اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے

محکمہ تعلیم نے مرد اساتذہ کو Government Brail Printing Press کی بلڈنگ کے فرسٹ فلور پر رہائش فراہم کر دی ہے اور خواتین اساتذہ کو بدستور Government Training College for the Teachers or Blind میں رکھا جا رہا ہے لہذا کوئی بھی نابینا استاد کو ہوسٹل سے بے دخل کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! آپ کو سمجھ آئی ہے؟ میں تو سیدھا سیدھا جواب مانگ رہی ہوں۔ اندھے بے چاروں کی اس میں فریاد ہے۔ اگر ہم آنکھوں والے ان اندھوں کی مدد نہیں کر سکتے تو ہمیں اسلام میں یہاں تک کہا گیا ہے کہ کوئی اندھا جا رہا ہو تو اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو سڑک پار کروادیں لیکن ان کو تو ہوسٹل سے ہی ایک قسم کا گرایا گیا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! میرے خیال میں آپ ان کی بات غور سے سن کر جواب دیں۔ تحریری کی بجائے آپ ان کو زبانی بتادیں۔

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں جواب دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس پیپر کو چھوڑ دیں۔ اگر اس کو پکڑیں گے تو خرابی کرے گا۔

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! اگر کوئی امیدوار نابینا ہے تو یہ انہیں میرے پاس بھجوادیں میں اس کا admission کروادیتا ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ان سے رابطہ کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم بھی لاء منسٹر صاحب سے جواب مانگ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اس کا جواب بعد میں آئے گا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری ایک تحریک پیش ہو چکی ہے اس کا صرف جواب آنا تھا۔

جناب سپیکر: متعلقہ منسٹر صاحب یہاں پر نہیں ہیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): رانا صاحب اس کا جواب فرمادیں۔

جناب سپیکر: وہ راناصاحب سے متعلقہ بات نہیں ہے۔ میں اسی لئے ہی یہاں بیٹھا ہوں۔ متعلقہ منسٹر آ جاتے ہیں تو میں پھر لے لیتا ہوں۔ جی، تحریک التوائے کار نمبر 47 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے۔

لاہور تا قصور روٹ تبدیل کرنے سے مسافروں کو پریشانی کا سامنا

محترمہ ثمینہ خاور حیات: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق سیکرٹری RTA نے فلائنگ کوچ (کوسٹر) لاہور تا قصور کا روٹ تبدیل کر کے لاہور شہر میں داخلہ بند کر دیا۔ تفصیل یوں ہے کہ لاہور تا قصور چلنے والی فلائنگ کوچ (کوسٹر) کا منظور شدہ روٹ فیروزپور روڈ براستہ مزنگ چونگی، چوبرجی، سیکرٹریٹ، بھاٹی، لاری اڈہ ہے جس کو سیکرٹری RTA نے سیاسی دباؤ کے تحت ان ٹرانسپورٹ کے روٹ کو تبدیل کر کے لاہور شہر میں داخل ہونے سے بند کر دیا۔ اب اس ٹرانسپورٹ کو زبردستی چونگی امر سدھو، گوالہ کالونی موڑ کر بند روڈ سے ہوتے ہوئے لاری اڈہ سبزی منڈی جانے کو کہا جاتا ہے جس سے عوام جو چونگی امر سدھو سے آگے سیکرٹریٹ، بھاٹی آنا جانا چاہتی ہے، ان کو دو یا تین ویگنیں بدل کر اپنی منزل مقصود پر آنا پڑتا ہے۔ ایک طرف تو عوام سیکرٹری RTA کے اس حکم کے خلاف سخت احتجاج کر رہے ہیں۔ دوسرا ٹرانسپورٹ مالکان کو روزانہ کی بنیاد پر 50ہزار روپے کا اضافی خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے اور اس روٹ پر ان کو کرایہ بھی پرانا ملتا ہے۔ یہ معاملہ اس قدر سنگین ہے کہ اس کو فوری طور پر اسمبلی میں زیر بحث لایا جائے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ درست نہ ہے کیونکہ سیکرٹری RTA یا محکمہ ٹرانسپورٹ نے لاہور قصور روڈ پر چلنے والی کسی فلائنگ کوچ (کوسٹر) کو لاہور شہر میں داخل ہونے سے نہ روکا ہے بلکہ ٹرانسپورٹروں کی باہمی مشاورت کے بعد صرف داتا دربار تا

سیکر ٹریٹ والی سڑک پر ٹریفک دباؤ کم کرنے کے لئے ان کی route alignment براستہ چوبرجی اور بند روڈ تبدیل کی گئی ہے جس پر 350 کے قریب فلائنگ کوچ اور کوسٹر اس وقت بھی رواں دواں ہیں۔تاہم لاہور قصور روڈ پر ٹریفک نظام کو بہتر بنانے کے لئے ایک colour scheme کے تحت جو نیا plan بنایا گیا ہے اس میں شامل ہونے کے لئے ٹرانسپورٹروں نے خود 350 گاڑیوں کی فہرست بنا کر دی ہے جس کی نقل لف ہے۔یہ نئی colour سکیم ماہ مارچ سے رائج کی جائے گی۔البتہ غیر قانونی طور پر یا بغیر روٹ پرمٹ چلنے والی گاڑیوں کے خلاف خصوصی چیکنگ جاری ہے تاکہ تمام قسم کی ٹرانسپورٹ گاڑیاں صرف اپنے منظور شدہ روٹوں پر چلیں اور بغیر روٹ پرمٹ کے کوئی گاڑی لاہور شہر میں داخل نہ ہو سکے۔جواب تو بڑا clear ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ معاملات اسی طرح سے ہیں تو پھر ان کی grievance بالکل دور ہو جانی چاہئے کیونکہ کل والے معاملے کے سلسلے میں تین بجے ہم نے یہاں پر سیکرٹری RTA اور ایس پی ٹریفک کو بلایا ہوا ہے تو محترمہ سے اس میٹنگ کا پروگرام پہلے سے طے ہے لہذا میرا خیال ہے کہ اس جواب کی روشنی میں جب وہاں بات کی جائے گی تو ان کی satisfaction ہو جائے گی اور یہ معاملہ resolve ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: محترمہ! ٹھیک ہے؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں چاہتی ہوں کہ اس حوالے سے جو رپورٹ ہے وہ ہاؤس میں پیش کر دی جائے۔میری آج ان سے میٹنگ ہو جاتی ہے تو اس کے بعد ہم اس کو ہاؤس میں پیش کر دیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جواب میں انہوں نے categorically کہا ہے کہ ہم نے کسی کو نہیں روکا۔یہ on record ہے جو پیش کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ discuss کر لیں لیکن پھر بھی آپ تشنگی محسوس کریں گی تو اس کو دوبارہ دیکھ لیں گے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس کو ہاؤس میں دوبارہ لایا جائے تو مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک میاں محمد رفیق صاحب کی ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! بڑی اہم بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، سب کی اہم باتیں ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!

یہ کیسا دستورِ زباں بندی ہے تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

جناب سپیکر! یہاں پر جو آدمی جس قدر مؤدب ہے، احترام کرتا ہے، قانون پر چلتا ہے اس کو اسی قدر زیادہ snub کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: بالکل نہیں۔

میاں محمد رفیق: یہاں پر میں نے generally دیکھا ہے کہ بغیر اجازت کے بھی مائیک کھل جاتے ہیں اور ہمیں اجازت ہی نہیں ملتی۔

جناب سپیکر: جی، ایسا نہیں ہے۔ پہلے تو آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ کی تحریک التوائے کار کا نمبر کیا ہے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار جس پر آپ نے شفقت فرمائی تھی اور وزیر قانون صاحب کو جواب طلب کرنے کے لئے آپ نے دو دن کی مہلت عنایت فرمائی تھی۔

جناب سپیکر: آپ اپنی تحریک کا نمبر تو بولیں۔

میاں محمد رفیق: تحریک التوائے کار نمبر 93 ہے جسے آپ نے out of turn پیش کرنے کی اجازت دے دی تھی۔

جناب سپیکر: یہ پڑھی جا چکی ہے؟

میاں محمد رفیق: پڑھی جا چکی ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آج آخری دن ہے ذرا مہربانی کریں۔ حقوق العباد کا مسئلہ تھا جسے آپ نے حل کر دیا ہے۔

ایجوکیٹروں کی بھرتی کے بارے میں وزیر اعلیٰ کی نئی بھرتی پالیسی پر عملدرآمد میں رکاوٹ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ adjournment motion No. 93 out of turn take up ہوئی تھی اور اس کا جواب اس طرح سے ہے کہ حکومت پنجاب سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے 23-8-08 کو افسر مجاز کی اجازت سے ایجوکیٹر کی بھرتی کی پالیسی جاری کی۔ بعدازاں 30-8-08 کو اس بھرتی میں سینئر ایلیمنٹری سکول ایجوکیٹر عربی، oriental physical education art and design کو شامل کر لیا گیا۔ اس بھرتی کے خلاف لاہور ہائیکورٹ لاہور میں بالائی عمر کے حوالے سے متعدد writs دائر ہوئیں جس کی وجہ سے بھرتی کا عمل رُک گیا۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے وزیر قانون کی سربراہی میں ایک 11 رکنی کمیٹی تشکیل دی۔ کمیٹی نے ایک تفصیلی جائزہ لینے کے لئے درج ذیل سفارش پیش کی:۔

> Upper age limit beyond 35 year should not be relaxed in any case, so as to induct younger lot with potential for training and career profession.

جناب وزیر اعلیٰ نے 14-11-2008 کو درج بالا سفارش کی منظوری کے احکامات جاری کر دیئے۔ اسی اثنا میں لاہور ہائی کورٹ لاہور نے رٹ پٹیشن نمبر such& such یہ تقریباً دس کے قریب ہیں، میں مورخہ 1-12-2008 کو عمر کے حوالہ سے تفصیلی فیصلہ جاری کیا جس میں عمر کی حد 35 سال برقرار رکھتے ہوئے کہا کہ:

> "For the foregoing reasons, I find it perfectly reasonable for the Provincial Government to fix the upper age limit for appointments as educators from 35 to 45 years and in my view there is no such leave to interfere in the present policy accordingly the writ petition is dismissed."

جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کے احکامات، لاہور ہائی کورٹ کے فیصلے اور ریکروٹمنٹ کے آخری مراحل کے پیش نظر اس وقت ممکن نہ ہے کہ عمر کی حد 35 سال سے بڑھائی جائے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہائی کورٹ تو قانون کی تشریح کرتی ہے، قانون سازی نہیں کر سکتی۔ پالیسی بنانا اور قانون سازی کرنا اس ایوان کا یا اداروں کا کام ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آئین پاکستان کے مطابق بھی equal opportunity سب کو guaranty کرتا ہے۔ میرا موقف یہ ہے کہ جہاں پر دیگر کیٹیگریز کو متعدد بار مواقع ملے، اشتہار آئے اور درخواستیں مانگی گئیں اور تقرریاں بھی ہوئیں لیکن اس واحد ایک فزیکل ایجوکیشن کیٹیگری کو 1995 سے لے کر 2008 تک موقع نہیں دیا گیا۔ کوئی اشتہار نہیں آیا، کوئی درخواست نہیں مانگی گئی اور کوئی تقرری نہیں ہوئی اور جن بچوں نے فزیکل ایجوکیشن میں ڈپلومہ حاصل کیا تھا انہیں موقع ہی نہیں ملا، وہ گھر بیٹھے بیٹھے نوکری یا اشتہار اور درخواست دینے کے طریق کار کا انتظار کرتے کرتے overage ہو چکے ہیں۔ یہ کس کا قصور ہے، کیا ڈپلومہ پاس کرنے والوں کا قصور ہے، ان کے ماں باپ کا قصور ہے، یہ کس کا قصور ہے؟ ظاہر ہے کہ اگر اس میں vacancies نہ تھیں تو ڈپلومہ پاس کرنے کے لئے ان کو داخلے کیوں دیئے گئے اور انہیں ٹریننگ دے کر ان کا وقت کیوں ضائع کیا گیا؟ اس لئے میری یہ استدعا ہے کہ اس معاملے کو ایوان میں پیش کر دیا جائے۔ اگر یہ معزز ایوان مناسب اور ضروری سمجھے تو میں استدعا کروں گا کہ اس کیٹیگری کو خاص طور پر اس دفعہ ایک بار ضرور استحقاق اور رعایت ضرور ملنی چاہئے۔ اس کی بنیاد یہی ہے کہ اس کیٹیگری کو موقع ہی نہیں دیا گیا۔ یہ discrimination اور disparity ہے۔ ان بچوں کا خاص طور پر اس نوجوان نے یہ اعلان بھی کر رکھا ہے کہ وہ صوبائی اسمبلی کے سامنے خود سوزی کر لے گا اگر اس کو نوکری کا استحقاق نہ دیا گیا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ نے تو تقریر شروع کر دی ہے۔ دیکھیں، آپ کی بات سنی گئی ہے اور اس کا جواب انہوں نے دے دیا ہے اور یہ پابندی ہے کہ 35 سال سے زائد کسی کو رعائت مل نہیں سکتی۔ عدالت نے بھی یہی hold کیا ہے۔ اب آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ٹھیک ہے عدالت کا فیصلہ بھی آ گیا اور حکمرانوں کا طے کرنا 35 سال عمر بھی میرے سامنے ہے لیکن میرا سوال یہ ہے کہ خاص طور پر اس اکیلی واحد کیٹیگری کو یہ موقع ہی سابق دور میں نہیں ملا۔ 15 سالوں میں اسے موقع ہی نہیں دیا گیا اس لئے میری یہ درخواست ہے کہ اس کیٹیگری کو ضرور موقع ملنا چاہئے۔ ایک بار تو انہیں رعایت ضرور دے دینی چاہئے کیونکہ 15 سالوں میں نہ درخواست مانگی گئی نہ ان کو نوکریاں ملی ہیں۔

ضلع اٹک میں درجہ چہارم کے ملازمین کی برطرفی

(۔۔۔جاری)

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ میری ایک تحریک ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شیر علی خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نمبر 41 جو میں نے پڑھی ہوئی ہے جس میں 933 بیلداروں کا ذکر ہے کہ وہ حکومت نے فارغ کئے تھے اور انہیں ہائی کورٹ نے بحال کیا۔ پھر انہیں دس ماہ کی تنخواہ نہیں دی گئی۔ اس تحریک کے بارے میں رانا صاحب نے کہا تھا کہ منگل کو جواب دیں گے لیکن کل بھی آپ نے کہا کہ کل مل جائے گا۔ یہ 933 بیلداروں کا مسئلہ ہے اور میری گزارش ہے کہ وہ اس بارے میں بتائیں۔ یہ کہتے ہیں کہ پچھلے ناظمین نے غلط بھرتی کئے تھے تو جنہوں نے غلطی کی تھی ان کے خلاف کارروائی کریں۔ ان 933 آدمیوں نے کیا گناہ کیا ہے؟ اب جو ناظمین کا کنونشن ہونے جا رہا ہے تو اسے بھی روکنے کو کہا ہے کہ ہم ان ناظمین کو فارغ کر دیں گے۔ پہلے 933 بیلدار برطرف اور بے روزگار ہوئے ہیں۔ اب ناظمین کو بھی بے روزگار نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شیر علی خان صاحب! میں جواب دے رہا ہوں۔ ان کو ہم نے کیا فارغ کرنا ہے، انہیں اللہ تعالیٰ نے ہی فارغ کر دیا ہے۔

جناب سپیکر! موصول ہونے والے جواب کے مطابق ضلعی حکومت اٹک نے 2007 میں محکمہ Works & Services کے ذیلی دفتر ڈسٹرکٹ ہائی وے ڈویژن اٹک نے بیلداروں کی کل 545 اسامیاں create کی تھیں جن کی سمری اس وقت کے وزیر اعلیٰ پنجاب نے منظور کی تھی۔ ان اسامیوں پر ڈسٹرکٹ ہائی وے ڈیپارٹمنٹ نے 2007 میں 545 بیلدار تین سال کی مدت کے لئے کنٹریکٹ پر بھرتی کئے۔ بعد میں محکمہ خزانہ پنجاب کے اعتراض پر کہ اسامیاں محکمہ خزانہ پنجاب کی منظور شدہ نہ ہیں جو کہ محکمہ ہذا کو E.D.O(Finance) اٹک نے بذریعہ چٹھی نمبری such & such مورخہ 12-9-2008 مطلع کیا لہذا اسی اعتراض پر ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسر اٹک نے مندرجہ بالا ملازمین کی تنخواہیں پاس کرنے سے انکار کر دیا اور اس بناء پر محکمہ نے ان ملازمین کی ملازمتیں 13-9-2008 کو terminate کر دیں۔ ان terminated بیلداروں میں سے کچھ بیلداروں نے لاہور ہائی کورٹ راولپنڈی بنچ میں اپنے termination orders کے خلاف رٹ پٹیشن نمبر 2008/1375 دائر کی۔ معزز عدالت نے ان termination orders کو معطل کر دیا۔ جن بیلداروں نے پٹیشن دائر کی تھی وہ وہاں پر by the order that court اپنی نوکریوں پر بحال ہیں اور انہیں تنخواہ بھی مل رہی ہے لیکن دوسرا جو ہے محکمہ Finance کی observation کی وجہ سے یا تو اس میں court order involve ہو otherwise میں نے جیسے اوپر بیان کیا ہے کہ ان کی تنخواہیں جاری نہیں ہو سکتیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! رانا صاحب جس طرح فرما رہے ہیں وہ بالکل درست ہے کہ لاہور ہائیکورٹ نے انہیں بحال کیا اور صرف ان لوگوں کو بحال نہیں کیا بلکہ وہ چٹھی ہی suspend کر دی جس کے تحت انہیں فارغ کیا گیا تھا۔ گزارش صرف اتنی ہے کہ ان بیلداروں نے جو دس ماہ کام کیا ہے، انہیں تنخواہ نہیں دی گئی۔ مسئلہ یہ نہیں ہے کہ وہ بحال نہیں ہوئے ہیں بلکہ بحال تو انہیں لاہور ہائیکورٹ نے کر دیا۔ کیا وزیر اعلیٰ پنجاب کا آرڈر Finance Department کے order کے ماتحت ہے؟ یہ رانا صاحب فرما دیں۔

جناب سپیکر: اس کا آپ کو بھی پتا ہے اور مجھے بھی پتا ہے، یہ کون سی بات آپ نے کر دی ہے؟ جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ معاملہ جو ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان کی تعداد 545 یا 454 ہے یہ غریب لوگ ہیں، یہ بیلدار ہیں اور یہ کوئی ایسے contract پر نہیں لگے ہوئے ہیں جن کی لاکھوں روپے تنخواہیں ہیں۔ شیر علی خان صاحب جس چٹھی کا فرما رہے ہیں یہ اس کی کاپی مجھے مہیا کریں میں EDO فنانس اٹک کو بُلا کر اس معاملے کو resolve کراؤں گا۔ اس کو آپ اگلے اجلاس تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: یہ خود ہی pending ہو جاتی ہے۔ جی، محترمہ آمنہ الفت!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! اس کو pending کر دیں جیسا کہ انہوں نے کہا ہے۔

جناب سپیکر: اس کو pending کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ انہوں نے آپ کو assurance دے دی ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے وہ غریب لوگ ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ یہ چٹھی جس کا انہوں نے ذکر کیا ہے اس کی کاپی مجھے فراہم کر دی ہے میں E.D.O فنانس اٹک کو بُلا کر اس معاملے کو resolve کرا دوں گا۔ اسے اگلے اجلاس تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ بات آ گئی ہے۔ محترمہ! آپ فرمائیے گا جلدی کریں ٹائم نہیں ہے۔ ہاؤس کا وقت ایک منٹ بڑھایا جاتا ہے۔ جی، جلدی کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میری باری پر آپ کے پاس ٹائم نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جلدی کریں، آپ بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرے ذمہ آپ نے ہی کچھ کام لگائے ہوئے تھے جو لوگوں کے تھے۔ اس سے relevant آپ نے کمیٹیاں بنائی تھیں اور میں نے ان کمیٹیوں میں جو working

کی ہے اسی کے بارے میں، میں بات کرنا چاہتی ہوں۔ مجھے اگر آپ ٹائم نہیں دیں گے تو یہ کام بیچ میں اسی طرح ادھورے رہ جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ جلدی فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ ہماری ان کے ساتھ commitment ہے۔

جناب سپیکر: ٹائم دو منٹ اور بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ ٹائم بڑھا دیں مجھے آپ کی commitment کا احساس ہے۔ اگر آپ Penal of Chairmen کے کسی دوست کو بٹھا دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے ان کے ساتھ بلکہ تمام بھائیوں کے ساتھ جو commitment کی ہے ہمیں اس کو honour کرنا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

آپ ٹائم دو منٹ نہ بڑھائیں بے شک آدھ گھنٹہ بڑھا دیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں جو اپنا point صبح سے raise کرنے کے لئے بیٹھی ہوں وہ میں جلدی جلدی بیان کرتی ہوں۔ ابھی شیخ علاؤالدین نے جو قرارداد پیش کی ہے اسی سے relevant ایک انتہائی اہم point ہے جو آپ کے نوٹس میں لانا چاہتی ہوں۔ یہ میرے پاس ایک سوئی گیس کا بل ہے جس کی رقم 53 ہزار روپے ہے۔ ایسے ہزاروں بل ہیں جس کی وجہ سے لوگ بل pay نہیں کر سکے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ قرارداد تو پاس ہو چکی ہے، اب اس کا کیا کرنا چاہتے ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! ان کے میٹر کٹ گئے ہیں اور میں نے صرف یہ نوٹس میں لانا ہے کہ ان کی کم از کم گیس بحال کرائی جائے۔

جناب سپیکر:پلیز،آپ میری بات سنیں،ایک قرارداد آپ نے پاس کردی ہے اب اس پر اور کیا کرنا چاہتی ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!میں نے آپ کے سامنے 58ایس ایس فزیکل ایجوکیشن کا مسئلہ پیش کیا تھا۔اس سلسلہ میں،میں نے ایک سوال نمبر180 دیا تھا اسی طرح کا ایک اور سوال نمبر 14 میاں نصیر احمد صاحب کی طرف سے تھا جن کا جواب ہاؤس میں غلط دیا گیا تھا تو میں نے اس وجہ سے تحریک استحقاق جمع کروائی تھی جو معلوم نہیں کیوں نامنظور ہو گئی تھی۔16۔فروری کو ایجوکیشن کے سوالات تھے میں نے ان 58لوگوں کے بارے میں دوبارہ بات کی تھی تو وزیر قانون نے کہا تھا کہ آپ جا کر میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن سے مل لیں۔

جناب والا!ان لوگوں کی زندگی اور موت کا سوال ہے کیونکہ انہیں ان کے حق سے محروم کیا جارہا ہے۔مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب مجھے کل بھی نہیں ملے اور آج بھی نہیں ملے۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین جناب محمد وارث کلو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین:جی،محترمہ!بات جاری رکھیں۔ہاؤس کا وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر
فزیکل ایجوکیشن میں 58ایس ایس کی ترقی
کے معاملہ کو متعلقہ کمیٹی کے سپرد کرنے کا مطالبہ

محترمہ آمنہ الفت:جناب چیئرمین!میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں اور میں آپ کے نوٹس میں یہ لانا چاہتی ہوں کہ 58ایس ایس فزیکل ایجوکیشن کی ترقیاں رُکی ہوئی ہیں اور ان کے جونیئر ان سے آگے نکل گئے ہیں۔وزیر قانون صاحب کے نوٹس میں وہ سارا معاملہ ہے اور پرسوں جب میں نے یہ معاملہ اٹھایا تھا تو اس میں وزیر قانون نے کہا تھا کہ اسے کمیٹی کو refer کرنے کی ضرورت نہیں ہے آپ جا کر متعلقہ وزیر میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن سے مل لیں۔میں کل بھی ان کے آفس گئی تھی تو ان کا آفس بند تھا اور میں نے اس دن بھی یہ بات کی تھی کہ جب ہم بات کرنے کے لئے جاتے ہیں تو اکثر

اجلاس کے فوراً بعد لوگ نکل جاتے ہیں۔ میں آج بھی گئی ہوں تو وہ آج بھی available نہیں تھے۔ ایک کام بڑی مشقت اور محنت سے تیار کر کے ہاؤس میں لایا جاتا ہے اس پر ٹائم بھی spend ہوتا ہے۔ ایک مسئلے کے حل پر آٹھ آٹھ، دس دس مہینے لگ جاتے ہیں اور وہ معاملہ بیچ میں لٹک جاتا ہے۔ میری گزارش تھی کہ اس کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ اس کا کوئی proper solution نکل سکے اور ان لوگوں کا مسئلہ حل ہو تاکہ انہیں ان کی رُکی ہوئی ترقیاں ملیں۔

جناب والا! میرے پاس گورنمنٹ ٹیکنیکل کالج ریلوے روڈ کی ایک رپورٹ ہے اس کی بھی ایک سپیشل کمیٹی بنائی گئی تھی۔ یہ point اللہ رکھا صاحب نے یہاں پر raise کیا تھا۔ ہم نے اس ٹیکنیکل کالج کا survey کیا تھا اور اس کی رپورٹ آج ہم نے ایک طویل مدت سے بنا کر رکھی ہوئی ہے۔ اس پر ہم نے بہت محنت کی تھی اس کو بھی ابھی تک پڑھنے کی اجازت نہیں ہوئی اور اس پر further کوئی کام نہیں ہوا۔ یہ ہماری محنت رائیگاں جا رہی ہے اس پر کوئی کام نہیں ہوا۔۔۔

جناب چیئرمین: شکریہ محترمہ۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! جہاں تک محترمہ کا یہ گلہ ہے کہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب ان کو available نہیں ہوئے۔ اگر ان کے available ہونے سے مسئلہ حل ہو سکتا ہے تو میں آج ہی ان کو trace out کر کے ان کی میٹنگ کروا دیتا ہوں۔ باقی دوسری جو انہوں نے بات کی ہے وہ میرے knowledge میں نہیں ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اب سپیشل کمیٹیوں والا مسئلہ ختم ہونا چاہئے۔ اگر کوئی معاملہ اس قابل ہے کہ اس نے کمیٹی کو refer ہونا ہے تو ایجوکیشن کی جب سٹینڈنگ کمیٹی موجود ہے تو اس کو وہاں refer کریں تاکہ ان کے بھی اجلاس ہوں اور وہ لوگ بھی کام کریں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، محترمہ! میں اس میں تھوڑا سا یہ عرض کر دوں کہ جس طرح لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ آپ کا جو ایس ایس کا مسئلہ ہے اس سلسلے میں آپ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب سے مل لیں۔ رانا صاحب! آپ انہیں ملا دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ positive thinking کے ساتھ settle ہو جائے گا۔ محترمہ! رہا آپ کا دوسرا مسئلہ، تو اللہ خیر کرے جب اگلا issue

اجلاس آجائے گا اس میں آپ تحریری طور پر لے کر آئیں۔ اس طرح اگر آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں گی تو کوئی چیز cogent نہیں بنے گی۔ اس میں آپ جو بھی چیز لانا چاہتی ہیں، آپ تحریک التوائے کار لانا چاہتی ہیں یا جس بھی طریقے سے لانا چاہتی ہیں وہ لے آئیں۔ وہ ہاؤس decide کرے گا اور وہ ایجوکیشن کمیٹی کے سپرد ہو جائے گا۔ اس طرح آپ کا issue discuss ہو جائے گا۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! بے حد شکریہ۔ میں نے ایک نہایت اہم موضوع پر کل تحریک التوائے کار جمع کروائی تھی۔ وہ ولیم رابرٹ کے بارے میں ہے جو علم دوست اور انسان دوست شخص تھا۔ وہ زرعی کالج فیصل آباد کا پرنسپل تھا اور اس کی علمی دوستی پر۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! آپ میاں صاحب کو یہ تحریک التوائے کار out of turn پڑھنے کی اجازت دے دیں اور اس کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending کر دیں تا کہ اس کا مفصل جواب آ سکے۔

تحاریک التوائے کار

(۔۔۔جاری)

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، میاں صاحب! آپ وہ تحریک پڑھ لیں۔

رابرٹس ایگریکلچر ریسرچ ٹرسٹ کی انتظامیہ کی جانب سے زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں زیر تعلیم مستحق طالبعلموں کے وظائف بند کرنے سے طلباو طالبات کو پریشانی کا سامنا

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! بے حد شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

مسئلہ یہ ہے کہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے طلباء، اساتذہ اور سول سوسائٹی میں فکر و نظر رکھنے والوں نے ٹیلیفون اور پیغامات کے ذریعے زیر دستخطی کو مطلع کیا ہے اور اپنے تحفظات سے بھی آگاہ کیا ہے کہ سر ولیم رابرٹس (مرحوم پر اللہ تعالیٰ غریق رحمت کرے) نے رابرٹس ایگریکلچر ریسرچ ٹرسٹ قائم کیا تھا جو سابق زرعی کالج فیصل آباد اور موجودہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے زیر تعلیم مستحق غریب طلباء کو سر ولیم رابرٹس سکالرشپ دیتا تھا۔ متذکرہ وظائف زرعی کالج فیصل آباد و زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے بی ایس سی، ایم ایس سی اور زرعی ریسرچ کرنے والے پی ایچ ڈی طلباء کو جاری کئے جاتے تھے جن سے بے شمار غریب و مستحق طلباء فیض پاتے تھے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے تین وائس چانسلر صاحبان جن میں سے موجودہ وائس چانسلر بھی شامل ہیں ان وظائف کی بدولت ہی پی ایچ ڈی کی ڈگریوں کے حامل ہیں۔ متذکرہ سر ولیم رابرٹس سکالرشپ کو ٹرسٹیوں نے بند کر دیا ہے۔ سر ولیم رابرٹس سکالرشپ کی بندش سے زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے طلباء، اساتذہ نیز سول سوسائٹی کے اہل دل، اہل نظر اور اہل فکر طبقہ میں بھی شدید بے چینی اور اضطراب پیدا ہو گیا ہے اور مطالبہ کیا گیا ہے کہ سر ولیم رابرٹس ایگریکلچر ریسرچ ٹرسٹ کے ریکارڈ کو جو اب پبلک پراپرٹی ہے حکومت اپنے قبضہ میں لے کر ٹرسٹ اور ٹرسٹیوں کے معاملات کا آڈٹ کروائے اور تفتیش کروائے۔ یہ امر بھی قابل ذکر اور قابل توجہ ہے کہ سر ولیم رابرٹس ایک عظیم انسان دوست اور علم دوست شخص تھے جو دردِ دل بھی رکھتے تھے اور زرعی کالج فیصل آباد کے پرنسپل تھے، ریٹائرمنٹ کے بعد حکومت وقت نے ان کی علمی خدمات کے اعتراف میں رحیم یار خان اور خانیوال میں کثیر زرعی رقبہ جات عطا کئے تھے۔ انتظام و انصرام کے لئے سر ولیم رابرٹس نے خانیوال میں مرکزی دفتر قائم کیا تھا۔ سر ولیم رابرٹس ایگریکلچر ریسرچ ٹرسٹ بھی انہی کا قائم کیا ہوا تھا جو سر ولیم رابرٹس سکالرشپ جاری کرتا تھا متذکرہ سکالرشپ بند کئے جانے پر طلباء و اساتذہ اور سول سوسائٹی میں بے چینی اور اضطراب پیدا ہونے پر استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین! میں تھوڑا سا brief بھی دینا چاہتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئر مین! یہ brief وغیرہ چھوڑیں۔

جناب چیئر مین: آپ کی تحریک pending ہو رہی ہے تو یہ next session میں آ جائے گی۔ آپ اس وقت بول لینا۔ ٹھیک ہے ناں!

میاں محمد رفیق: بے حد شکریہ۔

جناب چیئر مین: جناب طاہر اقبال چودھری!

زکوٰۃ کمیٹیوں کی عدم تشکیل سے لاکھوں مستحقین زکوٰۃ کی فاقہ کشی

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب چیئر مین! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 09-02-18 کی خبر کے مطابق پنجاب میں 8 ماہ گزر جانے کے باوجود زکوٰۃ کمیٹیوں کی تشکیل نہ ہونے سے لاکھوں مستحقین فاقوں مرنے لگے، پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) کی محاذ آرائی کی وجہ سے نئی کمیٹیاں تشکیل نہیں دی جا سکیں۔ ان 25,000 کمیٹیوں کی مدت جون 2008 میں ختم ہو گئی تھی۔ صورتحال یہ ہے کہ 11 لاکھ مستحقین زکوٰۃ اور 6 لاکھ مستحقین گزارہ الاؤنس سے محروم ہیں۔ شادی گرانٹ نہ ملنے کی وجہ سے درجنوں بچیاں والدین کے گھر بیٹھے رخصتی کے انتظار میں ہیں۔ عوام میں شدید تشویش پائی جاتی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئر مین: جی، لاء منسٹر! آپ بات کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئر مین! یہ واقعی بہت اہمیت کا حامل معاملہ ہے۔ ان کا source وہ ایک اخباری خبر ہے۔ اس کو آپ next session کے لئے pending کر دیں۔ اس پر متعلقہ ڈیپارٹمنٹ سے جواب لے کر اس معاملے میں اگر کوئی دقت ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کو resolve کروائیں گے۔

جناب چیئرمین: اس میں تھوڑی سی عرض کر دوں۔اس میں تھوڑا سا اگر ممکن ہو، میری استدعا ہے کہ آپ کا یہ issue بہت valid ہے اور اس کو settle down ہونا چاہئے اور واقعتاً ہم سب لوگ حلقوں سے آئے ہیں وہاں کا یہ burning problem ہے لیکن اس میں آپ نے جس چیز کو highlight کیا ہے اس کو آپ delete کر دیں، یہ میری استدعا ہے۔یہ جو آپ نے فرمایا ہے کہ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) کی محاذ آرائی کی وجہ سے نئی کمیٹیاں تشکیل نہیں دی جا سکیں اس میں آپ یہ لکھ دیں کہ بوجوہ کمیٹیاں تشکیل نہیں دی جا سکیں، یہ میری استدعا ہے۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب چیئرمین! یہ جو معاملہ ابھی تک لٹکا ہوا ہے اس کی۔۔۔

جناب چیئرمین: طاہر صاحب! میں نے اس پر بحث کے لئے نہیں کہا۔میں نے بڑے اچھے انداز میں کہا ہے۔آپ نے ایک خوبصورت ہوم ورک کیا ہے اور آپ نے صحیح input دی ہے تو آپ صرف ایک لفظ لکھ دیں۔(شور وغل)

اگر تو اس کو politicize کرنا ہے۔۔۔اس کو politicize نہ کریں۔اگر آپ ایسا کریں گے تو یہ خدمت نہیں ہو گی۔آپ اس کو positive طریقے سے پیش کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! انہوں نے جس طرح سے اس کو draft کیا ہے اس طرح سے انہوں نے پڑھ دیا ہے۔یہ آپ pending فرما دیں تو اس کا جب جواب دیں گے تو اس aspect کو بھی دیکھ لیں گے اور اس کا بھی جواب دے دیں گے کہ آیا اس میں کوئی جڑ کہیں اور جگہ پر ہے یا اس جگہ پر ہے۔

جناب چیئرمین: میں اسی چیز سے avoid کرنا چاہتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! ٹھیک ہے، آپ ان سے amendment نہ کروائیں۔جس طرح انہوں نے draft کی ہے آپ اس کو pending فرمائیں۔اس کا جواب دے دیں گے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب چیئرمین! لاء منسٹر صاحب اس چیز کی assurance دے دیں کہ جب next Assembly session ہو گا اس وقت تک کمیٹیاں بن جائیں گی تو ٹھیک ہے اس کی

language جس طرح بھی آپ کرنا چاہتے ہیں، کیونکہ یہ غریب عوام کا مسئلہ ہے، اس کو اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس چیز سے کسی کی دل آزاری ہو رہی ہے تو وہ ہم withdraw کر دیتے ہیں مگر یہ غریبوں کا issue ہے اس طرح سے اس میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے ۔ لاء منسٹر صاحب یہ assurance دے دیں کہ اگلے اسمبلی سیشن تک کمیٹیاں بن جائیں گی۔

جناب چیئرمین: اعجاز صاحب! ایک منٹ ٹھہریں، یہ point رانا صاحب نے raise کیا ہے نہ ہی انہوں نے objection raise کیا ہے ۔ یہ آپ دیکھ رہے ہیں، یہ اتنا valid point تھا کہ میں نے اپنے طور پر، چیئر نے mover سے request کی تھی کہ آپ اس کو بوجہ کر لیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ issue politicize نہ ہو بلکہ مسئلہ حل ہو تو اسی لئے میں نے استدعا کی تھی۔ رانا صاحب نے کوئی objection نہیں کیا۔ اگر آپ لوگ نہیں کرنا چاہتے، رانا صاحب نے فرمادیا ہے، اگر آپ کرنا چاہتے ہیں تو آپ اٹھ کر statement دے دیں۔

جناب طاہر اقبال چوہدری: جناب چیئرمین! ہم اس کو politicize نہیں کرنا چاہ رہے، مقصد صرف یہ ہے کہ کمیٹیاں بننی چاہئیں۔

جناب چیئرمین: پھر آپ اس میں amendment کر لیں۔

جناب طاہر اقبال چوہدری: جناب چیئرمین! کر لیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب چیئرمین! میں ایک تحریک out of turn پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، کر لیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! ہم نے تحریک پیش کی ہے ، کمیٹیاں بننی چاہئیں۔

جناب چیئرمین: وہ تو pending ہو گئی ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب چیئرمین! رانا صاحب اگر اس چیز کی assurance دے دیں کہ اگلے سیشن تک یہ کمیٹیاں بن جائیں گی، کم از کم اگلے سیشن تک تو یہ کمیٹیاں بن جائیں۔ اصل میں ہمارا یہ issue غریب عوام کے لئے ہے جس کے ساتھ یہ زیادتی ہو رہی ہے۔ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ لاء منسٹر صاحب اگر یہ assurance دے دیں تو ہم اس کو withdraw بھی کر لیں گے تاکہ یہ کمیٹیاں کم از کم اگلے سیشن تک تو بن جائیں کیونکہ آٹھ ماہ گزر گئے ہیں اور غریبوں کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، ان کو جہیز فنڈ نہیں مل رہا، ان کو health facilities نہیں مل رہیں، ان کو education stipend نہیں مل رہے، ان کو جو ماہانہ الاؤنس ملتا ہے وہ نہیں مل رہا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! اس میں off hand assurance کی بات تو نہیں کی جا سکتی لیکن میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ next session تک بھرپور کوشش ہو گی، میری طرف سے بھی اور محکمہ کی طرف سے بھی کہ اس مسئلے کو حل کیا جائے۔

چودھری محمد شفیق: جناب سپیکر! میں یہ تحریک out of turn پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی!

تحصیل صادق آباد میں پولیس کی غفلت کی وجہ سے علاقہ میں ڈاکوؤں کا راج

چودھری محمد شفیق: جناب چیئرمین! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے کہ صادق آباد تحصیل بالخصوص میرے حلقہ پی پی۔296 میں ڈاکوؤں کا راج ہے اور ڈاکوؤں کی آماجگاہ بن چکا ہے جس سے میرے حلقہ کے باسیوں کی نیندیں حرام ہو چکی ہیں۔ عوام میں خوف و ہراس اتنا زیادہ ہو چکا ہے کہ گھروں سے باہر نکلنا مشکل ہو گیا ہے۔ دن کو سفر کرنے کا تصور ختم ہوتا جا رہا ہے اور رات کو سفر کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اغوا برائے تاوان کی واردات بہت زیادہ ہو چکی ہے۔ صرف فروری کے مہینہ میں میرے شہر صادق آباد میں تیرہ ڈکیتیاں ہوئی ہیں جن کی تھانہ میں رپورٹ درج ہے اور بہت سے چھوٹے واقعات کا تو اندراج ہی نہیں ہے۔ ہماری حکومت اور ہمارے قائد

میاں محمد شہباز شریف کے دور میں ایسی وارداتیں ہونا، ہماری حکومت کو ناکام کرنے کے مترادف ہے۔ پولیس کے آفیسران اپنے دفاتر اور گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور گھر سے باہر نکلنا گناہ سمجھتے ہیں۔ دفتر میں بیٹھے بیٹھے کارروائیاں ڈالتے ہیں، ناتجربہ کاری جرائم کو کنٹرول کرنے میں بڑی رکاوٹ محسوس ہو رہی ہے، عزم اور عملی اقدامات کے نہ ہونے سے جرائم پیشہ افراد دندناتے پھر رہے ہیں۔ میری اس معزز ایوان کے توسط سے حکومت سے یہ درخواست ہے کہ ان حالات کا فوری نوٹس لیا جائے اور تجربہ کار آفیسران کے ذریعے جرائم کی بیخ کنی کی جائے۔ جرائم پیشہ لوگوں، ڈاکوؤں، اغوا برائے تاوان کے مجرموں کا محاسبہ کرنے کے لئے فوری اقدامات اٹھائے جائیں تاکہ میرے حلقہ کے عوام سکون کی زندگی بسر کر سکیں۔

جناب چیئرمین: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! مجھے انتہائی افسوس ہے کہ اس لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لئے ٹائم مقرر تھا اور غالباً دو دن وہ ٹائم رہا اور اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر ہوم ڈیپارٹمنٹ کے سربراہ ہوم سیکرٹری بھی موجود تھے اور پولیس کے سربراہ بھی موجود تھے تو محترم شفیق صاحب کو یہ چاہئے تھا کہ اس دن یہ اپنی دیگر مصروفیات میں سے کچھ ٹائم نکالتے اور جس دن لاء اینڈ آرڈر پر بحث تھی اگر اس دن یہ عمل اور یہ معاملہ میرے اور ہاؤس اور متعلقہ اتھارٹی کے نوٹس میں آتا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کا آج تک حل نکل چکا ہوتا اور اس کا میں جواب دینے کی بھی پوزیشن میں ہوتا لیکن اس کے باوجود کیونکہ میرے بھائی کا concern تھا تو میں نے اسے پڑھ لیا تھا لیکن اس کے باوجود سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارا ایمان ہے کہ اس ہاؤس میں ہر وہ بات ہونی چاہئے جو بھی کسی ممبر کا اپنا ضمیر یہ کہتا ہے کہ یہ بات یہاں ایوان میں کرنی چاہئے تو اس لئے میں نے کہا کہ آپ اس کو out of turn لینا چاہتے ہیں تو اس کو لیں یا پھر اس کو pending فرما دیں۔ اگلے اجلاس میں جس دن یہ take up ہو گی اس کا جواب بھی دیا جائے گا لیکن میں معزز ایوان اور چودھری شفیق صاحب کو یقین دہانی کرواتا ہوں کہ اگر وہاں پر جن آفیسران کو امن وامان کی صورتحال بہتر کرنے کے لئے لگایا گیا ہے اور جیسے انہوں نے فرمایا ہے کہ وہ گھروں میں بیٹھے ہیں اور کام نہیں کر رہے تو اسی وجہ

سے وہاں پر جرائم پیشہ لوگوں کو کھلی چھٹی ملی ہوئی ہے تو انشاء اللہ اسی ہفتہ پوری انکوائری کروا کر اگر یہ بات درست ثابت ہوئی تو ان کے خلاف کارروائی کے لئے اگلے سیشن تک کا انتظار نہیں کیا جائے گا بلکہ اس سے پہلے کارروائی کی جائے اور اگلے سیشن میں اس کا جواب اور رپورٹ پیش کر دی جائے گی۔

جناب چیئرمین: چودھری شفیق صاحب pending کر لیتے ہیں لیکن meanwhile جس طرح رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ اس دوران چونکہ آپ نے اتنی grave nature کی چیزیں بتائی ہیں اور رانا صاحب جس طرح فرما رہے ہیں وہ take up کر لیں گے اور اگلے سیشن تک جب یہ take up ہو گی اس وقت تک کچھ نہ کچھ وہاں ہو چکا ہو گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین!۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، آپ فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! میری عرض یہ تھی کہ جس دن لاء اینڈ آرڈر پر بات تھی تو اس دن جب ہم اپوزیشن بنچوں والے اگر کوئی نشاندہی کرتے تھے کہ یہ کمزوریاں ہیں تو حکومتی بنچوں کے سارے بھائی ہمیں اس طرح دیکھتے تھے کہ جیسے ہم کسی اور ملک، شہر اور گلیکسی کی بات کر رہے ہوں۔ آج چودھری صاحب نے یہ چیز پوائنٹ آؤٹ کی ہے اور بار بار یہ چیز پوائنٹ آؤٹ کی جا رہی ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال خراب ہوتی جا رہی ہے۔ جیسے چودھری صاحب بتاتے ہیں کہ رات کے وقت تو وہاں سفر کرنا ممکن ہی نہیں ہے اور دن کے وقت بھی وہاں سفر کرتے ہوئے انسان سوچتا ہے اور صادق آباد جو میری معلومات ہیں کہ وہ اچھا خاصا بڑا شہر ہے۔ یہ نہیں کہ صادق آباد کہیں پر بالکل کوئی God for sake ایسی جگہ ہے۔ اگر وہاں کا یہ حال ہے تو میرے خیال میں اس میں سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ افسران کی پوچھ گچھ کم ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین: لغاری صاحب آپ نے بڑا صحیح پوائنٹ آؤٹ کیا ہے اور اس میں تھوڑا سا میں بھی عرض کر دوں کہ وہ کہتے ہیں کہ جو پڑوس ہے وہ اچھا نہیں ہے وہ چونکہ چودھری شفیق صاحب کا پڑوس بن جاتا ہے تو وہاں سے بھی کچھ کارروائیاں ہو جاتی ہیں تو اس میں وہ ساری چیز سامنے آ جائے گی، جب

سامنے آجائے گی تو پھر پتا چلے گا تو بہر حال میں یہ سمجھتا ہوں کہ ریکارڈ کے درست کرنے کے لئے لاء اینڈ آرڈر کی پوزیشن پہلے سے بہت بہتر ہے۔۔۔

ایک معزز ممبر: جناب چیئرمین! پھر چودھری صاحب نے غلط بیانی کی ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں، چودھری صاحب نے مخصوص سیکشن اور مخصوص ایریا کی بات کی ہے اور اس میں مخصوص وجوہات ہیں تو وہ بھی میں نے آپ کو بتادی ہیں کہ صادق آباد جہاں کی چودھری صاحب نے بات کی ہے تو وہ سندھ کے بارڈر پر ہے اور سندھ کے ڈاکو وہاں سے حالات خراب کرتے ہیں۔ بہر حال یہ ساری چیز thrash out ہو جائے گی اور رانا صاحب تمام معلومات اگلے سیشن میں لے آئیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! sitting on the Chair, آپ یہ فیصلے نہ کریں کہ یہ بہتر ہے یا یہ نہیں ہے اور neutral رہیں تو زیادہ بہتر ہے۔ اس سے چیئر کی sanctity متاثر ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین: لغاری صاحب! سن لیں کہ چیئر پر بیٹھے ہوئے honestly speaking from core of my heart یہ without prejudice بتا رہا ہوں کہ law and order کی situation پہلے سے بہت بہتر ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! میانوالی میں بم دھماکے نہیں ہو رہے تھے اور بھکر میں نہیں ہو رہے تھے۔ شاید آپ کے علاقے میں بہتر ہو گئی ہو، ہم تو اس کو بہتر نہیں سمجھتے۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب چیئرمین! پچھلے پانچ سال سے ہم آپ کی تقریریں سنتے رہے ہیں کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال جو ہے وہ بہتر ہے اور آج بھی آپ کہہ رہے ہیں تو۔۔۔

جناب چیئرمین: اس میں طاہر صاحب میں آپ کو بتادوں کہ وہ کہتے ہیں کہ ہر وقت بہتری کی گنجائش ہوتی ہے تو اس وقت کے حالات بھی جتنے بہتر تھے اس سے کئی گنا یعنی میں یہ نہیں کہتا اور میں نے تو کوئی الزام نہیں لگایا اور میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ improvement ہوئی ہے۔ اب اس دفعہ improvement ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب چیئرمین!۔۔۔

جناب چیئرمین: جی،

محترمہ خدیجہ عمر: جناب چیئرمین! یہ خادم اعلیٰ صاحب اس بات کا خود اعتراف کر چکے ہیں کہ 40 فیصد لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال خراب ہوئی اور کرائم ریٹ بڑھ گیا ہے تو میرا نہیں خیال کہ اس بات میں کوئی صداقت ہے۔ بہت شکریہ

الحاج محمد الیاس چینوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی۔

الحاج محمد الیاس چینوٹی: جناب چیئرمین! میاں رفیق صاحب نے جو تحریک التوائے کار جمع کروائی ہے اور وہ پڑھی ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں کہ طلبا کو وظائف ملنے چاہئیں لیکن صرف عبارت کی اصلاح ہے کہ اس میں لکھا ہے کہ رابرٹ مرحوم۔ اللہ تعالیٰ غریق رحمت کرے تو گزارش یہ ہے کہ دینی لحاظ سے اور مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں دو لفظ استعمال فرمائے ہیں کہ رحمٰن اور رحیم تو علماء کہتے ہیں کہ رحمٰن جو ہے وہ دنیا کے اعتبار سے ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ مسلمان، کافر انسان اور جانور سب کے لئے رحمٰن ہے لیکن آخرت کے اعتبار سے رحیم ہے اور یہ رحمت صرف مسلمانوں کے لئے خاص ہے اس لئے جو مغفرت اور رحمت کی دعا صرف مسلمان کے لئے کی جا سکتی ہے تو میری گزارش ہے کہ ریکارڈ کو درست کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: جی، ٹھیک ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! میرا جواب دینے کا حق بنتا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ نے جس طریقے سے پیش کرنا تھا آپ نے کر دیا۔ مولانا صاحب نے دینی حوالے سے اپنا اظہار کر دیا ہے۔ لہذا اب میں رائے صاحب سے کہوں گا کہ وہ اپنا پوائنٹ آف آرڈر پیش کریں۔

رائے محمد شاہجہاں خان: شکریہ۔ جناب چیئر مین! مجھے تو اپوزیشن سے صرف اتنا کہنا ہے۔یہ کہہ رہے ہیں کہ سپیکر کو جانبدار نہیں ہونا چاہئے تو آپ اسے سپیکر صاحب کی رولنگ ہی سمجھیں کہ صوبے میں امن وامان کی صورتحال بہتر ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: انھیں چیئر مین کو مخاطب کرنا چاہئے۔

جناب چیئر مین: ہاؤس کا ٹائم پندرہ منٹ مزید بڑھایا جاتا ہے۔جی، اعجاز صاحب! فرمائیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب چیئر مین! اسمبلی میں 14۔اگست کا function ہوا تھا۔اسمبلی ملازمین جو سارا دن آپ کی اور ہماری خدمت کرتے ہیں جناب سپیکر صاحب نے ان کو ایک ماہ کی extra تنخواہ دینے کا اعلان کیا تھا۔اب پھر 14۔اگست آنے والی ہے اور یہ غریب لوگ ہیں۔اگر ان کا بھی کمیٹیوں میں چلتا رہے گا تو پھر ان کے چولہے بھی بند ہو جائیں گے چونکہ ان کا تو کوئی source نہیں ہے۔لہذا میری استدعا ہے کہ آپ اس بارے میں رولنگ دیں اور اسے confirm کرائیں کہ وہ 14۔اگست والا وعدہ اسی ماہ ایفا ہو جائے گا۔

جناب چیئر مین: اعجاز صاحب! کیا ہی اچھا ہوتا کہ جب سپیکر صاحب یا ڈپٹی سپیکر صاحب تشریف رکھتے ہوتے تو آپ یہ فرماتے۔میرے دل کی آواز بھی یہی ہے کہ ان کی مدد کی جائے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ چیئر مین کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے۔شکریہ

پوائنٹ آف آرڈر

ملتان اور دوسرے بڑے شہروں میں ٹریفک وارڈنز کا اختیارات سے تجاوز کرنے سے عوام الناس کو پریشانی کا سامنا

جناب عبدالوحید چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب چیئر مین! وزیر قانون صاحب بھی بیٹھے ہیں آج ایک انتہائی اہم واقعہ رونما ہوا ہے میں اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ وارڈن ٹریفک ٹھیک کرتے، عوام کے لئے سہولتیں اور آسانیاں پیدا کرتے بلکہ یہ تو الٹا عذاب بنتے جا رہے ہیں۔انھوں نے پچھلے دنوں ہمارے ایم این اے صاحب کے ساتھ ملتان میں بدتمیزی کی۔آج پھر

وہاں پینتیس چالیس وارڈن اکٹھے ہو گئے اور ایم این اے کے بھائی کو physically مارا۔ میں کل کی بات بتاتا ہوں کہ کل میرے ایک ووٹر نے مجھے فون کیا کہ وارڈن صاحب میرے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں آپ اس سے بات تو کریں۔ پہلے تو تین دفعہ وارڈن نے مجھ سے بات نہیں کی پھر میں نے اسے کہا کہ اگر یہ غلط کر رہا ہے تو آپ اس سے بدتمیزی نہ کریں بے شک چالان کر دیں تو اس نے مجھے کہا کہ آپ بکواس بند کریں۔ یہ کل کا واقعہ ہے کہ اس نے مجھے کہا کہ بکواس بند کریں۔ کچھ دن پہلے میں فیروزپور روڈ پر آ رہا تھا تو تین چار وارڈنز نے ہماری ایم پی اے بہن کو گھیرا ہوا تھا میں نے دیکھا تو وہاں رک گیا اور ان سے کہا کہ بھائی کیا مسئلہ ہے اور کہا کہ یہ ایم پی اے ہیں کم از کم آپ تمیز کے لہجے میں تو بات کریں۔ ہم آپ کو چالان کرنے سے نہیں روکتے لیکن آپ behaviour تو ٹھیک رکھیں۔ میں وزیر قانون کی توجہ چاہوں گا کہ آج ملتان میں وارڈن نے تشدد بھی کیا۔ میں نے اس سلسلے میں ایس پی سے بھی بات کی ہے۔ مجھے بتایا جائے کہ وارڈن کس لئے بھرتی کئے تھے، یہ کیا ہو رہا ہے؟ وارڈن بدمعاش بھرتی ہو گئے ہیں انھیں ٹھیک کیا جائے۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! اگر محترم اس سلسلے میں کوئی تحریر لے آئیں تو ٹھیک ہے ورنہ میں اسے concede کرتا ہوں اور آپ کے پاس power ہے کہ آپ اسے straight away مجلس استحقاقات کو refer کر دیں اور مجلس استحقاقات in detail اس معاملے کو دیکھے اور جتنے آدمی بھی قصوروار ہے اور جس آدمی کے متعلق انھوں نے کہا کہ اس نے ٹیلی فون پر ان سے بھی بدتمیزی کی ہے ان تمام آدمیوں کو sort out کر کے رپورٹ کرے گی تو ان کو وہاں سے نکالا جائے گا اور وہاں ایسے لوگ رہیں گے جو لوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آئیں۔

جناب چیئرمین: آپ لکھ کر دے دیں۔

محترمہ طیبہ ضمیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ طیبہ ضمیر قریشی صاحبہ!۔۔۔ مہر صاحب! محترمہ کے بعد آپ کو موقع دیا جائے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! یہاں پر جتنے معزز ممبران موجود ہیں میں آپ کی وساطت سے انہیں یقین دلانا چاہتا ہوں کہ جب آپ یہ پوچھیں گے کہ کسی اور ممبر نے بات کرنی ہے، جب آگے سے آواز آئے گی کہ کسی نے نہیں کرنی پھر ہم جائیں گے اس لئے وہ one by one بات کریں تاکہ بہتر انداز میں بات آگے چلے۔

جناب چیئرمین: جی، جب ان کی تسلی ہو جائے گی۔جی، محترمہ قریشی صاحبہ!

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب چیئرمین! ابھی جو سارجنٹس کا معاملہ اٹھایا گیا ہے میری رائے ہے کہ ان کا بھی کوئی اخلاقی refresher course ہونا چاہئے اور پولیس کی بھی تھوڑی سی اخلاقی تربیت کر دی جائے تو حالات بہت بہتر ہو جائیں گے۔ gradually performance اور عوامی مسائل درست ہو رہے ہیں۔اس میں کچھ پولیس کے بھی مسائل ہیں جس طرح پٹرول مہنگا ہو چکا ہے لیکن پولیس کی گاڑیاں جنھوں نے ملزمان کو پکڑنا اور بھاگ دوڑ کرنی ہوتی ہے یہ بات ان کے آڑے آ رہی ہے۔ ہمیں آبادی کے اعتبار سے ان کی بھرتی کرنی چاہئے۔پولیس کی نفری بہت کم ہے لہذا نفری میں اضافہ کرنا چاہئے۔۔۔

جناب چیئرمین: پوائنٹ آف آرڈر پر اتنی لمبی بات نہیں ہو سکتی۔آپ کی تجویز آ گئی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: یہ تو لاء اینڈ آرڈر پر بحث کر رہی ہیں۔

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب چیئرمین! جو gangs پکڑے گئے procession ان کی ضمانتیں جلدی نہ ہونے دے۔

جناب چیئرمین: شکریہ

محترمہ طیبہ ضمیر: جو ملزمان باہر بھاگ جاتے ہیں اس سلسلے میں پولیس ہوم ڈیپارٹمنٹ سے رابطہ کرتی ہے لیکن۔۔۔

جناب چیئرمین: شکریہ

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب چیئرمین! میرا ایک اور پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ کشف فاؤنڈیشن میں عوام بہت سے مسائل میں مبتلا ہے۔انھوں نے interest پر loaning کی ہے۔میں نے منسٹر صاحب کے کہنے پر تحریک التوائے کار جمع کروائی تھی لہذا میری استدعا ہے کہ وہ تحریک کمیٹی کو refer کر دی جائے تاکہ جس طرح شیخ علاؤالدین صاحب نے money laundering کا point اٹھایا وہ بھی اس کمیٹی میں شامل ہو جائے اور اسے بھی دیکھ لیا جائے کیونکہ اس میں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں لوگ مسائل زدہ ہو چکے ہیں۔اس سے ان کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! محترمہ اس تحریک کی کاپی مجھے فراہم کر دیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! تحریک کی کاپی رانا صاحب کو دے دیں۔جی، مہر اشتیاق صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

مہر اشتیاق احمد: شکریہ۔جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ پنجاب اسمبلی کے ہونہار محمد ارشد علی کی طرف دلانا چاہتا ہوں وہ یہاں پر جونیئر کلرک ہیں اور انھوں نے دوران ملازمت ہی ایف اے، بی اے اور ایم فل پولیٹیکل سائنس کیا ہے۔میں اسے نہ صرف اسمبلی کی طرف سے مبارکباد دینا چاہتا ہوں بلکہ یہ بھی چاہوں گا کہ اسے ڈائریکٹر یا ڈپٹی ڈائریکٹر کے عہدے پر تعینات کیا جائے۔مضمون نویسی میں بھی اس بچے نے پاکستان میں اول پوزیشن حاصل کی ہے۔شکریہ

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب! مجھے جواب تو دے لینے دیں۔شیر علی صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔مہر صاحب! میں اور پورا ہاؤس بھی اسے مبارکباد پیش کرتا ہے، بچے نے بہت اچھا کام کیا ہے۔ آپ نے جو دوسری بات فرمائی ہے اس میں یہ ہے کہ There are certain rules and

rules and کے service جب وہ service میں enter ہوتے ہیں تو regulations ہوتے ہیں۔اگر کوئی آدمی qualification improve کر لیتا ہے تو ہر ڈیپارٹمنٹ اس کا benefit دیتا ہے تو جو بھی ہو گا وہ تو اسے automatically ملتا ہے۔جہاں تک out of way جا کر اس بچے کو out of turn کچھ دینے کا سلسلہ ہے وہ میرے purview میں نہیں آتا۔وہ سپیکر صاحب جانیں، ان کا ہاؤس جانے، وہ ان کا کام ہے۔شکریہ۔جی، شیر علی صاحب!

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، شیر علی خان صاحب! آپ فرمائیں۔

پنجاب میں سینٹرز کو بلا مقابلہ منتخب کرنے پر تمام پولیٹیکل پارٹیوں کے سربراہان کو خراج تحسین پیش کرنا

جناب شیر علی خان: شکریہ۔جناب چیئر مین! یہاں بہت senior parliamentarians موجود ہیں، میں سارا دن انتظار میں رہا، میرا خیال تھا کہ یہ بات کوئی senior معزز ممبر کرے گا۔آخر یہ بات بھی مجھے ہی کرنی پڑی کہ پنجاب میں ایک بہت اچھی روایت ڈال دی گئی ہے۔سینٹ کے الیکشن کے سلسلے میں تمام گیارہ سینٹ کے ممبران جو elect ہونے تھے وہ unopposed elect ہو گئے ہیں میں اس سلسلے میں تمام پارٹیوں کے سربراہان کو مبارکباد دیتا ہوں۔خصوصاً چودھری شجاعت حسین کو senator بننے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔میں میاں محمد نواز شریف، جناب آصف علی زرداری اور چودھری شجاعت حسین صاحب کو اس بردباری پر خراج تحسین بھی پیش کرتا ہوں۔میرا خیال ہے کہ اگر پنجاب میں اس طرح کی مثبت روایات رہیں، مل جل کر چلنے کی کوششیں ہوتی رہیں تو بہت مثبت نتائج نکلیں گے کیونکہ جو صورتحال آج ہمارے ملک کو در پیش ہے اس سے نکلنے کے لئے cohesion کی بہت سخت ضرورت ہے۔میں تمام ممبران سے بھی گزارش کروں گا کہ جس طرح ہمارے لیڈروں نے بردباری کا ثبوت دیا ہے اسی طرح ہمیں بھی آپس میں برداشت اور بردباری کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

جناب چیئرمین: میں اس وقت رانا اقبال صاحب کی جگہ پر اجلاس کی صدارت کر رہا ہوں۔ چونکہ وہ کافی شعر کہتے رہتے ہیں تو اس حوالے سے میں بھی ایک شعر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

اپنے اپنے بے وفاؤں نے ہمیں یکجا کیا
ورنہ تُو میرا نہ تھا اور میں تیرا نہ تھا

یہ اپنے اپنے مفادات کی بات ہے کہ سارے اکٹھے ہوئے ہیں۔ جی، لغاری صاحب! آپ فرمائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! آپ بھی بردباری کی بات کر دیتے تو بہت اچھا تھا۔ آپ نے ایک اچھی بات کو negative کر دیا۔

جناب شیر علی خان: جناب چیئرمین! میں صرف آپ کی وساطت سے رانا ثناء اللہ صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اس سلسلے میں وہ بھی کچھ فرما دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! شیر علی خان صاحب نے جو بات کی ہے یہ درست ہے کہ انھوں نے تمام سیاسی قیادت کو مبارکباد پیش کی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس مبارکباد کا اصل حق دار پاکستان کا electronic and print media ہے جنھوں نے عوام کے شعور کو اس حد تک اُجاگر کر دیا ہے کہ اب کوئی بھی سیاسی لیڈر یا سیاسی پارٹی ہو وہ یہ سمجھتی ہے کہ اگر اس نے اپنے طے شدہ mandate سے تجاوز کرنے کی کوشش کی، ہارس ٹریڈنگ میں ملوث ہوئی تو وہ اپنی credibility کھو دے گی اور وہ politically اپنا نقصان کرے گی۔ یہ وہ sense ہے جو کہ لوگوں پر حاوی ہوئی ہے۔ اس حوالے سے discussions ہوئی ہیں اور اس کے بعد ہر کسی نے یہ سمجھا ہے کہ اس کا جتنا حق بنتا ہے وہ اسی تک اپنے آپ کو محدود رکھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اصل مبارکباد کے حق دار پاکستان کے عوام اور میڈیا ہے جس نے عوام کے شعور کو بلند کیا ہے۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر زمرد صاحبہ!

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے عملہ کو تنخواہ اور طالبعلموں کو وظائف کی عدم ادائیگی

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب چیئرمین! یہاں پر میں آپ کی توجہ ایک بہت اہم مسئلہ کی طرف دلوانا چاہتی ہوں۔ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد جو کہ پاکستان کی ایک بہت بڑی یونیورسٹی ہے وہاں کے پڑھے ہوئے طالب علم پورے پاکستان میں خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ وہاں پر پچھلے چھ مہینے سے ایک problem چل رہا ہے۔ ان کی salaries کا جو بجٹ HEC کی طرف سے آنا ہوتا ہے اور وہ quarterly pay کرتے ہیں لیکن پچھلے چھ مہینے سے انھیں salaries کا بجٹ نہیں دیا جا رہا۔ ان کو صرف 25 فیصد بجٹ ملا ہے جس کی وجہ سے وہ کافی زیادہ مسائل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ انھیں evening classes کی مد میں جو پیسے آتے ہیں اس میں سے وہ اپنی تنخواہیں ادا کر رہے ہیں۔ ان کی تنخواہوں کا ماہانہ بجٹ تقریباً دو کروڑ روپے ہے۔ جس طرح سے میاں محمد شہباز شریف، وزیر اعلیٰ پنجاب نے war footing پر تعلیم کے فروغ کے لئے کام شروع کیا ہوا ہے تو اس جانب بھی توجہ دی جائے۔ یہ یونیورسٹی پنجاب میں ہے اس لئے kindly HEC کو پابند کیا جائے کہ وہ اس یونیورسٹی کے مسائل کو حل کرے۔

جناب چیئرمین: Higher Education پنجاب کے تحت نہیں ہے یہ مرکز کے کنٹرول میں ہے اور ساری یونیورسٹیوں کو فنڈز وہیں سے آتے ہیں۔ آپ اس حوالے سے کوئی قرارداد لے آئیں تاکہ یہاں پر discuss ہو جائے۔ پوائنٹ آف آرڈر پر as such یہاں سے کوئی instructions نہیں دی جا سکتیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب چیئرمین! محترمہ نے جو بات کی ہے وہ بڑی جائز اور صحیح ہے۔ زرعی یونیورسٹی نہایت اہم ادارہ ہے۔ میں نے پہلے بھی اس حوالے سے بات کرنے کی کوشش کی ہے اور میرا ایک سوال بھی اسی حوالے سے آ رہا ہے۔ 2008 کا الیکشن شیڈول آنے کے بعد جو صاحب آپ کی اس کرسی پر براجمان تھے، پچھلی اسمبلی کے جو سپیکر تھے انھوں نے وہاں پر تقریباً ساڑھے چار سو ایڈہاک ملازمین بھرتی کروائے۔ جن کو کروڑوں روپے تنخواہ دیتے ہوئے اس یونیورسٹی کی کمر دہری ہو

گئی ہے۔اب ان کو نکالنا ایک وبال جان بنا ہوا ہے۔وہاں پر بے انتہا بے ضابطگیاں ہوئی ہیں۔سیکرٹری زراعت نے انکوائری کی ہے جس کا ابھی تک کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ان ساڑھے چار پانچ سو لوگوں کو خلاف قانون، خلاف نظام ملازمتیں دینے کی وجہ سے یہ یونیورسٹی مفلوج ہو گئی ہے۔میری بہن نے جو بات کی ہے واقعی یہ بالکل صحیح ہے۔وہاں سکالرشپ بند ہو گئے ہیں اور کئی دوسرے معاملات بھی رُک گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: راناصاحب!اس سلسلے میں ڈاکٹر صاحبہ یا آپ کوئی قرارداد یا تحریک لے آئیں تاکہ یہاں اس سارے معاملے کے بارے میں بحث ہو جائے۔آپ نے ساڑھے چار سو ملازمین کو ناجائز طریقے سے بھرتی کرنے کی بات کی ہے۔یہ بہت grave issue ہے۔بقول آپ کے اگر یہ ساڑھے چار سو لوگ incompetent رکھے گئے ہیں تو یہ ایک grave قسم کی irregularity ہے۔اس کے لئے آپ کوئی قرارداد یا تحریک لے آئیں، وہ یہاں ہاؤس میں discuss ہو جائے گی اور اس کے بعد ہی کوئی فیصلہ ہو سکے گا۔اجلاس کا وقت 15 منٹ مزید بڑھایا جاتا ہے۔جی، چودھری ندیم خادم صاحب!

ضلع جہلم میں کرپٹ پٹواریوں کے خلاف وزیراعلیٰ کے حکم پر عملدرآمد میں متعلقہ افسران کی لاپرواہی

چودھری ندیم خادم: جناب چیئرمین!میں اس ایوان کی توجہ ایک نہایت ہی اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میرا تعلق ضلع جہلم سے ہے۔میاں محمد شہباز شریف صاحب کے حکم سے محکمہ مال کے کرپٹ پٹواریوں کے خلاف crack down شروع کیا گیا۔ہمارے ضلع میں جو پٹواری suspend ہوئے وہ ریکارڈ سمیت آج تک غائب ہیں۔انھوں نے وہ ریکارڈ اپنے دفتر میں جمع کروایا ہے اور نہ ہی وہ خود حاضر ہو رہے ہیں۔وزیراعلیٰ صاحب کے حکم پر عملدرآمد نہیں ہو رہا۔میں آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہتا ہوں

کہ میاں محمد شہباز شریف صاحب کی یہ جو عوام دوست پالیسی تھی، یہ جو عوام دوست فیصلہ تھا ہمارے ضلع کے اعلیٰ افسران اس پر عملدرآمد کیوں نہیں کر رہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! جن کرپٹ پٹواریوں کو فارغ کیا گیا ہے ان کے بارے میں یہ تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہ اپنا ریکارڈ لے کر بھاگ جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان پٹواریوں کا کوئی کمال یا قصور نہیں ہے بلکہ یہ تو ڈی او آر جہلم کا قصور ہے کہ اس نے اب تک اس پر کوئی کارروائی نہیں کی ہے۔ اگر ایسا ہے تو ان کے خلاف فوری طور پر پرچے درج ہونے چاہئیں اور پولیس ان کو پکڑ کر ریکارڈ recover کرے۔ میرے علم میں تو یہ بات ابھی آئی ہے۔ میں ابھی اجلاس کے بعد DOR جہلم سے بات کر کے اس معاملے کو resolve کرواتا ہوں۔

چودھری ندیم خادم: جی، بہت شکریہ۔ ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے۔

جناب چیئرمین: جی، میاں اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب چیئرمین! سرکاری ملازمین کے دو چھوٹے چھوٹے issues ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج اجلاس کا شاید آخری دن ہے اس لئے میں آپ کے توسط سے رانا صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ سرکاری ملازمین کا Benevolent Fund ہوتا ہے جس سے ان کے بچوں کو وظائف دیئے جاتے ہیں۔ وظیفہ کے لئے درخواست دینے کی 7۔مارچ آخری تاریخ ہے۔ پہلے جو criteria تھا اس میں 50 فیصد نمبر رکھے گئے تھے اب اس کو بڑھا کر 60 فیصد کر دیا گیا ہے۔ اس وجہ سے ملازمین کے بہت سارے بچے اس وظیفے سے محروم ہو گئے ہیں۔ پرانے criteria کو اگر بحال کر دیا جائے تو غریب ملازمین کے بچے بھی مستفید ہو جائیں گے۔ ویسے بھی یہ ان کا اپنا ہی فنڈ ہے اس لئے میں آپ کی وساطت سے رانا صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اسے 50 فیصد ہی رکھا جائے۔ دوسری میری ایک گزارش ہو گی کہ وفاقی حکومت کے گریڈ ایک سے سولہ تک کے سرکاری ملازمین جو سرکاری رہائش گاہوں میں رہتے ہیں ان کی تنخواہ میں سے ہاؤس رینٹ الاؤنس کے علاوہ 5 فیصد ان کی تنخواہ میں سے deduct ہوتے تھے۔ فیڈرل گورنمنٹ نے یہ deduction ختم کر

دی ہے۔آپ کی وساطت سے میری رانا صاحب سے یہ گزارش ہوگی کہ پنجاب کے جو سرکاری ملازمین ہیں ان کی بھی 5 فیصد deduction ختم کر دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! یہ دونوں معاملات جو ہیں اس بات کے متقاضی ہیں کہ ان کو یہ تحریک التوائے کار یا resolution کے ذریعے لے آئیں اس پر محکمے کا ایک اپنا نقطہ نظر اور مؤقف ہوگا اس کو پھر House میں دیکھ لیا جائے گا کہ کون سا مؤقف زیادہ قرین قیاس ہے اس کے مطابق فیصلہ ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین: شکریہ

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب والا! وظیفے کے لئے درخواستیں جمع کروانے کی آخری تاریخ 7-مارچ 2009 ہے۔اس کے بعد ان کے والدین یہ afford نہیں کر سکیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اگر ایسا ہے تو کم از کم یہ معاملہ ہمارے نوٹس میں نہیں تھا۔اس میں پھر سارا قصور جناب اعجاز شفیع صاحب کا ہے۔2-فروری سے اجلاس شروع ہے اور اب ان کو اس بات کا خیال آیا ہے، پہلے یہ کیا کرتے رہے ہیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب والا! میں وزیر قانون صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ اس کو emergency basis پر کروا دیں کیونکہ اس میں ہمارا کوئی ذاتی مفاد نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! اب اس میں ایسا ہو سکتا ہے کہ محترم آج اس پر تھوڑی سی محنت کریں۔ اس مسئلے پر ایک تحریک التوائے کار بنا کر جب اجلاس prorogue ہوگا تو آفس میں جمع کروا دیں اور اس کی ایک کاپی اپنے طور پر مجھے فراہم کر دیں تاکہ میں اس کا جواب محکمے سے دو تین دن میں لے کر ان سے بھی بات کر لوں گا اور اگر اس میں کوئی بہتری ہو سکتی ہے تو ہمیں ضرور کرنی چاہئے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب چیئر مین! میں یہاں پر دو باتیں کہنا چاہوں گا ایک تو یہ کہ میں کوئی مناظرہ بھی نہیں کرنا چاہتا اور جواب الجواب بھی نہیں دینا چاہتا۔ صرف ریکارڈ کی درستی چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ مولانا صاحب نے جو اعتراض فرمایا۔ اس پر میں صرف اتنا ہی عرض کروں گا کہ اللہ تعالیٰ صرف مسلمانوں کا ہی رب نہیں ہے۔ قرآن پاک میں کہیں بھی مسلمانوں کے رب کے طور پر اللہ تعالیٰ کا نام نہیں آیا۔ جہاں جہاں بھی نام آیا ہے وہ "رب العالمین" ہے۔ اور عالمین کا رب ہونے کے ناتے سے جو اچھے بندے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرتا ہے۔ میں نے اس لئے اس میں کوئی غلط جملہ درج نہیں کیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہاں پر میرے ایک فاضل دوست نے قیادت کو جو خراج تحسین پیش کیا ہے میں بھی اپنے انداز میں قومی قیادت کو خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گا جس کے لئے رانا ثناء اللہ خان نے نہایت اچھے انداز سے، خوبصورت انداز سے بنیادی باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خراج تحسین پیش کیا ہے۔ میں اسی کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ دنیا کے اندر کبھی فوری معجزاتی تبدیلی نہیں آئی۔ کسی ملک کی، کسی قوم کی، کسی بھی دور کی تاریخ پڑھ لیں کہیں بھی فوری معجزاتی تبدیلی نہیں آئی ہے۔ صرف ارتقاء اور اجتہاد ہی ترقی کا ایک طریقہ ہے جس سے تہذیبیں عروج پر آئی ہیں اور زوال پر بھی گئی ہیں۔ اس حوالے سے میں اپنی بات کو مختصر کرتا ہوں۔۔۔

جناب چیئر مین: آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر کافی بات کر لی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئر مین! ان کو بات کرنے دیں۔

جناب چیئر مین: میاں صاحب! بات کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب چیئر مین! قومی اتفاق رائے بہت بڑی طاقت ہے اس سے بڑی کوئی طاقت نہیں، ایٹم بم بھی اس سے بڑی طاقت نہیں ہے۔ اگر ایٹم بم بڑی طاقت ہوتا تو روس کبھی نہ ٹوٹتا جس کے پاس ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کے انبار تھے۔ قومی اتفاق رائے ہی بہت بڑی طاقت ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے قومی اتفاق رائے کو اسی طرح سے پھلنے پھولنے میں مدد فرمائے۔ میں تو کہتا ہوں قومی اتفاق رائے ہی ایک "گیدڑ سنگھی" ہے جو بہت بڑی طاقت ہے جو تبدیلیاں لاتی ہے، حکومتیں

گراتی ہے اور حکومتیں بناتی ہے۔ قومی اتفاق رائے بنانے پر میں کلی طور پر رانا ثناء اللہ خان سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ سیاسی سفر کا ارتقاء اور پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کا جو check and control رہا ہے۔ یہ قومی اتفاق رائے اپنانے میں بھی میڈیا کا ہاتھ ہے۔ میں print and electronic media کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ قومی قیادت کو بھی تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے اتفاق رائے سے سینٹ الیکشن میں جو اظہار کیا ہے یہ خوش آئند ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو پھلنے پھولنے میں مدد فرمائے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: میں تھوڑا سا جواب دینا چاہتا ہوں۔ رفیق صاحب! آپ نے جو مولانا صاحب والی بات کی ہے، میں تو بہت گناہ گار آدمی ہوں اور دینی لحاظ سے بھی کم علم ہوں لیکن وہ ہم سے تھوڑے سے بہتر ہیں کیونکہ ان کا دینی اور علمی گھرانے سے تعلق ہے دینی گھرانے میں پیدا ہوئے ہیں اور ان کی دینی تعلیم ہم سے بہتر ہے۔ انہوں نے جو کچھ کہا وہ بھی کسی basis پر کہا ہے اور انہوں نے بیان بھی کیا۔ اس سلسلے میں ہمیں مذہبی dispute میں نہیں پڑنا چاہئے لیکن جو بات انہوں نے کہی وہ مسلمانوں کے حوالے سے، یہ ٹھیک ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کا رب ہے لیکن جو الفاظ مسلمان ایک مسلمان کے لئے کہہ سکتا ہے وہ مبادا کسی اور مذہب کے لئے نہیں کہہ سکتا اس لئے آپ اس پر ضد نہ کریں۔ مولانا صاحب نے جو الفاظ کہے وہ دینی حوالے سے ٹھیک تھے، آپ مہربانی کریں آپ نے جو کہہ دیا وہ درست ہے لیکن مولانا صاحب کے الفاظ کی تردید نہ کریں۔ شکریہ. Have a seat please

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! میں بڑا liberal آدمی ہوں۔

جناب چیئرمین: مجھے سمجھ آ رہی ہے کہ آپ liberal آدمی ہیں، وہ پتا چل رہا ہے اور سمجھ بھی آ رہی ہے۔ ملک احمد خان بلوچ!

ملک احمد خان بلوچ: جناب چیئرمین! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور جتنی دیر آپ بیٹھے ہیں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ ماشاء اللہ اس ایک ڈیڑھ گھنٹے میں آپ نے ممبران کے جو دل میں حسرت تھی کہ ہمارے جو علاقے کے مسائل ہیں کسی طریقے سے ہم بھی اس ایوان میں آواز اٹھا سکیں۔

جناب چیئرمین: پندرہ منٹ کے لئے House کا وقت بڑھایا جاتا ہے۔

ملک احمد خان بلوچ: میں رانا صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور جناب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ممبران کی دلی طور پر جو خیالات تھے، جو مسائل تھے ان کو اس House میں اور میڈیا تک پہنچا دیا۔ اگر آپ یہاں نہ بیٹھے ہوتے تو شاید وہ یہ آواز نہ پہنچا سکتے۔ ماشاء اللہ جس محبت اور خلوص سے آپ نے موقع دیا ہے آپ کا شکریہ۔ میں اس اجلاس کی کارروائی جو اتنے دن چلی ہے اس میں رانا صاحب کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انہوں نے چاہے تحاریک استحقاق ہوں یا تحاریک التوائے کار ہوں بغیر کسی تعصب کے یا معزز رکن کا تعلق اپوزیشن سے ہے یا حزب اقتدار سے سب کو اچھے طریقے سے deal کیا ہے۔ انہوں نے مسائل کے سلسلے میں اپوزیشن کو بھی اپنے چیمبر میں بلایا ہے، بیوروکریٹس کو بھی بلایا ہے اور کوشش کی ہے کہ ممبران کے حلقوں میں جو مسائل ہیں، تکلیفیں ہیں وہ ہر طرح سے دور ہونی چاہئیں۔ انہوں نے ممبران کو satisfied کر کے بھیجا ہے۔ ان کی یہ بھی بڑی فراخدلی ہے کہ اپوزیشن کی طرف سے جو بھی کوئی تنقید آئی ہے اور اپوزیشن کی طرف سے بھی میں نے دیکھا ہے کہ کوئی ناجائز تنقید نہیں ہوئی پریشان نہیں کیا۔ تنقید برائے تنقید والا مسئلہ نہیں تھا جو جائز تنقید تھی، جو جائز اعتراضات تھے رانا صاحب نے اس کو فراخدلی سے سنا اور اس کا جواب دیا۔ ماشاء اللہ میں رانا صاحب کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور جناب کی وساطت سے سپیکر صاحب اور ڈپٹی سپیکر صاحب کو بھی مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے اتنی محبت سے اجلاس چلایا ہے۔ اس معزز ایوان میں ہم میں سے کافی دوست نئے صاحبان آئے ہیں اور ہم بھی ان سیکھنے والوں میں شامل ہیں۔ تھوڑا سا مسئلہ ہے کہ آپ جب بھی اس کرسی پر تشریف فرما ہوں تو ہمارے معزز ممبران کے دو چار اصول ہیں اگر وہ بتاتے رہیں تو ہم بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ ایک تو پوائنٹ آف آرڈر پر میں جب بھی کھڑا ہوتا ہوں تو دس اور آدمی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ بتایا جائے کہ جب بھی کوئی آدمی پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہو تو دوسرے صاحبان تھوڑا سا صبر کریں۔ اس طرح اگر سپیکر صاحب بات کر رہے ہیں تو ان کے سامنے نہیں بولنا چاہئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم بہت کچھ سیکھ رہے ہیں اور عنقریب ہمیں بہت کچھ سیکھنے کا موقع مل رہا ہے۔

جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ کہ شاید اگر اجلاس آج ختم ہو رہا ہے تو ہم اتنے مطمئن ہو کر اور سکون کے ساتھ باہر نکلیں گے کہ جو ہمارے دل میں جو خواہش تھی اور ہم جو کہنا چاہتے تھے ہمیں وہ کہنے کا موقع ملا۔ شکریہ

جناب چیئرمین: میں اس سلسلے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسمبلی کی کارروائی پچھلے سیشن میں بھی ہم دیکھتے رہے ہیں اور اس سے پہلے بھی دیکھتے رہے ہیں تو طریقہ یہی ہے اور آہستہ آہستہ اب یہاں بھی settle down ہو جائے گا اور انشاء اللہ ضرور ہو گا۔ سارے لوگ سمجھدار اور باعزت ممبران ہیں۔ ہوتا یہی ہے کہ اگر ایک ممبر بات کر رہا ہے اور دوسرا جب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوتا ہے تو اس کو اس وقت کھڑا ہونا چاہئے جب یہ محسوس کرے کہ میرا پوائنٹ آف آرڈر بہت ضروری بنتا ہے اور جب کوئی دوسرا معزز ممبران پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوتا ہے تو جو ممبر بول رہا ہوتا ہے اسے فوری طور پر دوسرے کو وقت دینے کے لئے بیٹھ جانا چاہئے۔ یہ اسمبلی کی روایات ہیں۔ ابھی یہ سلسلہ جو چل رہا ہے تو آہستہ آہستہ settle down ہو جائے گا۔ ہم سب لوگ دعا گو ہیں اور ایک کشتی پر سوار ہیں اور ہم سب نے اسے مل کر خوبصورت انداز میں چلانا ہے۔

حلقہ پی پی-252 مظفر گڑھ میں اشتمال کی آڑ میں بااثر افراد کا پٹواری اور تحصیلدار کی ملی بھگت سے چند مواضعات پر ناجائز قبضہ

ملک بلال احمد کھر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

ملک بلال احمد کھر: جناب چئرمین! میں آپ کی توجہ اپنے حلقہ کے ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ میرا حلقہ پی پی-252 مظفر گڑھ میں چند مواضعات ایسے ہیں جو زیر اشتمال ہیں اور وہاں پر جو بھی بااثر آدمی آتا ہے، پٹواری اور تحصیلدار کی ملی بھگت سے فرد ملکیت لے کر ان پر قبضہ کر لیتا ہے جس سے چھوٹے چھوٹے کاشت کار بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور ان میں ایک موضع پتی غلام علی ایسا ہے کہ جس کا سلیم نامی پٹواری کرپشن کی بنیاد پر عرصہ تین سال سے برخواست ہو چکا ہے لیکن ابھی تک

اس نے پتی غلام علی کا ریکارڈ اپنے قبضہ میں رکھا ہوا ہے اور مقامی انتظامیہ اس سے یہ ریکارڈ نہیں لے سکی اور اب اس نے اپنی بحالی کے لئے اپیل E.D.O(R) ملتان کے پاس کی ہوئی ہے۔ وہ case بھی E.D.O(R) ملتان کے پاس زیر سماعت ہے تو میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب، وزیر مال اور خصوصی طور پر وزیر قانون صاحب سے ملتمس ہوں کہ ان مواضعات جو زیر اشتمال ہیں، ان کا اشتمال کر کے لوگوں کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں اور بدنام زمانہ پٹواری سے پتی غلام علی کا ریکارڈ برآمد کروایا جائے تاکہ وہاں کے لوگ سکون کی نیند سو سکیں اور اپنے مالکانہ حقوق کے لئے در در بدر نہ پھریں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! یہ معاملہ جو انہوں نے یہاں پر بیان کیا ہے یہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اس سلسلے میں وزیر مال سے میں ان کی sitting کروا دیتا ہوں۔ انہیں چاہئے کہ وہ وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی اس سلسلے میں بات کریں کیونکہ یہ تین چکوک کا مسئلہ ہے اور بہت سارے لوگ اس سے متاثر ہو رہے ہوں گے اور اگر یہ چاہتے ہیں کہ اس فورم کے ذریعے سے اس میں کوئی input کرنی ہے تو میں یہی کہوں گا کہ یہ اسے تحریک التوائے کار کی صورت میں لائیں اور باقاعدہ یہ کہہ رہے ہیں کہ فلاں فلاں چکوک ہیں اور ان پر قبضے ہوئے ہیں تو کوئی example quote کریں تاکہ بورڈ آف ریونیو سے ان چیزوں کا specifically جواب حاصل کیا جائے۔ اس میں جو چیز بھی سامنے آئے تو اس کا ازالہ کیا جائے۔ اس بارے میں یہ سوال جمع کروائیں یا تحریک التوائے کار جمع کروائیں۔ ان کی میٹنگ وزیر مال صاحب تو اس وقت موجود نہیں ہیں، بہر حال ان کے نوٹس میں بھی میں لے آؤں گا اور یہ بھی ان کے نوٹس میں لائیں۔ اگر وہاں پر واقعی کوئی ایسا مسئلہ ہے تو اسے حل کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین: میری اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ میرے دوست چونکہ کافی دور کے علاقے سے ہیں اور یہ backward area بھی ہے۔ میری suggestion یہ ہے کہ یہ ایک توجہ دلاؤ نوٹس بنتا ہے یا تحریک التوائے کار بنتی ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب چیئرمین! توجہ دلاؤ نوٹس لا اینڈ آرڈر سے متعلق ہوتا ہے اور یہ تحریک التوائے کار بنتی ہے یا اگر ان کے پاس کوئی specific information ہے جیسے انہوں نے کہا کہ فلاں چک نمبر ہے، فلاں پٹواری ہے اور فلاں لوگوں نے قبضہ کیا ہے تو specifically question لے آئیں تو اگلے سیشن تک ہم اس کا جواب دے دیں گے۔

جناب چیئرمین: وہ جمع کروا کر کاپی رانا صاحب کو دے دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! یہ کام تو بورڈ آف ریونیو والے بھی کر لیں گے اگر انہیں کہہ دیا جائے۔ یہ اسمبلی میں تو اتنی بڑی بات یا کوئی policy making والی یا بڑی کوئی چیز نہیں تھی تو ہم ایک ایک پٹواری کی شکایت پر۔۔۔

جناب چیئرمین: ایک آدمی کے اپنے حلقے میں اگر کوئی issue ہے تو اس کے لئے تو وہی بڑا issue ہے ناں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! اگر ہم ایک ایک پٹواری کو discuss کرنے بیٹھ جائیں گے تو۔۔۔

جناب چیئرمین: لغاری صاحب! پٹواری کا issue نہیں ہے نہ اس میں بتایا ہے بلکہ ان کے حلقے میں جو مواضعات زیر اشتمال آ چکے ہیں، issue یہ ہے کہ وہ اشتمال لمبی ہو گئی ہے اور وہ تیس سال سے نہیں ہو رہی۔ وہ چاہتے ہیں کہ اشتمال مکمل کروائی جائے اور جلدی کروائی جائے۔ اس سلسلے میں وہ تحریک التوائے کار لائیں گے۔ وہ تحریک التوائے کار جمع ہو جائے گی۔ کوئی شکل بنے گی، قواعد و ضوابط بھی تو کوئی چیز ہوتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! ان کی بات سننے سے کسی نے انکار کیا ہے یا وہاں پر ان کے مسئلے کا حل نہیں ہو سکا؟

جناب چیئرمین: جی، نہیں۔ آپ اس کو اس طرح سے نہ لیں۔ آپ تحریک دیں اور اس کی ایک کاپی رانا صاحب کو دے دیں۔ meanwhile Rana Sahib take up کر لیں گے۔ شکریہ۔ جی، بھٹی صاحب!

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: جناب چیئرمین! میجر عبدالرحمٰن رانا صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 8 تھی۔ کل اس کا جواب لیفکو نے دینا تھا تو معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا اس کا جواب آچکا ہے یا نہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! میجر صاحب اس میں محرک تھے اور یہ لاہور سے فیصل آباد روڈ جسے ایکسپریس وے کہتے ہیں تو اس کے متعلق محکمہ کو بلوا کر ان صاحبان کے پاس دو میٹنگ ہوئی ہیں اور کل بدھ کو محکمے نے اس سلسلے میں حتمی رپورٹ پیش کرنی تھی۔ جو رپورٹ لے کر آئے ہیں تو اس کے مطابق ان صاحبان کی satisfaction نہیں تھی اور انہوں نے کہا کہ جن چیزوں کی رپورٹ میں نشاندہی کی تھی ہم انہیں موقع پر چیک کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے Saturday کا ٹائم مقرر ہوا ہے۔ چیف انجینئر C&W ان ممبران کو ساتھ لے کر on ground ان چیزوں کو چیک کریں گے اس کے بعد رپورٹ پیش کریں گے اور پھر وہ رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے گی۔ اس پر محرک کے اعتراضات اور انہوں نے جو انکوائری raise کی تھی اس کے مطابق محکمہ نے کافی کام کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ رپورٹ ان کی ground پر visit کرنے کے بعد یہ معاملہ redress ہو جائے گا۔

مہر اعجاز احمد اچلانہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

مہر اعجاز احمد اچلانہ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میرا تعلق ضلع لیہ سے ہے اور آپ جانتے ہیں کہ پنجاب کا سب سے بڑا دریا، دریائے سندھ مظفر گڑھ اور لیہ سے گزرتا ہے اور ضلع لیہ میں ہزاروں سال سینکڑوں نہیں ہزاروں لوگ دریائے سندھ کے سیلاب سے متاثر ہوتے ہیں اور ہوتا یہ ہے کہ دوران سیلاب ہی کافی بند ٹوٹ جاتے ہیں sipper ٹوٹ جاتے ہیں۔ دوران سیلاب ہی محکمہ اریگیشن اس پر کچھ action لیتا ہے۔ میں اس معزز ایوان کی مدد سے یہ چاہوں گا کیونکہ سیلاب کا سیزن آنے والا ہے

اس سے پہلے محکمہ اریگیشن کو ہدایات دی جائیں کہ وہ پہلے سے حفاظتی اقدامات کرے تاکہ ہر سال کی طرح اس سال بھی لوگ سیلاب سے متاثر نہ ہوں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: وہ ہر سال ہوتی ہے تو اس دفعہ بھی انشاء اللہ ہدایات ہو جائیں گی۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین! اس وقت issue تحریک استحقاق کا تھا جب میں نے آپ سے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی گزارش کی تھی تو یہ وارڈن کے issue پر تقریباً چار تحاریک پہلے آئی ہیں۔ وارڈن جو پچھلے دور میں بھرتی کئے گئے۔ یہ کسی میرٹ پالیسی سے ہٹ کر ایم پی ایز کو اور اس وقت کی political party جو برسر اقتدار تھی، اس نے۔۔۔

جناب چیئرمین: اعجاز صاحب! اس طرح نہ کریں۔ اس سے ماحول خراب ہو جائے گا۔

جناب اعجاز احمد خان: میں اپنی بات conclude کروں گا کہ بات صرف یہ ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: اس میں mind کرنے والی بات نہیں ہے۔ یہ وارڈن میرٹ پالیسی کے مطابق نہیں آئے۔ یہ ایک حقیقت بات ہے۔ اس کے نتیجے میں ان کے خلاف شکایات پیدا ہو رہی ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ بیٹھیں۔ آپ چیئر کو سنیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! یہ نمبر بنا رہے ہیں۔ یہ نمبر گیم کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! جب ایک point اٹھایا گیا ہے تو میں نے ہاؤس کی رائے کے مطابق کل صبح دس بجے کی میٹنگ رکھی ہے۔ اس میں کچھ دوستوں نے

لاہور سے باہر کی بات کی ہے تو میں نے ڈی آئی جی ٹریفک طارق کھوکھر کو بھی بلایا ہے۔اب کسی ایک کی حرکت سے سارے سسٹم کو خراب کہنا مناسب نہیں ہے۔یہ معاملہ انشاء اللہ صبح حل ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین: یہ ٹھیک ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ سارے سسٹم کو blame نہیں کیا جا سکتا۔اس کے علاوہ وارڈن کو بھی بلایا گیا ہے اور جو قرار واقعی سزا ہو گی۔وہ انشاء اللہ اس کو ملے گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! انھوں نے اچھے ماحول کو خراب کرنے کے لئے ایسا کیا ہے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! قانون اور ضابطے کے مطابق میں پوائنٹ آف آرڈر کی قانونی حیثیت پر تھوڑی سی روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب! یہ اسمبلی گریجوایٹ اسمبلی ہے اور یہاں سے سب لوگوں کو کتابیں ملی ہوئی ہیں۔آپ پوائنٹ آف آرڈر کی جو وضاحت کرنا چاہتے ہیں وہ سارے لوگوں نے پڑھی ہوئی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! اگر پڑھا ہوا ہے تو اس پر عمل نہیں ہو رہا۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب! آپ بیٹھیں۔آخر میں آپ ایسا نہ کریں۔سارے لوگ object کر رہے ہیں۔آپ تشریف رکھیں۔جی، چٹھہ صاحب!

لاہور سے گوجرانوالہ دورویہ روڈ کی بروقت تکمیل نہ ہونے پر مسافروں کو پریشانی کا سامنا

جناب خرم اعجاز چٹھہ: جناب چیئرمین! شکریہ۔میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کے سامنے تین اہم مسائل رکھوں گا۔سب سے پہلے بڑا مسئلہ جو لاکھوں لوگوں کا مسئلہ ہے۔وہ یہ ہے کہ گوجرانوالہ سے لاہور جو dual carriage way بن رہا ہے جو پچھلے کئی سالوں سے under

construction ہے۔ اس کی فروری 2009 میں تاریخ ختم ہونا تھی۔ وہ مکمل نہیں ہوا بلکہ اس کا 50 فیصد کام ابھی رہتا ہے جس وجہ سے بہت سے لوگ پریشان ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس پر فوراً کارروائی کی جائے اور immediate reinvention کے ساتھ جو بھی ٹھیکیدار ہے اس سے مل کر جس طرح بھی ہو سکتا ہے اس کام کو speed up کیا جائے۔ وہاں پر حادثات ہو رہے ہیں، ٹریفک جام ہو رہی ہے۔ یہ ہائی وے بہت سے لوگوں کو لاہور کے ساتھ link کرتا ہے۔

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ شاہدرہ جہاں پر پھاٹک ہے۔ آپ دیکھیں کہ پورے جی ٹی روڈ پر کہیں پھاٹک نہیں ہے کہیں پر underpass ہے یا پھر overhead bridge ہے۔ اس پھاٹک کے بند ہونے کی وجہ سے کئی کلومیٹر تک رش لگ جاتا ہے اور ٹریفک جام ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے راوی کے پل پر اور پھر پورے لاہور میں ٹریفک کا مسئلہ forward کرتا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ پھاٹک کی جگہ overhead bridge بنایا جائے یا پھر underpass بنایا جائے تاکہ ٹریفک جام نہ ہو جس کی وجہ سے لاہور میں بھی ٹریفک جام ہو جاتی ہے وہ ختم ہو جائے۔

جناب چیئرمین! تیسرا مسئلہ یہ ہے کیونکہ میرا تعلق مریدکے سے ہے اور مریدکے کے لاکھوں لوگ روزانہ لاہور اپنے کاروبار کے سلسلے میں اور ملازمت کے سلسلے میں آتے ہیں۔ انھیں جو بڑا مسئلہ درپیش ہے کہ اس وقت کوئی بھی ٹرانسپورٹ کمپنی مریدکے سے لاہور نہیں آ رہی، مریدکے لاہور سے 20 کلومیٹر پر ہے جہاں لوگوں کو 20 روپے خرچ کرنے پڑتے تھے اب وہ گوجرانوالہ کی ٹرانسپورٹ پر 100 روپے دے کر آتے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس معاملے پر جلد کارروائی کرتے ہوئے کوئی ٹرانسپورٹ شروع کروائی جائے تاکہ لوگوں کے لئے آسانی ہو۔ بہت مہربانی۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! میرے محترم بھائی نے جو باتیں کی ہیں تو ان کو چاہئے تھا کہ ان کو pre-budget discussion پر یہ پھاٹک اور underpass یا overhead bridge کی بات کرتے لیکن بہر حال میں نے ان کی باتیں سن لی ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ میں Finance Department کو بھی اور سیکرٹری ٹرانسپورٹ کو بھی ان کا حکم پہنچا دوں گا۔

جناب چیئرمین! اب آخر میں میری یہ گزارش ہے کہ آپ میاں رفیق صاحب کی پوائنٹ آف آرڈر پر تعریف سن لیں۔

جناب چیئرمین: جی، میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! میں وزیر قانون کا بے حد مشکور ہوں کہ جنھوں نے مجھے یہ موقع فراہم کرنے میں میری مدد کی ہے۔ چیئر تو ظاہر ہے کہ مجھے موقع نہ دیتی۔ شاید چیئر یہ سمجھتی ہے کہ میں اتنے پوائنٹ آف آرڈر لے چکا ہوں۔ شاید اسی سے چیئر مجھ سے prejudice ہے کہ میں جب بھی اٹھتا ہوں تو مجھے موقع نہیں دیا جاتا اور ایوان کے اندر بہت سارے ایسے ممبران بھی ہیں کہ جن کے کھڑے ہونے پر ہی ان کے مائیک کھل جاتے ہیں۔ میرے بار بار اصرار پر بھی مجھے موقع نہیں دیا جاتا۔

جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر کی تعریف یہ ہے کہ جب کوئی پوائنٹ آف آرڈر اٹھائے تو یہ اسمبلی کی کارروائی کو روکنے کے لئے break ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم میں سے بہت سارے دوستوں کو معزز ممبران کو یہ علم نہیں ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر کیا بات کرنی ہے اور کب کرنی ہے؟ میں اس کی تعریف بتانا چاہتا تھا تاکہ یہ پریکٹس چلے گی تو معزز ممبران کی بھی ٹریننگ ہو گی۔ جب کوئی سپیکر بولتے بولتے پٹڑی سے اترتا ہے، سیاق و سباق سے ہٹتا ہے، قواعد و ضوابط سے دور چلا جاتا ہے تو اس کو پٹڑی پر واپس لانے کے لئے اور اس کو سمجھانے کے لئے کہ آپ غلط چل رہے ہیں تو پوائنٹ آف آرڈر پر اسمبلی کی کارروائی روکی جاتی ہے اور اس پر اتنی ہی بات ہوتی ہے تاکہ سپیکر صاحب کو پتا چل جائے کہ بولنے والا ممبر پٹڑی سے اتر گیا ہے یا سیاق و سباق سے ہٹ گیا ہے یا حقائق سے پرے چلا گیا ہے یا غلط حقائق پیش کر رہا ہے۔ اس سے زیادہ پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہیں ہو سکتی بلکہ بولنے والے ممبر کو روک کر اس کی درستی کے لئے پوائنٹ آف آرڈر پر کچھ جملے یا کوئی بات حقائق کے مطابق کہی جا سکتی ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہیں کی جا سکتی جیسا کہ ایوان کے اندر پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جاتا ہے اور تقریر شروع کر دی جاتی ہے۔

جناب چیئرمین! میں چیلنج کرتا ہوں کہ میں جب بھی پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھتا ہوں تو مجھے یہ ruling دی جائے کہ میں نے غلط پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے۔ اگر سپیکر صاحب یا کوئی بھی چیئر پر ہوں وہ اس بات پر غور کریں تو ممبران کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ اس طرح کم سے کم پوائنٹ آف آرڈر اٹھائے جائیں گے اور ایوان کی کارروائی کو روکا نہیں جا سکے گا۔ اصل میں پوائنٹ آف آرڈر ایوان کی کارروائی روکنے کے لئے break ہے۔

جناب چیئرمین! میں وزیر قانون صاحب سے درخواست کروں گا کہ اگر میں غلط ہوں تو میری اصلاح فرمائیں۔ میں اپنی اصلاح کر لوں گا۔

جناب چیئرمین: جناب شیر علی خان صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب چیئرمین! میاں صاحب نے بہت اچھی تشریح کی ہے۔ انھوں نے دو تین دفعہ کہا ہے کہ سپیکر پٹڑی سے اتر جاتا ہے۔ ان کو کہنا چاہئے تھا کہ ممبر پٹڑی سے اتر جاتا ہے۔ بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! کارروائی چلا کر ایوان کو سنائی جائے کہ میں نے یہ جملہ کہا ہے یا نہیں؟ جو جملہ میں نے کہا ہی نہیں وہ میرے فاضل دوست نے کہہ دیا ہے۔

جناب چیئرمین: میاں رفیق صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق: اس کی ٹیپ سنائی جائے۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب! ابھی آپ نے کچھ کہنا ہے یا میں بولوں۔ پہلے ہی اتنا ٹائم ہو چکا ہے۔ ہاؤس کا وقت مزید پندرہ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! آپ فرمائیں میں سنوں گا۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ نے فرمایا کہ Chair نے مجھے روکا ہے۔ آپ بھی اپنا ریکارڈ اگر سننا چاہتے ہیں تو پچھلے ایک سال سے جب سے آپ آئے ہیں تو آپ بھی پوائنٹ آف آرڈر لینے کے لئے اپنی efforts نکال لیں وہ بھی recorded ہیں اور آپ کو کتنا

ٹائم ملا اور کتنا آپ بول پائے یہ بھی نکال لیں۔ آج کا دن exclusively آپ کے پوائنٹ آف آرڈرز کا ہے۔ میں گارنٹی کے ساتھ کہتا ہوں کہ جتنے پوائنٹ آف آرڈر آج آپ کو ملے ہیں یا جتنا آج آپ بولے ہیں اتنا کبھی آپ بول نہیں پائے۔ دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ پوائنٹ آف آرڈر پر مخصوص چھوٹی سی بات ہو سکتی ہے۔ میرے سمیت پوائنٹ آف آرڈر پر ہم سب لوگ بولتے رہے ہیں۔ آپ بھی اپنے پوائنٹ آف آرڈرز نکال لیں تو پورے چھ چھ، دس دس منٹ کی تقریر فرما دیتے ہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر پر آدمی کو صرف ایک point بتانا ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب لوگوں کو پوری طرح اس پر عملدرآمد کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر آپ اجازت دیں تو پھر میں ہاؤس prorogue کر دوں۔

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! بے شک آپ wind up کریں لیکن میں آپ کے جواب میں آخری بات کہہ لینا چاہتا ہوں کہ جو آپ نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ پوائنٹ آف آرڈر میں نے استعمال کئے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: یہ آپ ہاؤس سے پوچھ لیں۔

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! یہ بات بھی میں درست نہیں سمجھتا۔ مجھے آپ کی ruling چاہئے کہ میرا پوائنٹ آف آرڈر relevant ہوتا ہے یا irrelevant ہوتا ہے؟ چاہے میں سو بار بولتا ہوں اس کا مجھے حق ہے۔ مجھے اس پر آپ کی ruling چاہئے۔

جناب چیئرمین: جی، میں ruling دیتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! ہمارے محترم میاں رفیق صاحب نے جب پہلے بات کی تو انہوں نے کہا تھا کہ اب لاء منسٹر بتائیں کہ میں غلط ہوں یا صحیح ہوں۔ جب میں concede کر رہا ہوں کہ میاں صاحب صحیح ہیں تو پھر آگے ruling کی ضرورت ہی نہیں رہتی اور معاملہ ویسے ہی resolve ہو گیا ہے۔

جناب چیئرمین! اس سے پہلے کہ آپ اجلاس prorogue کریں۔ میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان کے تمام ممبران، پریس گیلری کے تمام ممبران، اس سیکرٹریٹ سے منسلک تمام

صاحبان یا جو صاحبان اس پورے سال میں اس ہاؤس کی proceeding سے کسی نہ کسی طور پر منسلک رہے ہیں، اس پہلے پارلیمانی سال constitutional working days کے مکمل ہونے پر سب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور آپ سب کے تعاون کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

تعزیت

سوات میں جیو کے نمائندہ کی وفات پر دعائے مغفرت

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب چیئرمین! جیو کا نمائندہ جس کا سوات میں قتل ہو گیا تھا۔ اگر ان کی تدفین ہو گئی ہے تو ان کے لئے فاتحہ خوانی کر لی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر فاتحہ خوانی کی گئی)

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(56)/2009/33. Dated 19th February 2009. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> "In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Salmaan Taseer**, Governor of the Punjab hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab w.e.f. February 19, 2009 (Thursday) on the conclusion of sitting on that day.

Dated Lahore, the 19th February, 2009

SALMAAN TASEER
GOVERNOR OF THE PUNJAB"